يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْن

اے ایمان والوتم پر روزے فرض کئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم پرہیزگار بنو۔

خطباتِ رمضانُ المبارک

یعنی خطابات

شیخِ طریقت حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی ایم ڈی حفظہ اللہ چرتھاولی

خلیفہ ومجاز حضرت حاذق الامتؒ پرنامبٹ (خلیفہ ومجاز حضرت مسیح الامتؒ جلال آبادی) مدیر دارالعلوم محمدیہ بنگلور

(جلد اول)

مرتب

مولانا محمد عثمان حبان دلدارؔ قاسمی

ناظم تعلیمات دارالعلوم محمدیہ بنگلور

ناشر

مکتبہ طیبہ نزد سفید مسجد، دیوبند، سہارنپور-247554 (یوپی)

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	:	خطباتِ رمضان المبارک (جلد اول)
خطبات	:	حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی حفظہ اللہ
مرتب	:	مولانا محمد عثمان حبان دلدارؔ قاسمی
کتابت وتزئین	:	مولانا عبید الرحمٰن قاسمی حبان گرافکس بنگلور
باہتمام	:	مولانا محمد طیب قاسمی
تعداد	:	گیارہ (۱۱۰۰) سو
قیمت	:	
ناشر	:	مکتبہ طیبہ نزد سفید مسجد، دیوبند، سہارنپور-247554 (یوپی)

مرتب کا مکمل پتہ

RAHEEMI SHIFA KHANA

#248, 6th Cross, Gangondanahalli Main Road,
Nayandhalli Post, Maysore Road
BANGALORE - 560039 (INDIA)
Ph.: 080-23180000, 23397836/72
www.raheemishifakhana.com
E-mail.: raheemishifakhana@yahoo.com

فہرست

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
1	انتساب	16
2	پیش لفظ	17
3	اظہار عالی	20
	رمضان المبارک کے آداب	**24-33**
4	ایک سوال اور اس کا جواب	25
5	گناہوں میں کمی تو آ ہی آجاتی ہے	26
6	رمضان المبارک کی فضیلت	26
7	ایک عبرت آمیز واقعہ	27
8	روزہ کی فرضیت کی وجہ	28
9	سابقہ امتوں کے روزے	29
10	روزہ کا خصوصی انعام	29
11	ایک روزہ چھوڑنے کا نقصان	29
12	آنکھ کا روزہ	30

13	کان کا روزہ	31
14	زبان کا روزہ	31
15	ہاتھوں کا روزہ	31
16	پاؤں کا روزہ	32
17	افطار کی دعا	32
18	شب قدر کا تحفہ	33
19	اعتکاف	33
	رمضان المبارک اور اس کے احکام	**34-44**
20	رمضان المبارک کی فضیلت	35
21	قرآن کریم اور تراویح دو الگ الگ سنتیں ہیں	36
22	رمضان کے مہینہ میں ایک فرض ستر فرضوں کے برابر	37
23	تمام کتابیں اسی ماہ میں نازل ہوئیں	37
24	رمضان کی خصوصیات	38
25	رمضان المبارک ہمدردی کا مہینہ	38
26	افطار کرانے کی فضیلت	39
27	اوّل حصہ رحمت، درمیانی مغفرت اور آخری دوزخ سے خلاصی	39
28	کلمہ لا الہ الا اللہ کی فضیلت	39
29	استغفار کی فضیلت	40
30	رمضان میں پانچ انعامات	40
31	ایک شبہ کا ازالہ	41

32	رمضان میں غفلت برتنے پر وعید	42
33	تین شخصوں کی دعا رد نہیں ہوتی	44
	حقوق العباد کی ادائیگی جنت کا راستہ	**47-58**
34	جنت کا راستہ	47
35	نیک فرزند صدقہ جاریہ ہے	48
36	نیک عورت	49
37	نیک مرد	50
38	بہنوں کے حقوق	51
39	بھائیوں کے حقوق	52
40	خالہ کا حق	52
41	چچا کا حق	52
42	رشتہ داروں کے حقوق	53
43	پڑوسیوں کے حقوق	53
44	مہمان کے حقوق	54
45	یتیموں کے حقوق	55
46	بیواؤں اور مسکینوں کے حقوق	55
47	بوڑھوں کے حقوق	56
48	عام مسلمانوں کے حقوق	57
49	عام انسانوں کے حقوق	58
	رمضان المبارک برکت کا مہینہ	**59-65**
50	روزہ ڈھال ہے	60

51	روزہ دار کو آگ نہ جلائے گی	61
52	روزی میں برکت کا مہینہ	61
53	رمضان المبارک کے چار نام	62
54	ماہ رمضان کے فضائل	63
55	ہر شب ساٹھ ہزار کی بخشش	64
56	آگ کے دو پہاڑ	65
57	ایک واقعہ	65
	رمضان المبارک صبر کا مہینہ	**67-73**
58	ماہ رمضان صبر کا مہینہ	68
59	روزہ اللہ کے لئے ہے	69
60	روزہ کے طبی فوائد	70
61	مریض کا روزہ	71
62	مسافر کا روزہ	72
63	روزہ کے آداب	72
64	فرشتوں کی دعا	73
	رمضان اور قرآن	**75-80**
65	قرآن کریم کو ترنج سے کیوں تشبیہ دی گئی؟	76
66	قرآن کریم اللہ کا کلام ہے	77
67	قرآن کریم کا پڑھنا پڑھانا عبادت ہے	78

68	قرآن کریم کی مثال	79
69	ایک واقعہ	80
	رمضان کی قدر نہ کرنے پر وعید	**83-92**
70	پہلا شخص	84
71	دوسرا شخص	85
72	تیسرا شخص	85
73	تین آدمیوں کی دعا رد نہیں ہوتی	86
74	سحری کھانا سنت نبوی	88
75	سحری سے یہود و نصاریٰ کے روزے میں فرق	89
76	روزہ آدمی کے لئے ڈھال ہے	90
77	کان کا روزہ	91
78	روزہ میں تقویٰ اختیار کریں	91
79	رمضان کے روزے کی کوئی قضا نہیں	92
	روزہ اور رمضان	**95-105**
80	ایک غلط فہمی کا ازالہ	97
81	تمام آسمانی کتابوں کا نزول اسی ماہ میں	98
82	ایثار و قربانی کا ایک واقعہ	99
83	روزہ افطار کرانے کی فضیلت	101
84	اوّل حصہ رحمت، دوسرا مغفرت اور تیسرا دوزخ سے آزادی	101
85	رمضان میں نوکروں کے کام میں کمی کریں	101

86	چار چیزوں کی کثرت کا حکم	102
87	رمضان المبارک کی تخصیص	102
88	روزہ دار کے منہ کی بو مشک سے زیادہ پسندیدہ	103
89	روزہ کا بدلہ اللہ تعالیٰ خود دیں گے	104
90	مچھلیوں کا استغفار کرنا	104
91	شرکش شیاطین کا قید ہونا	104
92	روزہ داروں کی مغفرت	105
	روزے کی مشروعیت	**106-112**
93	کائنات کی متضاد چیزیں	107
94	انسان میں دو متضاد صفتیں	108
95	روزے کے فضائل	109
96	روزہ کی ابتداء	109
97	روزے کے دو بڑے فائدے	110
98	روزہ تزکیہ نفس کا ذریعہ	111
99	روزہ سے فقراء اور مساکین کی ہمدردی	111
100	بشر حافیؒ کا واقعہ	112
101	روزہ کی حقیقت	112
	رمضان المبارک عبادت اور شکر گزاری کا مہینہ	**114-118**
102	روزہ حق تعالیٰ کی کبریائی کا اظہار	116
103	تمام آسمانی کتابیں اسی ماہ میں نازل ہوئیں	116

104	ماہ رمضان امت محمدیہ کا مہینہ	116
105	ماہ رمضان کے خواص	117
106	ماہ رمضان کے اعمال	118
107	شب قدر کے اعمال	118
	نزول قرآن کی رات	**121-128**
108	قرآن کریم کا تعارف	122
109	قرآن کریم کی خصوصیت	124
110	حفاظت	124
111	زندہ زبان	124
112	قرآن کریم کا اعجاز	124
113	قرآن کریم کا نزول	125
114	لیلۃ القدر میں قرآن کریم کا نزول	125
115	شب قدر کے انعام کی وجہ	126
116	شب قدر کی تعیین میں اختلاف	127
117	شب قدر میں قرآن کریم نازل ہونے کی حکمت	127
118	شب قدر میں کیا کرنا چاہئے؟	128
	انوارات الٰہی کا مہینہ	**129-136**
119	دوزخ سے گنہگاروں کی رہائی	130
120	پہلے کے گناہ معاف	130
121	رحمت ہی رحمت	131

122	قیامت کے دن مفلس کون؟	132
123	زمین بھر سونا خیرات کرنے کا ثواب	133
124	پورا رمضان خیر ہی خیر ہے	134
125	جنت کی ہوا	134
126	فیضان رمضان وقرآن	134
127	ہر قدم پر ایک ایک سال کی عبادت کا ثواب	135
128	رمضان میں وفات پانے کی فضیلت	135
129	جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں	136
	تراویح کے طبی فوائد	**137-143**
130	تراویح ایک ورزش ہے	138
131	تراویح مسلمانوں کے لئے ایک تحفہ ہے	139
132	تراویح بیماری سے شفا ہے	140
133	تراویح کے جسم کے اعضاء پر اثرات	141
134	تراویح دل اور جگر کے لئے نفع بخش	142
135	تراویح ذہن کی ورزش	142
136	تراویح سے آکسیجن میں بہتری	143
	سحری ایک اہم عبادت	**145-148**
137	سحری کا وقت	146
138	سحری سے مسلمانوں اور اہل کتاب میں تمیز	146

139 سحری برکت کی چیز 147

140 سحری میں کیا چیز کھائیں؟ 147

141 طلباء کے لئے تقلیل طعام کی ضرورت نہیں 148

زکوٰۃ کی مشروعیت 150-156

142 زکوٰۃ کی فرضیت 152

143 زکوٰۃ نہ دینے پر عذاب 152

144 زکوٰۃ اسلام کا پل ہے 153

145 زکوٰۃ سے مال کا پاک ہونا 153

146 زکوٰۃ سے مال کا تحفظ 153

147 اسلام کی تکمیل کا ذریعہ زکوٰۃ 154

148 زکوٰۃ نہ دینے پر مال کی ہلاکت 154

149 زیور کی زکوٰۃ 155

150 ایک عبرت آمیز واقعہ 156

زکوٰۃ کی حقیقت 159-165

151 مسائل زکوٰۃ 161

152 کن مالوں پر زکوٰۃ واجب ہے 162

153 زکوٰۃ کی ادائیگی 163

154 زکوٰۃ کن لوگوں کو دی جائے؟ 164

155 زکوٰۃ دینے کے آداب وطریقے 165

زکوٰۃ ادا نہ کرنے پر وعید 167-171

156 ایک مشہور واقعہ 168

157 زکوٰۃ نہ دینے پر قارون کا انجام 171

اعتکاف عشرۂ آخرہ کی اہم عبادت 174-180

158 اعتکاف کی قسمیں 175

159 اعتکاف کا مقصد 175

160 حدیث قدسی 176

161 اعتکاف کے فضائل 176

162 معتکف کا گناہوں سے پاک ہونا 178

163 حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا واقعہ 178

164 جنت کا آراستہ کیا جانا 180

شب قدر 181-187

165 آخری عشرے میں حضور ﷺ کی عادت 182

166 شب قدر کی فضیلت 182

167 شب قدر کے نزول کا سبب 183

168 شب قدر کے تعیین میں اختلاف 183

169 شب قدر میں فرشتوں کی دعائے رحمت 185

170 شب قدر کی فضیلت احادیث سے 185

171 شب قدر کی پہچان 187

	اعتکاف اور شب قدر	**188-197**
172	اعتکاف	190
173	اعتکاف کے روحانی فوائد	192
174	اعتکاف کے ارکان وشرائط	193
175	اعتکاف کی اقسام	193
176	اعتکاف کے دوران جائز امور	194
177	اعتکاف کے مکروہات	194
178	اعتکاف کو توڑنے والے امور	195
179	لیلۃ القدر یا شب قدر کا بیان	195
180	شب قدر کی دعا	197
181	شب قدر میں مومنین کے اعمال واشغال	197
	شب قدر کی فضیلت	**199-203**
182	سورۂ قدر کی تفسیر	200
183	شب قدر کون سی رات ہے؟	202
184	شب قدر کی علامات	203
	پیام عید	**205-211**
185	عید کی وجہ تسمیہ	206
186	عید کی رات عبادت کرنے کی فضیلت	207
187	عہد رسالت مآب ﷺ کی عید	209
188	حضور اکرم ﷺ کا خطبہ عید	211

	نبی کریم ﷺ کی عید	**213-221**
189	ہلال عید	214
190	چاند دیکھنے کا اہتمام	215
191	شب عید	216
192	صبح عید	216
193	غسل	217
194	عمدہ لباس پہننا	217
195	عیدگاہ جانے سے پہلے	217
196	عیدگاہ جانے سے پہلے کچھ کھانا	219
197	عیدگاہ کے لئے روانگی	219
198	نبی کریم ﷺ عیدگاہ میں	220
199	عورتوں اور بچوں کی عیدگاہ میں آمد	220
200	نماز عید الفطر کی ادائیگی	220
201	حضور اکرم ﷺ کا خطبہ عید	220
202	بارش کی وجہ سے عید کی نماز مسجد میں	221
203	عید کی مبارک باد	221
204	خطیب کے لئے ہدایت	221
	اللہ کے نیک بندوں کی عید کیسی؟	**225-231**
205	شہزادیوں کی عید	226
206	عید صرف اُجلے لباس پہننے کا نام نہیں	227

207	حضرت غوث الاعظمؒ کی عید	227
208	عید کس کے لئے ہے	228
209	سیدنا عمر فاروقؓ کی عید	228
210	ہماری خوش فہمی	229
211	شیطان کا واویلا	230
212	کیا شیطان کامیاب ہے	230
213	صدقہ فطر کی مقدار آسان لفظوں میں	231
214	عید کا تحفہ	231

بحمدللہ تعالیٰ خطبات رمضان المبارک جلداوّل کا

انتساب

میری مہربان دادی اماں محترمہ اصغری بیگم (اور بڑی دادی اماں صغریٰ بیگم رحمۃ اللہ علیہا) جو انتہائی نیک، صالحہ، پابند صوم وصلوٰۃ، تہجد گذار، تسبیحات ودرود وسلام میں انہماک رکھتی تھیں، علماء اور اہل اللہ کی قدرداں تھیں، جن کی زبان ہمیشہ ذکر اللہ سے تر اور غیبت سے نا آشنا رہی، جن کی آغوش میں والد محترم حضرت حبیب الامت حفظہ اللہ نے پرورش پائی، جن کی دعائے سحر گاہی اور دست شفقت نے مجھے دسترخوانِ علوم سے چند ذرات چننے کی راہ دِکھائی اور جنہوں نے ہمیشہ سچے اور اچھے واقعات سنا کر دلوں میں اصلاحی انقلاب پیدا کیا۔ گذشتہ دو سال قبل اس دنیائے فانی سے دنیائے جاودانی کی طرح کوچ کرچکی ہیں، مجھے ان کی وہ وصیت (جبکہ میں دارالعلوم سے فراغت کے قریب تھا) یاد آرہی ہے کہ ''بیٹا! کبھی علومِ دینیہ کے حصول سے تغافل نہ کرنا اور میرے لئے ایصالِ ثواب کرتے رہنا''۔

آج اس کتاب کا انتساب دادی و پڑدادی رحمۃ اللہ علیہا کی جانب معنون کرنے کی سعادت حاصل کررہا ہوں، جن کی مقبول دعاؤں نے اپنا اثر دِکھایا، اللہ تعالیٰ ان کی قبروں کو نور سے منور فرمائے اور اپنے محبوب بندوں میں شامل فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین!

محمد عثمان حبان دلدارؔ قاسمی

ناظم تعلیمات: دارالعلوم محمدیہ بنگلور

۱۲ر صفر المظفر ۱۴۳۳ھ، مطابق ۷ر جنوری ۲۰۱۲ء

پیش لفظ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ، اَمَّا بَعْدُ۔

رمضان المبارک کی آمد پر مساجد کے منبر ومحراب سے اس کی فضیلت اور اس میں کیئے جانے والے مخصوص اعمال، حدودِ شرعی، روزہ، نماز، قرآن وتراویح اور دیگر اعمالِ مسنونہ کی بازگشت زیادہ ہوجاتی ہے، لوگ مساجد کا رُخ کرتے ہیں، جنہیں سال بھر مسجدوں میں حاضری کا خیال نہیں آتا وہ بھی رمضان المبارک میں اللہ کے حضور سجدہ ریز نظر آتے ہیں، یہی موقع ہوتا ہے جب ان کے دلوں میں شعائرِ اسلامی اور تعلیماتِ نبوی ﷺ کو اُجاگر کیا جائے تو سال بھر اس کا اثر باقی رہتا ہے، ان دنوں میں ویسے بھی لوگ خطباء ومفسرین کی طرف زیادہ توجہ دیتے ہیں، اس کی وجہ یہی ہے کہ لوگ تعلیماتِ اسلامیہ کو پڑھنے کے بجائے سننا زیادہ پسند کرتے ہیں، مساجد میں ایک ماحول ہوتا ہے، ایک طرف شیاطین کو مقید کردیا جاتا ہے جس سے وہ لوگوں کے دلوں میں وساوس پیدا نہیں کرپاتا تو دوسری طرف رمضان کی برکت اور اس میں اللہ تعالیٰ کی رحمت سے لوگوں کے قلوب پر ان پند ونصائح اور خطبات کا تادیر اثر باقی رہتا ہے۔

یہی وجہ بھی ہے کہ لوگ ایسے موقعوں پر جوق در جوق مساجد کا رخ کرتے ہیں جہاں خطیب ومقرر انہیں ماہِ مبارک کے اعمالِ مخصوصہ کی یاد دہانی کراتے ہیں، زکوٰۃ وصدقات، نماز وتراویح اور تلاوتِ قرآن کی فضیلت، ان پر اجر وثواب اور نہ کرنے پر قرآن وحدیث میں موجود وعیدیں یاد دلاتے ہیں۔ ایسے میں عام طور پر مساجد کے خطباء ومقررین حضرات ایسی کتاب کی ضرورت محسوس کرتے ہیں جس میں عموماً عام فہم اور مختصراً رمضان المبارک سے متعلق مضامین ہوں، جو نہ صرف مختصر ہوں بلکہ جامع بھی ہوں تاکہ کم وقت میں زیادہ معلومات فراہم ہوسکے، چوں کہ تمام مضامین ایک ہی کتاب میں ترتیب سے نہیں پائے جاتے اس لئے خطباء کو وقت کے تنگی کی وجہ سے دشواری کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

ایسے میں خیال آیا کہ اگر کوئی ایسی کتاب ترتیب دے دی جائے جس میں ماہِ رمضان کے متعلق تمام مضامین مع دلائل وواقعات اکھٹا کردیئے جائیں تو خطباء ومقررین کے لئے سہولت ہوجائے گی۔ اسی کے پیش نظر والد محترم حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی حفظہ اللہ کے وہ خطبات جو رمضان المبارک کے موقع پر مرکزی جامع مسجد دارالعلوم محمدیہ بنگلور اور دیگر مقامات پر دیئے گئے تھے اِکھٹا کرنا شروع کیا، چند سالوں میں اتنی تقاریر ہوگئیں کہ جنہیں دو جلدوں میں جمع کرلیا گیا، پہلی جلد میں وہ مضامین جمع کئے گئے جو مردوں سے متعلق ہیں اور دوسری جلد میں ان مضامین کو رکھا گیا جو عورتوں سے بھی تعلق رکھتے ہیں، اگرچہ افادیت اور معلومات کے لئے دونوں جلدیں مرد وخواتین کے لئے برابر ہیں۔

والد محترم سے اجازت طلب کرنے کے بعد ان خطبات کی کتابت کرائی گئی اور مکرمی مولانا محمد طیب صاحب قاسمی مدظلہ مالک مکتبہ طیبہ دیوبند نے اشاعت کی

ذمہ داری قبول کرلی۔ خطبات کو جمع کرنے میں برادرِ کبیر ڈاکٹر محمد فاروق اعظم حبان قاسمی ومولانا ظہیر احمد قاسمی انصاری نے تعاون کیا، اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے، آمین! اللہ تعالیٰ سے قوی امید ہے کہ حضرت حبیب الامت حفظہ اللہ کے یہ خطبات اہل ذوق حضرات کے لئے انشاء اللہ مفید ثابت ہوں گے۔

طالب دعا

محمد عثمان حبان دلدارؔ قاسمی

ناظم تعلیمات دارالعلوم محمدیہ بنگلور

۱۲؍صفر المظفر ۱۴۳۳ھ، مطابق ۷؍جنوری ۲۰۱۲ء

اظہار عالی

نمونۂ سلف حضرت مولانا الحاج محمد علاؤالدین صاحب قاسمی دامت برکاتہم

مدیر مکتبہ رحمت عالم پالی دربھنگہ، بہار

بحمد للہ تعالیٰ رمضان المبارک کے عنوان سے اسلامی کتب خانے میں متعدد موضوعات، متنوع اسالیب اور مختلف عناوین پر چھوٹی بڑی سینکڑوں کتابیں موجود ہیں۔ لیکن ایسی کتاب جو خطباء وواعظین اور قدردان رمضان المبارک وجویان برکات وفضائل ماہ صیام کے لئے رمضان المبارک کے شب وروز کی جملہ عبادتوں سے متعلق قرآن وسنت کے سرچشمے سے مستند واقعات وقصص، امثال دلائل سے مزیّن ہو، راقم السطور کی نظروں سے ابھی تک نہیں گذری۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس کی تلافی کتاب ہٰذا کے مرتب عالی جناب مولانا حکیم محمد عثمان حبان دلدار قاسمی مدظلہ نے فرمادی جو دراصل حبیب الامت حضرت العلام مولانا حکیم محمد ادریس حبان رحیمی اَدَامَ اللّٰہُ فُیُوْضَہُ لَنَا وَلِلْاُمَّۃِ الْاِسْلَامِیَۃِ کے خطبات اور تقاریر کا مجموعہ ہے جن کو مولانا موصوف نے ترتیب دیا ہے۔ حضرت مولانا مفتی ارشد جمیل رشیدی دامت برکاتہم (خلیفہ ومجاز حضرت حبیب الامت) پہلے ٹیپ ریکارڈ کے ذریعے محفوظ کرلیتے اس کے بعد تحریری شکل دی جاتی، اس طرح قابل قدر ذخیرہ وجود میں آگیا۔

حضرت حبیب الامت شہر بنگلور اور صوبہ کرناٹک کے قدیم وعظیم علماء کرام اور عوام کے ہر دل عزیز شخصیت اور جدید علماء کے مخلص مربی وخورد نواز بزرگ ہیں۔ آپ نے مصلحانہ افکار وآرا کے ساتھ رمضان المبارک اور روزوں سے متعلق انواع واقسام کے علمی جواہر پارے اور بیش بہا مضامین پر مشتمل علمی وفکری خطابات مرکزی جامع مسجد دارالعلوم محمدیہ کے منبر ومحراب سے ارشاد فرمائے جن کو ترتیب دے کر مولانا دلدار صاحب نے جامع ومفید ترین گنجینہ گراں مایۂ امت مسلمہ کے لئے پیش فرمادیا ہے۔

رمضان المبارک کی فضیلت وفرضیت اور اہمیت، روزہ، تراویح، تہجد، سحر اور تلاوت قرآن کے فضائل، زکوٰۃ کی فرضیت واہمیت اور اعتکاف کے اہتمام اور دیگر مضامین جو ماہ رمضان کے اعمال کی ترغیب وترقی میں بیحد معاون ومفید ہیں۔ سالہا سال سے مرکزی جامع مسجد دارالعلوم محمدیہ بنگلور کے منبر ومحراب سے ساکنان شہر گلستاں کے سامنے پیش ہوتے رہے ہیں۔ بے پناہ مسرت وخوشی کی بات ہے کہ الحمدللہ ان تمام مؤثر ودل نشیں خطبات کی طباعت کی مبارک ساعت اہل وطن اور خصوصاً اہل کرناٹک بنگلور کے لئے نوید جاں فزا لے کر جلوہ افروز ہے۔ کتاب کے مضامین ومشمولات سے روزے روشن کی طرح عیاں ہے کہ آں محترم نے ان خطبات کو کس دردو سوز اور خلوص وللّٰہیت کے ساتھ وسعت مطالعہ، بحث وتحقیق اور مراجع وماٰخذ کی نشاندہی کو ملحوظ رکھتے ہوئے یکجا فرمایا ہے اس کا اندازہ صاحب بصیرت اور صاحب وفکر ونظر قارئین کرام کر سکتے ہیں۔ تحریر وتقریر کو بہتر وکامیاب بنانے کے لئے جتنی صفات اور صلاحیتیں اور بلاغت کے اصول وقوانین ضروری ہیں ناقدین اہل قلم نے ان سب کا تفصیلی جائزہ لیا ہے۔ اور ہر عہد میں ان پر

ضروری بحث ہوتی رہی ہے۔ لیکن بہت کم لوگوں کو اس کا احساس ہے کہ ان صفات اور صلاحیتوں میں ایک بڑا مؤثر اور ناقابل فراموش عنصر اور عوامل، صاحب کلام کا اخلاص اور دردمندی ہے۔ تحریر وتقریر کے ذخیرے کا اگر ایک نئے اور زیادہ حقیقت پسندانہ اور گہرے نقطۂ نظر سے جائزہ لیا جائے تو اس کو دو قسموں پر تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ ایک وہ تحریریں یا اظہار خیال جو اندورونی تقاضے اور داعیہ اور کسی طاقت ور عقیدہ یا یقین کے تحت وجود میں آئیں اور ان سے مقصود کسی فرمائش یا حکم کی تعمیل، کوئی دنیوی منفعت یا کسی صاحب اقتدار یا صاحب ثروت انسان کی رضامندی نہیں بلکہ خود اپنے ضمیر یا عقیدہ کے فرمان کی تعمیل کا مظہر ہوا کرتی ہیں جس میں اہل حکومت اور اہل ثروت کے فرمان سے زیادہ قوت ہوتی ہے جس سے سرتابی کرنا کسی صاحب ضمیر انسان کے بس میں نہیں ہے۔

دوسری قسم وہ ہے جو کسی فرمائش کی تکمیل یا کسی دنیوی منفعت کے حصول یا کسی بالاتر انسان کے حکم کی تعمیل میں ہو۔ تحریر وخطاب کی ان دونوں قسموں میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔ پہلا اظہار خیال کا طریقہ ''ہر کہ از دل خیزد بر دل ریزد'' کا مقصداق ہے۔ وہ طویل عرصہ تک زندہ رہ کر پاکیزہ قلوب پر اصلاحی دستک دیتا رہتا ہے، خصوصیت کے ساتھ اگر اس کا موضوع دینی اور اخلاقی ہے تو ذہن وقلب اور اخلاق پر گہرا اور انقلاب انگیز اثر پڑتا ہے۔ ہزاروں قلوب میں اس کے پڑھنے سے اصلاح کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ اس کے برخلاف دوسری قسم کے اظہار خیال کا طریقہ دادو تحسین اور عارضی سرور وخوش وقتی کے سوا روح اور قلب پر اپنا کوئی دیرپا اثر نہیں چھوڑتا، اس کی زندگی اور عمر محدود ومختصر ہوتی ہے۔ میرے مرشد محترم، حامل اخلاق حسنہ، مخلص زماں، حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی

چرتھاوَلی مدظلہ اَدَامَ اللّٰہُ بَقَا ئَہٗ وَ صِحَّتَہٗ وَبَرَ کَتَہٗ ۔پہلی قسم کے کاروان اہل دل سے تعلق رکھتے ہیں جن کے خطبات وتحریر کے سادہ ودل کش اسالیب میں خلق خدا کے لئے ہدایت کے حقائق واسرارا ور رموز ومعانی کے آبشار بے تکلفی کے ساتھ برکات ومنافع کے جواہر ریزے بکھیرتے چلے جاتے ہیں۔خداوندقدوس خطباتِ رمضان المبارک کے ساتھ ساتھ حضرتِ والا کی تمام گراں قدر تصانیف کوقبول عام وبقاء دوام عطا فرما کر رہتی دنیا تک عوام وخواص کے لئے لازوال پیغام رشد وہدایت اورذریعہ نجات بنائے اور ہم خدام کوبھی حضرت کے اس سلسبیل خیر میں شریک فرما کرفلاح دارین عطافرمائے۔آمین یارب العالمین

علاؤالدین قاسمی
مدیرمکتبہ رحمت عالم
رحمانی چوک، پالی دربھنگہ(بہار)
۲۶رصفرالمظفر ۱۴۳۳ھ،۲۱رجنوری ۲۰۱۲ء

رمضان المبارک کے آداب

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِo

اَلۡحَمۡدُلِلّٰہِ نَحۡمَدُہٗ وَنَسۡتَعِیۡنُہٗ وَنَسۡتَغۡفِرُہٗ وَنُؤۡمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیۡہِ وَنَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنۡ شُرُوۡرِ اَنۡفُسِنَا وَمِنۡ سَیِّاٰتِ اَعۡمَالِنَا مَنۡ یَّھۡدِہِ اللّٰہُ فَلاَ مُضِلَّ لَہٗ وَمَنۡ یُّضۡلِلۡہُ فَلاَ ھَادِیَ لَہٗ وَنَشۡھَدُ اَنۡ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحۡدَہٗ لاَ شَرِیۡکَ لَہٗ وَنَشۡھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوۡلاَنَا مُحَمَّدًا عَبۡدُہٗ وَرَسُوۡلُہٗ. اَمَّا بَعۡدُ فَقَدۡ قَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ فِی الۡقُرۡاٰنِ الۡمَجِیۡدِ وَالۡفُرۡقَانِ الۡحَمِیۡدِ اَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطَانِ الرَّجِیۡمِo بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ o یٰٓاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا کُتِبَ عَلَیۡکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِکُمۡ لَعَلَّکُمۡ تَتَّقُوۡنَoصَدَقَ اللّٰہُ الۡعَلِیُّ الۡعَظِیۡمُo

معزز حاضرین کرام! رمضان المبارک کا مہینہ شروع ہونے والا ہے۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ رمضان المبارک کے کچھ آداب عرض کروں۔

سب سے پہلے میں ایک حدیث پیارے نبی ﷺ کی آپ کے سامنے بیان کرتا ہوں جس میں حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ رمضان المبارک میں جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور سرکش شاطین قید کر دیئے جاتے ہیں۔ یہ کتنی بڑی خوش نصیبی کی بات ہے کہ ہم جیسے سیاہ کاروں کے لئے شیاطین کو قید کر دیا جاتا ہے اس کی وجہ سے بڑے بڑے گنہ گاروں کو نیک اعمال کرنے کی توفیق ہوجاتی ہے۔

ایک سوال اوراس کا جواب

یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب سرکش شیاطین قید کر دیئے جاتے ہیں تو پھر آخر لوگوں سے گناہوں کا صدور کیوں ہوتا ہے؟

اس کے کئی جوابات دیئے گئے ہیں۔ ایک جواب یہ ہے کہ شیطان گیارہ مہینے تک انسان کو بہکانے میں لگا رہتا ہے اور بدنصیب انسان بھی شیطان کے چکر میں آکر گناہ کرتا رہتا ہے اس طرح انسان کا ذہن گناہوں کا عادی ہوجاتا ہے اور ماہ رمضان المبارک میں وہ گناہوں سے باز نہیں رہ پاتا۔

یہ بات بھی تجربہ میں آئی ہے کہ زیادہ تر گناہوں کا صدور ان ہی لوگوں سے ہوتا ہے جو رمضان کے علاوہ بھی کثرت کے ساتھ گناہوں میں پڑے رہتے ہیں۔ چونکہ ان کا نفس گناہوں پر دلیر ہو چکا ہوتا ہے اس لئے وہی نفس ماہ رمضان میں بھی ان کو گناہوں پر ابھارتا ہے۔

حدیث پاک میں آتا ہے کہ جب کوئی انسان گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نقطہ لگ جاتا ہے۔ جب دوسری بار گناہ کرتا ہے تو دوسرا سیاہ نقطہ لگ جاتا ہے یہاں تک کہ اس کا دل بالکل سیاہ ہوجاتا ہے اور کوئی بھلائی اور نیکی کی بات اس کے دل پر اثر انداز نہیں ہوتی۔

ظاہر ہے کہ جس کا دل زنگ آلود اور سیاہ ہو چکا ہو اس پر بھلائی اور خیر کی بات اور نصیحت کہاں اثر انداز ہوگی؟ رمضان ہو یا غیر رمضان، ایسے انسانوں کا گناہوں سے باز اور بیزار رہنا نہایت ہی دشوار ہوجاتا ہے۔ ان کا دل نیکی کی طرف مائل ہی نہیں ہوتا۔ اگر وہ نیکی کی طرف آ بھی گیا تو بسا اوقات اس کا دل اسی سیاہی کے سبب نیکی میں نہیں لگتا اور وہ نیکیوں کے ماحول سے بھاگنے کی فکر میں لگا رہتا ہے۔ اس کا نفس اسے لمبی لمبی امیدیں دلاتا ہے، غفلت گھیر لیتی ہے اور وہ بدنصیب نیکیوں اور اچھے ماحول سے دور جا گرتا ہے۔ رمضان کی مبارک ساعتیں بلکہ پوری پوری راتیں وہ شخص لہو ولعب، فضولیات، کھیل کود، گانے بجانے، تاش، شطرنج اور طرح طرح کے خرافات میں برباد کر دیتا ہے۔

گناہوں میں کمی تو آ ہی آجاتی ہے

پیارے بھائیو! عام مشاہدہ تو یہی ہے کہ رمضان المبارک میں ہماری مسجدیں غیر رمضان کے مقابلہ زیادہ آباد ہوجاتی ہیں، نمازیوں کی کثرت ہوجاتی ہے اور وہ لوگ بھی مسجدوں کو آجاتے ہیں جو غیر رمضان میں مسجد کے قریب نہیں آتے تھے، نیکیاں کرنے میں آسانیاں ہوجاتی ہیں اور اتنا تو ضرور ہے کہ ماہ رمضان میں گناہوں کا سلسلہ کچھ نہ کچھ کم ضرور ہوجاتا ہے۔

رمضان المبارک کی فضیلت

حدیث پاک میں فرمایا گیا کہ جب رمضان کا چاند نکلتا ہے تو اللہ تعالیٰ حضرت جبرئیل علیہ السلام کو فرماتے ہیں کہ حورانِ بہشت کو زیب و زینت کا حکم دو اور ان کو آواز دو کہ اے اہل آسمان! اور اے اہل زمین! ہوشیار ہو جاؤ کہ یہ رمضان المبارک کا

مہینہ ہے جو شخص اس کی تعظیم کرے گا وہ بخشا جائے گا اور شیطان کو قید کر دو تا کہ روزہ دار گناہ کرنے سے بچ جائیں۔

حضرات! یہ مہینہ بڑا مقدس مہینہ ہے اس کی قدر اور تعظیم کرو اور خوب ثواب کما کر جنت کی ابدی نعمتیں حاصل کرو، رمضان المبارک کی کسی بھی طرح بے حرمتی نہ ہونے پائے۔ بسا اوقات نمازی اور روزہ دار لوگ بھی ماہ رمضان کی بے حرمتی کر کے خدائے تعالیٰ کے غضب کا شکار ہو جاتے ہیں اور پھر عذاب الٰہی میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔

ایک عبرت آمیز واقعہ

حضرت علی کرم اللہ وجہہ ایک مرتبہ زیارت قبور کے لئے قبرستان تشریف لے گئے، وہاں ایک تازہ قبر پر نظر پڑی۔ آپ کو اس کے حالات معلوم کرنے کی خواہش ہوئی، چنانچہ بارگاہ خداوندی میں عرض کیا یا اللہ! اس کے حالات پر مجھے مطلع فرما۔ فوراً اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آپ کی التجا سنی گئی اور دیکھتے ہی دیکھتے آپ اور اس مردے کے درمیان جتنے پردے حائل تھے تمام اٹھا دیئے گئے۔ اب ایک ہیبت ناک اور ڈراؤنی منظر آپ کے سامنے تھا۔ کیا دیکھتے ہیں کہ مردہ آگ کی لپیٹ میں ہے اور وہ رو کر آپ سے فریاد کر رہا ہے یا علی! میں آگ میں ہوں، آگ مجھے جلا رہی ہے۔ اے علی! میرے حال پر رحم فرما کر مجھے اس ہولناک عذاب سے نجات دلایئے۔

اس وحشت ناک منظر اور مردے کی چیخ و پکار اور دردناک فریاد نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بے قرار کر دیا۔ آپ نے اپنے پروردگار کی بارگاہ میں ہاتھ اٹھا دیئے اور نہایت ہی عاجزی کے ساتھ اس میت کی بخشش کے لئے درخواست پیش کی۔ غیب سے آواز آئی اے علی! آپ اس کی سفارش نہ فرمائیں کیونکہ روزے رکھنے کے باوجود یہ بدنصیب شخص رمضان المبارک کی بے حرمتی کیا کرتا تھا، رمضان المبارک میں بھی

گناہوں سے باز نہ آتا تھا۔ دن کو روزہ تو ضرور رکھتا تھا مگر راتوں کو گناہوں میں بھی مبتلا رہا کرتا تھا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ یہ سن کر رنجیدہ ہوئے اور سجدے میں گر کر عرض کرنے لگے کہ اے میرے آقا، اے میرے پروردگار اس بندے نے بڑی امید کے ساتھ مجھے پکارا ہے۔ میرے مالک! تو اس کے آگے مجھے رسوا نہ کر۔ اس کی بے بسی پر رحم فرما اور اس کو بخش دے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ رو رو کر مناجات کر رہے تھے آخر اللہ تعالیٰ کو بھی رحم آ گیا، اس کی رحمت کا دریا موجزن ہوا اور ندا آئی اے علی! ہم نے تمہاری شکستہ دلی کے سبب اسے بخش دیا۔ چنانچہ آپ کی خاطر اللہ تعالیٰ نے اس سے عذاب کو ختم کر دیا۔

حضرات گرامی! رمضان المبارک کے ان مقدس لمحات کو اس طرح فضولیات وخرافات میں برباد نہ ہونے دو، زندگی مختصر سی ہے اس کو غنیمت جانو، دنیا میں جو عمل نیک کیا ہوگا قیامت کے دن اللہ کی ترازو میں وہ اتنا ہی وزن دار ہوگا۔ اس سے معلوم ہوا کہ روزہ رکھنا اگرچہ دشوار ہے نفس کے لئے، لیکن قیامت کے دن ترازو میں وزن بڑھانے کے لئے یہ بڑا موثر ہے۔

روزہ کی فرضیت کی وجہ

اسلام میں اکثر اعمال کسی نہ کسی روح پرور واقعہ کی یاد تازہ کرنے کے لئے مقرر کئے گئے ہیں مثلاً صفا ومروہ کے درمیان حاجیوں کی سعی حضرت سیدنا ہاجرہ علیہا السلام کی دونوں پہاڑوں کے درمیان کی سعی کی یاد تازہ کرتی ہے۔ آپ نے اپنے لخت جگر حضرت اسماعیل علیہ السلام کے لئے پانی تلاش کرنے کے لئے ان دونوں پہاڑوں کے درمیان سعی فرمائی تھی۔ اللہ تعالیٰ کو حضرت ہاجرہ علیہا السلام کی یہ ادا پسند آ گئی اسی لئے اس سنت کو اللہ تعالیٰ نے باقی رکھتے ہوئے حاجیوں کے لئے صفا ومروہ کی سعی کو

لازمی قرار دے دیا۔ اسی طرح رمضان کے کچھ ایام نبی ﷺ نے غار حرا میں گذارے تھے۔ ان دنوں آپ دن کو کھانے سے پرہیز کرتے اور رات کو ذکر الٰہی میں مشغول رہتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے ان دنوں کی یاد تازہ کرنے کے لئے روزے فرض کئے تاکہ اس کے محبوب کی سنت قائم رہے۔

سابقہ امتوں کے روزے

روزہ گزشتہ امتوں میں بھی تھا مگر اس کی صورت ہمارے روزوں سے مختلف تھی۔ مختلف روایات سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام ہر ماہ کی تیرہویں، چودھویں، پندرہویں تاریخوں کا روزہ رکھتے۔ حضرت نوح علیہ السلام ہمیشہ روزہ رکھا کرتے تھے، حضرت داؤد علیہ السلام ایک دن چھوڑ کر ایک دن روزہ رکھتے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک دن روزہ رکھتے اور دو دن نہ رکھتے۔

روزہ کا خصوصی انعام

حضرات! احادیث میں روزہ کی کئی خصوصیتیں ارشاد فرمائی گئی ہیں۔ کیسی خوشخبری ہے اس روزہ دار کے لئے جس نے اس طرح روزہ رکھا جس طرح روزہ رکھنے کا حق ہے۔ یعنی روزہ کے تمام آداب ملحوظ رکھتے ہوئے اس نے روزہ رکھا یعنی پیٹ کو کھانے پینے اور اپنے آپ کو جماع سے باز رکھنے کے ساتھ ساتھ اپنے تمام اعضاء کو بھی گناہوں سے باز رکھا تو وہ روزہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اس کے تمام پچھلے گناہوں کا کفارہ ہوگا۔ اور حدیث پاک ''روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ ہوں'' کو بعض محدثین نے مجہول بھی پڑھا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ روزہ کا بدلہ میں خود ہوں۔

ایک روزہ چھوڑنے کا نقصان

''حضور اقدس ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ جس نے رمضان المبارک کا ایک روزہ بھی بغیر عذر کے چھوڑ دیا ساری عمر کا روزہ اس کی قضا نہیں ہوسکتا''۔ یعنی وہ فضیلت جو رمضان المبارک میں روزہ رکھنے کی تھی اب کسی بھی طرح نہیں پا سکتا۔ لہٰذا کسی طرح غفلت کا شکار ہو کر روزے جیسی عظیم الشان نعمت نہیں چھوڑنی چاہئے۔ بعض لوگ روزہ رکھ کر بغیر کسی مجبوری کے روزہ توڑ دیتے ہیں روزہ سرے سے نہ رکھنا گناہ کبیرہ اور رکھ کر توڑ دینا اشد گناہ ہے۔ وقت سے پہلے افطار کرنے سے یہی مراد ہے کہ روزہ تو رکھ لیا مگر سورج غروب ہونے سے پہلے پہلے جان بوجھ کر کسی صحیح مجبوری کے بغیر توڑ ڈالا۔ اللہ تعالیٰ پیارے حبیب ﷺ کے طفیل اپنے قہر وغضب سے بچائے۔ آمین!

آنکھ کا روزہ

پیارے بھائیو! آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ انسان کے جسم کے جتنے اعضاء ہیں ان میں سے ہر ایک عضو کا روزہ ہے۔ آنکھ کا روزہ اس طرح رکھنا چاہئے کہ آنکھ جب بھی اٹھے تو صرف اور صرف جائز امور ہی کی طرف اٹھے۔ آنکھ سے مسجد دیکھئے، قرآن مجید دیکھئے، نیک بندوں کا دیدار کیجئے، اللہ عزوجل دکھائے تو کعبہ معظّمہ دیکھئے، مکہ مکرمہ کی مہکی مہکی گلیاں اور وہاں کے کوچہ وبازار دیکھئے، سنہری جالیوں کے انوار دیکھئے، جنت کی پیاری پیاری کیاریوں کی بہار دیکھئے، مہکے مہکے مدینہ کے در ودیوار دیکھئے، سبز گنبد اور مینار دیکھئے اور مدینے کے صحراء وگلزار دیکھئے۔

حضرات گرامی! آنکھ کا روزہ رکھئے اور ضرور رکھئے بلکہ آنکھ کا روزہ تو چوبیس گھنٹے تیسوں دن اور بارہ مہینے ہونا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ مقدس آنکھوں سے ہرگز ہرگز فلم نہ دیکھئے۔ نامحرم عورتوں کو نہ دیکھئے، نہ ہی کسی کا کھلا ہوا ستر دیکھئے۔

کان کا روزہ

کانوں کا روزہ یہ ہے کہ صرف اور صرف جائز باتیں سنیں۔ مثلاً کانوں سے تلاوت و نعت سنئے، قرأت سنئے، سنتوں کا بیان سنئے، اذان و اقامت سنئے، سن کر جواب دیجئے، اچھی اچھی باتیں سنئے۔ ڈھول، باجے اور موسیقی ہرگز ہرگز مت سنئے، غیبت نہ سنئے، کسی کے عیب ہرگز نہ سنئے۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ جو شخص کسی کا عیب سنتا ہے اس کے کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ ڈالا جائے گا۔ اَللّٰھُمَّ احْفَظْنَا مِنْہُ.

زبان کا روزہ

زبان کا روزہ یہ ہے کہ زبان صرف اور صرف نیک و جائز باتوں کے لئے ہی حرکت میں آئے۔ مثلاً زبان سے صرف تلاوت کیجئے، ذکر و درود کا ورد کیجئے، نعت شریف پڑھئے، سنتوں کا بیان کیجئے، اچھی اچھی اور پیاری پیاری دینداری والی باتیں کیجئے۔ گالی گلوج، جھوٹ، غیبت، چغلی اور فضول باتیں زبان سے مت کیجئے کہ چمچہ اگر نجاست میں ڈال دیا جائے تو وہ ایک گلاس پانی سے پاک ہوجائے گا مگر زبان بے حیائی کی باتوں سے ناپاک ہوگئی تو اسے سات سمندر بھی نہیں دھوسکیں گے۔

ہاتھوں کا روزہ

ہاتھوں کا روزہ یہ ہے کہ جب بھی ہاتھ اٹھیں تو صرف نیک کاموں کے لئے اٹھیں۔ مثلاً ہاتھوں سے قرآن کریم چھوئیں، ہوسکے تو ہاتھوں سے نابینا کو لے کر چلیں کہ قدم قدم پر ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا۔ نیک لوگوں سے مصافحہ کریں انشاء اللہ ہاتھ جدا ہونے سے پہلے پہلے دونوں کی مغفرت ہوجائے گی۔ ہوسکے تو کسی

یتیم کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیریں کہ ہاتھ کے نیچے جتنے بال آئیں گے ہر بال کے عوض ایک ایک نیکی ملے گی۔ خبردار کسی پر ظلماً ہاتھ نہ اٹھیں، رشوت دینے کے لئے نہ اٹھیں، نہ کسی کا مال چرائیں۔

پاؤں کا روزہ

پاؤں کا روزہ یہ ہے کہ اٹھیں تو صرف نیک کاموں کے لئے اٹھیں۔ مثلاً پاؤں چلیں تو مسجد کی طرف چلیں، سنتوں کے اجتماع کی طرف چلیں، نیک صحبتوں کی طرف چلیں، کسی کی مدد کے لئے چلیں، کاش! مکہ و مدینہ کی طرف چلیں، طواف و سعی میں چلیں۔

واقعی حقیقی معنوں میں روزے کی برکتیں تو اسی وقت نصیب ہوں گی جب تمام اعضاء کا بھی روزہ رکھیں گے۔ ورنہ مشکوٰۃ شریف میں آتا ہے کہ حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ بہت سے روزے دار ایسے ہیں کہ ان کو بھوک و پیاس کے علاوہ کچھ حاصل نہیں ہوتا اور بہت سے شب بیدار ایسے ہیں کہ ان کو سوائے جاگنے کے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

افطار کی دعا

جب غروب آفتاب کا یقین ہوجائے تو افطار کرنے میں دیر نہ کریں فوراً کوئی چیز کھا پی لیں۔ مگر بہتر یہ ہے کہ کھجور یا پانی سے افطار کریں کہ یہ سنت ہے۔ کھجور کھانے یا پانی پینے کے وقت یہ دعا پڑھیں: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ لَکَ صُمْتُ وَبِکَ اٰمَنْتُ وَعَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ.

اے اللہ! میں نے تیرے لئے روزہ رکھا اور تجھ پر ایمان لایا اور تجھ پر بھروسہ کیا اور تیرے دیئے ہوئے رزق سے روزہ افطار کیا۔

پھر جب اذان شروع ہو جائے تو کھانا پینا موقوف کر دیں اور اذان کا جواب دیں۔ آج کل عموماً لوگ اذان کے دوران کھاتے پیتے رہتے ہیں۔ ایسا نہیں کرنا چاہئے۔ جب کئی اذانوں کی آوازیں آ رہی ہوں تو پہلی اذان کا جواب کافی ہے۔

شب قدر کا تحفہ

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ جو کوئی شب قدر میں سورۂ قدر سات بار پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ ہر بلا سے اسے محفوظ کر دیتے ہیں اور ستر ہزار فرشتے اس کے لئے جنت کی دعا کرتے ہیں اور جو کوئی جمعہ کے دن جمعہ سے قبل تین بار پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس روز کے تمام نماز پڑھنے والوں کی تعداد کے برابر نیکیاں لکھتا ہے۔

اعتکاف

رمضان المبارک کے آخری عشرہ کا اعتکاف سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہے۔ یعنی پورے گاؤں میں کسی ایک نے کرلیا تو سب کی طرف سے ادا ہو جائے گا اور اگر کسی نے بھی نہ کیا تو سبھی گنہگار رہوں گے۔

اعتکاف میں ضروری ہے کہ رمضان المبارک کی بیسویں تاریخ کو غروب آفتاب سے پہلے پہلے مسجد کے اندر بنیت اعتکاف موجود ہو اور انتیس کو چاند نکلنے کے بعد یا تیس کو غروب آفتاب کے بعد مسجد سے باہر نکلے۔ اگلے صفحات میں اعتکاف کے متعلق تفصیل سے بیان آ رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

رمضان المبارک اور اس کے احکام

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِيْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ يُّضْلِلْہُ فَلَا هَادِيَ لَہٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِيْكَ لَہٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ. اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰى فِى الْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِيْدِ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ o بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ o صَدَقَ اللّٰہُ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ o

معزز حاضرین کرام! رمضان المبارک کا مہینہ شروع ہونے والا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ آج رمضان المبارک کے کچھ فضائل آپ حضرات کے سامنے بیان کروں تاکہ رمضان المبارک کی فضیلتیں اور برکتیں ہمیں معلوم ہوں۔

رمضان المبارک کی فضیلت

حضرت سلمانؓ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے شعبان کی آخر تاریخ میں ہم لوگوں کو نصیحت فرمائی کہ تمہارے اوپر ایک مہینہ آرہا ہے جو بہت بڑا مبارک مہینہ ہے۔ اس میں ایک رات (شب قدر) ہے جو ہزار مہینوں سے زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے روزہ کو فرض فرمایا اور اس کی رات میں قیام کرنے کو یعنی تراویح کو ثواب کی چیز بنایا ہے۔ جو شخص اس مہینہ میں نیکی کر کے اللہ کا قرب حاصل کرے وہ ایسا ہے جیسا کہ غیر رمضان میں اس نے فرض ادا کیا اور جو شخص اس مہینہ میں کسی فرض کو ادا کرے وہ ایسا ہے جیسا کہ غیر رمضان میں ستر فرض ادا کرے۔ یہ مہینہ صبر کا ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے۔ یہ مہینہ لوگوں کے ساتھ غم خواری و ہمدردی کرنے کا ہے۔ اس مہینہ میں مومن کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے۔ جو شخص کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرائے وہ اس کے لئے گناہوں کے معاف ہونے اور آگ سے خلاصی کا سبب بنے گا اور روزہ دار کے ثواب کی طرح اس کو ثواب ہوگا۔ مگر اس روزہ دار کے ثواب سے کچھ کم نہیں کیا جائے گا۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہﷺ! ہم میں سے ہر شخص تو اتنی وسعت نہیں رکھتا کہ روزہ دار کو افطار کرائے تو آپ نے فرمایا کہ (پیٹ بھر کھلانے پر موقوف نہیں) یہ ثواب تو اللہ جل شانہٗ ایک کھجور سے افطار کرانے یا ایک گھونٹ پانی پلانے سے بھی مرحمت فرما دیتے ہیں۔ یہ ایسا مہینہ ہے کہ اس کا اوّل حصہ اللہ کی رحمت، درمیانی حصہ مغفرت اور آخری حصہ آگ سے آزادی ہے۔ جو شخص اس مہینہ میں اپنے غلام وخادم کے بوجھ کو کم کردے حق تعالیٰ شانہٗ اس کی مغفرت فرماتے ہیں اور آگ سے آزادی دیتے ہیں۔ اور (اے مسلمانو!) اس مہینہ میں چار چیزوں کی کثرت رکھا کرو ان میں سے دو چیزیں اللہ تعالیٰ کی رضا کے واسطے

ہیں اور دو چیزیں ایسی ہیں کہ جن سے تمہیں چارہ کار نہیں۔ پہلی دو چیزیں جن سے تم اپنے پروردگار کو راضی کرو وہ کلمہ طیبہ اور استغفار کی کثرت ہے اور دوسری دو چیزیں جنت کی طلب اور آگ سے پناہ مانگنا ہے۔ جو شخص کسی روزہ دار کو پانی پلائے حق تعالیٰ (قیامت کے دن) میرے حوض سے اس کو ایسا پانی پلائیں گے جس کے بعد جنت میں داخل ہونے تک اسے پیاس نہیں لگے گی۔

حضرات گرامی! اس حدیث میں کئی باتیں قابل غور ہیں اول نبی کریم ﷺ کا اہتمام کہ شعبان کی اخیر تاریخ میں خاص طور سے لوگوں کو تنبیہ فرمائی تاکہ رمضان المبارک کا ایک لمحہ بھی غفلت میں نہ گزرے، رمضان کی فضیلت کے بعد چند اہم امور کی طرف خاص طور سے توجہ فرمائی، سب سے اوّل شبِ قدر کہ وہ حقیقت میں بڑی اہم رات ہے۔ اسی طرح تراویح کی تاکید۔

قرآن کریم اور تراویح دو الگ الگ سنتیں ہیں

نماز تراویح حضور اقدس ﷺ کی مستقل ایک سنت ہے۔ بہت سے لوگوں کا خیال ہوتا ہے کہ جلدی سے کسی مسجد میں آٹھ دس دن میں کلام مجید سن لیں پھر چھٹی۔ یہ دھیان رکھنے کی بات ہے کہ یہ دو سنتیں الگ الگ ہیں۔ تمام کلام اللہ شریف کا تراویح میں پڑھنا یا سننا مستقل سنت ہے اور پورے رمضان شریف کی تراویح پڑھنا مستقل سنت ہے۔ لہٰذا اس صورت میں ایک سنت پر عمل ہوا اور دوسری رہ گئی۔ ہاں جن لوگوں کو رمضان المبارک میں سفر وغیرہ درپیش ہو یا اور کسی وجہ سے ایک جگہ روزانہ تراویح پڑھنی مشکل ہو ان کے لئے مناسب ہے کہ اوّل قرآن شریف چند روز میں سن لیں تاکہ قرآن شریف کی سماعت سے محرومی نہ رہے پھر جہاں وقت ملا اور موقعہ ہوا وہاں تراویح پڑھ لی کہ قرآن شریف بھی اس صورت میں مکمل ہوگا اور اپنے کام کا بھی حرج نہ ہوگا۔

رمضان کے مہینہ میں ایک فرض ستر فرضوں کے برابر

حضور ﷺ نے روزہ اور تراویح کے ذکر کے بعد عام فرض اور نفل عبادات کے اہتمام کی طرف متوجہ فرمایا کہ اس میں ایک نفل کا ثواب دوسرے مہینوں کے فرائض کے برابر ہے۔ اور اس کے ایک فرض کا ثواب دوسرے مہینوں کے ستر (۷۰) فرائض کے برابر ہے۔

مسلمانوں کو اپنی عبادات کی طرف بھی توجہ کرنے کی ضرورت ہے کہ اس مبارک مہینہ میں فرائض کا ہم سے کس قدر اہتمام ہوتا ہے اور نوافل میں کتنا اضافہ ہوتا ہے۔ فرائض میں تو اہتمام کی یہ حالت ہے کہ کھانے کے بعد سوتے ہیں تو اکثر صبح کی نماز قضا ہو جاتی ہے کم از کم جماعت تو اکثروں کی فوت ہو ہی جاتی ہے گویا سحر کھانے کا شکریہ ادا کیا کہ اللہ کے سب سے زیادہ مہتم بالشان فرض کو یا بالکل قضا کر دیا یا کم از کم ناقص کر دیا اس لئے کہ حضور اکرم ﷺ کا تو ایک جگہ ارشاد ہے کہ مسجد کے قریب رہنے والوں کی تو (گویا) نماز بغیر مسجد کے ہوتی ہی نہیں۔

تمام کتابیں اسی ماہ میں نازل ہوئیں

رمضان المبارک بڑا برکت والا مہینہ ہے اسی لئے اللہ جل شانہ نے تمام آسمانی کتابیں اسی ماہ میں نازل فرمائی ہیں۔ چنانچہ قرآن پاک لوح محفوظ سے اسی ماہ میں نازل ہوا اور وہاں سے حسب موقع تھوڑا تھوڑا ۲۳ سال کے عرصہ میں نازل ہوا۔ اس کے علاوہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صحیفے اسی ماہ کی ایک یا ۳/ تاریخ کو عطا ہوئے، حضرت داؤد علیہ السلام کو زبور ۱۸/ یا ۱۲/ رمضان کو ملی، حضرت موسیٰ علیہ السلام کو توریت ۶/ رمضان المبارک کو عطا ہوئی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو انجیل

۱۲/ یا ۱۳/ رمضان کو ملی، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس مہینہ کو کلام الٰہی کے ساتھ خاص مناسبت ہے اسی وجہ سے بزرگانِ دین سے تلاوتِ قرآن کی کثرت اس مہینہ میں منقول ہے۔ حضرت جبرئیلؑ ہر سال رمضان میں تمام قرآن شریف نبی کریم ﷺ کو سناتے تھے اور بعض روایات میں آیا ہے کہ نبی کریم ﷺ سے سنتے تھے۔ تلاوت کا خاص اہتمام جتنا بھی ممکن ہو سکے کریں اور جو وقت تلاوت سے بچے اس کو بھی ضائع نہ کریں کہ نبی کریم ﷺ نے اسی حدیث کے آخر میں چار چیزوں کی طرف خاص طور سے متوجہ فرمایا اور ان کی کثرت کا حکم فرمایا کلمہ طیبہ اور استغفار اور جنت کے حصول اور دوزخ سے بچنے کی دعا، اس لئے جتنا بھی وقت مل سکے ان چیزوں میں صرف کرنا سعادت سمجھے اور یہی نبی کریمؐ کے ارشاد مبارک کی قدر ہے بہتر ہے کہ اپنے دنیوی کاروبار میں مشغول رہتے ہوئے زبان سے درود شریف یا کلمہ طیبہ کا بھی ورد رکھیں۔

رمضان کی خصوصیات

مذکورہ حدیث میں نبی کریم ﷺ نے اس مہینہ کی کچھ خصوصتیں اور آداب ارشاد فرمائے ہیں۔ سب سے پہلے یہ کہ یہ صبر کا مہینہ ہے یعنی اگر روزہ وغیرہ میں کچھ تکلیف ہو تو اسے ذوق شوق سے برداشت کرنا چاہئے۔ جیسا کہ روزہ کی بھوک و پیاس وغیرہ اسی طرح رات کی تراویح میں اگر پریشانی ہو تو اس کو بھی بڑی بشاشت سے برداشت کرنا چاہئے اس کو زحمت نہ سمجھیں یہ بڑی سخت محرومی کی بات ہے۔

رمضان المبارک ہمدردی کا مہینہ

ارشاد فرمایا یہ غم خواری کا مہینہ ہے یعنی غرباء و مساکین کے ساتھ مدارات کا برتاؤ کرنا اگر دس چیزیں اپنی افطاری کے لئے تیار کی ہیں تو دو چار غرباء کے لئے بھی

کم از کم ہونی چاہئے۔ بہتر تو یہ تھا کہ ان کے لئے اپنے سے افضل ہوتا یا کم از کم برابر ہی سہی، غرض جس قدر بھی ہمت ہو سکے اپنے افطار و سحر کے کھانے میں غرباء کو بھی شامل کرنا چاہئے۔

افطار کرانے کی فضیلت

حضور ﷺ نے روزہ افطار کرانے کی فضیلت بھی ارشاد فرمائی۔ ایک روایت میں ہے کہ جو شخص حلال کمائی سے رمضان میں روزہ افطار کرائے اس پر رمضان کی راتوں میں فرشتے رحمت بھیجتے ہیں اور شب قدر میں جبرئیل علیہ السلام اس سے مصافحہ کرتے ہیں اور جس سے حضرت جبرئیل مصافحہ کرتے ہیں (اس کی علامت یہ ہے کہ) اس کے دل میں رقت پیدا ہوتی ہے اور آنکھوں سے آنسو بہتے ہیں۔

اوّل حصہ رحمت، درمیانی مغفرت اور آخری دوزخ سے خلاصی

افطار کی فضیلت کے بعد فرمایا کہ اس ماہ میں اوّل حصہ رحمت ہے یعنی حق تعالیٰ شانہٗ کا انعام متوجہ ہوتا ہے اور یہ رحمت عامہ سب مسلمانوں کے لئے یکساں ہوتی ہے اس کے بعد جو لوگ اس کا شکر ادا کرتے ہیں ان کے لئے اس رحمت میں اضافہ ہوتا ہے لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ. اور اس کے درمیانی حصہ سے مغفرت شروع ہو جاتی ہے اس لئے کہ روزوں کا کچھ حصہ گزر چکا ہے اس کا معاوضہ اور اکرام مغفرت کے ساتھ شروع ہو جاتا ہے اور آخری حصہ تو بالکل آگ سے آزادی ہے۔

کلمہ لا الہٰ الا اللہ کی فضیلت

نبی کریم ﷺ نے رمضان المبارک میں چار چیزوں کی کثرت کا حکم فرمایا۔ اوّل کلمہ شہادت ہے، اس کو افضل الذکر ارشاد فرمایا گیا ہے۔ مشکوٰۃ میں ابو سعید خدریؓ

سے نقل کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک مرتبہ اللہ جل جلالہٗ کی بارگاہ میں عرض کیا کہ یا اللہ تو مجھ کو کوئی ایسی دعا بتلا دیجئے کہ اس کے ساتھ میں آپ کو یاد کیا کروں۔ وہاں سے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ارشاد ہوا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ یہ کلمہ تو تیرے سارے ہی بندے کہتے ہیں میں تو کوئی دعا یا ذکر مخصوص چاہتا ہوں۔ ارشاد خداوندی ہوا کہ اے موسیٰ! اگر ساتوں آسمان اور ان کے آباد کرنے والے میرے سوا یعنی ملائکہ اور ساتوں زمین ایک پلڑہ میں رکھ دیئے جائیں اور دوسرے میں کلمہ طیبہ رکھ دیا جائے تو وہی جھک جائے گا۔ اللہ اکبر

استغفار کی فضیلت

دوسرے استغفار ہے۔ احادیث میں استغفار کی بھی بہت فضیلت وارد ہوئی ہے۔ ایک حدیث میں ہے جو شخص استغفار کی کثرت رکھتا ہے حق تعالیٰ شانہٗ ہر تنگی میں اس کے لئے راستہ نکال دیتے ہیں اور غم سے نجات نصیب فرماتے ہیں اور اس کو ایسی جگہ سے روزی پہنچاتے ہیں کہ اس کے گمان میں بھی نہیں ہوتا۔ ایک حدیث میں ہے کہ آدمی گنہگار تو ہوتا ہی ہے بہترین گنہگار وہ ہے جو توبہ کرتا رہے۔ ایک اور حدیث ہے کہ جب آدمی گناہ کرتا ہے تو ایک کالا نقطہ اس کے دل پر لگ جاتا ہے اگر توبہ کرتا ہے تو وہ دُھل جاتا ہے ورنہ باقی رہتا ہے اس کے بعد حضورؐ نے دو چیزیں مانگنے کا حکم فرمایا ہے جن کے بغیر چارہ نہیں۔ ایک جنت کا حصول اور دوسرے دوزخ سے امن ہے۔ ان دونوں چیزوں کی اپنی دعاؤں میں کثرت رکھیں۔

رمضان میں پانچ انعامات

حضرت ابو ہریرہؓ نے حضور اکرم ﷺ سے نقل کیا ہے کہ میری امت کو رمضان شریف کے بارے میں پانچ چیزیں مخصوص طور پر دی گئی ہیں جو پہلی امتوں کو نہیں ملی

ہیں۔(۱) ان کے منہ کی بدبو اللہ کے نزدیک مشک سے زیادہ پسندیدہ ہے۔(۲) ان کے لئے دریا کی مچھلیاں تک دعا کرتی ہیں اور افطار کے وقت تک کرتی رہتی ہیں۔(۳) جنت ہر روز ان کے لئے آراستہ کی جاتی ہے پھر حق تعالیٰ شانہٗ فرماتے ہیں عنقریب میرے نیک بندے (دنیا کی) مشقتیں اپنے اوپر سے پھینک کر میری طرف آئیں گے۔(۴) اس میں سرکش شیاطین قید کردیئے جاتے ہیں کہ وہ رمضان میں ان برائیوں کی طرف نہیں پہنچ سکتے جن کی طرف غیر رمضان میں پہنچ سکتے ہیں۔ (۵) رمضان کی آخری رات میں روزہ داروں کے لئے مغفرت کی جاتی ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ کیا یہ شب مغفرت شبِ قدر ہے؟ فرمایا نہیں بلکہ دستور یہ ہے کہ مزدور کو کام ختم ہونے پر مزدوری دیدی جاتی ہے۔

اس حدیث پاک میں پانچ انعامات ذکر فرمائے گئے ہیں ان میں سب سے پہلا یہ کہ روزہ دار کے منہ کی بدبو جو بھوک کی حالت میں ہوتی ہے حق تعالیٰ شانہٗ کے نزدیک مشک سے بھی زیادہ پسندیدہ ہے۔ مشک سے زیادہ پسندیدہ ہونے کے کئی مطلب ہیں۔ اول یہ کہ حق تعالیٰ شانہٗ آخرت میں اس بدبو کا بدلہ اور ثواب خوشبو سے عطا فرمائیں گے جو مشک سے زیادہ عمدہ اور دماغ پرور ہوگی۔ دوسرا قول یہ ہے کہ قیامت میں جب قبروں سے اٹھیں گے تو یہ علامت ہوگی کہ روزہ دار کے منہ سے ایک خوشبو آئے گی جو مشک سے بھی بہتر ہوگی۔ اس خوشبو کی وجہ سے روزہ دار پہچانے جائیں گے۔

ایک شبہ کا ازالہ

یہ نہ سمجھا جائے کہ جب روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک مشک سے زیادہ پسندیدہ ہے تو پھر روزہ کی حالت میں مسواک سے کیا فائدہ؟ حنفیہ کے نزدیک

مسواک ہر وقت مستحب ہے کیوں کہ مسواک سے دانتوں کی بدبو ختم ہوتی ہے، حدیث میں جس بو کا ذکر ہے وہ معدہ کے خالی ہونے کی ہے نہ کہ دانتوں کی۔

دوسری خصوصیت مچھلیوں کے استغفار کرنے کی ہے اس سے مقصود کثرت سے دعا کرنے والوں کا بیان ہے۔

تیسری خصوصیت روزہ داروں کے لئے جنت کا آراستہ کیا جانا ہے۔

چوتھی خصوصیت سرکش شیاطین کا قید ہوجانا ہے کہ جس کی وجہ سے گناہوں کا زور کم ہوجاتا ہے۔ بہت سے شرابی کبابی ایسے ہیں کہ رمضان میں خصوصیت سے شراب نہیں پیتے، مسجدیں نمازیوں سے بھری ہوئی معلوم ہوتی ہیں اس کے علاوہ اور بھی مختلف قسم کے گناہوں میں کمی ہوجاتی ہے لیکن اس کے باوجود گناہ ہوتے ہیں۔

پانچویں خصوصیت یہ ہے کہ رمضان المبارک کی آخری رات میں سب روزہ داروں کی مغفرت کردی جاتی ہے۔ چونکہ رمضان المبارک کی راتوں میں شب قدر سب سے افضل رات ہے اس لئے صحابہ کرام نے خیال فرمایا کہ اتنی بڑی فضیلت اسی رات کے لئے ہوسکتی ہے مگر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس کے فضائل مستقل علیحدہ چیز ہے یہ انعام تو ختم رمضان کا ہے۔

رمضان میں غفلت برتنے پر وعید

حضرت کعبؓ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی کریمؐ نے ارشاد فرمایا کہ منبر کے قریب ہوجاؤ ہم لوگ حاضر ہوگئے۔ جب حضورؐ نے منبر کی پہلی سیڑھی پر قدم مبارک رکھا تو فرمایا آمین۔ جب دوسری پر قدم رکھا پھر فرمایا آمین۔ جب تیسری پر قدم رکھا تو پھر فرمایا آمین۔ جب آپؐ خطبہ سے فارغ ہوکر نیچے اترے، ہم نے عرض کیا کہ آج آپؐ سے منبر پر چڑھتے ہوئے ہم نے ایسی بات سنی جو پہلے کبھی نہیں سنی تھی۔ آپؐ

نے ارشاد فرمایا کہ اس وقت جبرئیلؑ میرے سامنے آئے تھے (جب پہلی سیڑھی پر میں نے قدم رکھا تو) انہوں نے کہا کہ ہلاک ہو وہ شخص جس نے رمضان المبارک کا مہینہ پایا پھر بھی اس کی مغفرت نہ ہوئی، میں نے کہا آمین۔ پھر جب میں دوسری سیڑھی پر چڑھا تو انہوں نے کہا ہلاک ہو وہ شخص جس کے سامنے آپ ﷺ کا ذکر مبارک ہو اور وہ درود نہ بھیجے میں نے کہا آمین۔ جب میں تیسری سیڑھی پر چڑھا تو انہوں نے کہا ہلاک ہو وہ شخص جس کے سامنے اس کے والدین یا ان میں سے کوئی ایک بڑھاپے کو پہونچ جائیں اور وہ (ان کی خدمت کرکے) جنت کا مستحق نہ ہو میں نے کہا آمین۔

حضرات گرامی! اس حدیث میں حضرت جبرئیلؑ نے تین بددعائیں دی ہیں اور حضور اقدس ﷺ نے ان تینوں پر آمین فرمائی۔ اوّل حضرت جبرئیل علیہ السلام جیسے مقرب فرشتے کی بددعا ہی کیا کم تھی اور پھر حضور اقدس ﷺ کی آمین نے تو اس کو مزید سخت بددعا بنادی۔ اللہ ہی اپنے فضل سے ہم لوگوں کو ان تینوں چیزوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان برائیوں سے محفوظ رکھیں۔

اوّل وہ شخص جس پر رمضان المبارک گزر جائے اور اس کی بخشش نہ ہو یعنی رمضان المبارک جیسا خیر و برکت کا زمانہ بھی غفلت اور معاصی میں گزر جائے کہ رمضان المبارک میں اللہ جل شانہٗ کی رحمت بارش کی طرح برستی ہے لہٰذا جس شخص پر رمضان المبارک کا مہینہ بھی اسی طرح گزر جائے کہ اس کی بداعمالیوں اور کوتاہیوں کی وجہ سے وہ مغفرت سے محروم رہے تو اس کی ہلاکت میں کیا تامل ہے اور مغفرت کی صورت یہ ہے کہ رمضان المبارک کے جو کام ہیں یعنی روزہ وتراویح وغیرہ ان کو نہایت اہتمام سے ادا کرنے کے بعد ہر وقت کثرت کے ساتھ اپنے گناہوں سے توبہ واستغفار کرے۔

دوسرے جس کے لئے بددعا کی گئی وہ ہے جس کے سامنے نبی کریم ﷺ کا ذکر مبارک ہو اور وہ درود نہ پڑھے۔ اور بھی بہت سی روایات میں یہ مضمون وارد ہوا ہے اسی وجہ سے بعض علماء کے نزدیک نبی کریم ﷺ کا ذکر مبارک سننے والوں پر درود شریف کا پڑھنا واجب ہے۔

تیسرے جس کے بوڑھے والدین میں سے دونوں یا کوئی ایک موجود ہو اور وہ ان کی اس قدر خدمت نہ کرے کہ جس کی وجہ سے جنت کا مستحق ہو جائے والدین کے حقوق کی بھی احادیث میں تاکید آئی ہے۔ علماء نے ان کے حقوق میں لکھا ہے کہ مباح امور میں ان کی اطاعت ضروری ہے نیز یہ بھی لکھا ہے کہ ان کی بے ادبی نہ کرے، تکبر سے پیش نہ آئے اگرچہ وہ مشرک ہوں۔ اپنی آواز کو ان کی آواز سے اونچی نہ کرے، ان کا نام لے کر نہ پکارے، کسی کام میں ان سے پیش قدمی نہ کرے، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں نرمی کرے، اگر قبول نہ کریں تو سلوک کرتا رہے اور ہدایت کی دعا کرتا رہے غرض ہر بات میں ان کا احترام ملحوظ رکھے۔

تین شخصوں کی دعا رد نہیں ہوتی

حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ تین آدمیوں کی دعا رد نہیں ہوتی۔ ایک روزہ دار کی دعا افطار کے وقت، دوسرے عادل بادشاہ کی دعا، تیسرے مظلوم کی دعا جس کو حق تعالیٰ شانہٗ بادلوں سے اوپر اٹھا لیتے ہیں اور آسمان کے دروازے اس کے لئے کھول دیئے جاتے ہیں اور ارشاد ہوتا ہے کہ میں تیری ضرور مدد کروں گا اگرچہ کچھ دیر ہو جائے۔

ایک روایت میں ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ رمضان میں عرش کے اٹھانے والے فرشتوں کو حکم فرما دیتے ہیں کہ اپنی اپنی عبادت چھوڑ کر روزہ داروں کی دعا پر آمین کہا کرو۔ بہت سی روایات سے رمضان کی دعا کا خصوصیت سے قبول ہونا معلوم ہوتا

ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ جب اللہ کا وعدہ ہے اور سچے رسول ﷺ کا نقل کیا ہوا ہے تو اس کے پورا ہونے میں کیا اشکال ہے۔ لیکن اس کے بعد بھی بعض لوگ کسی غرض سے دعا کرتے ہیں مگر وہ کام نہیں ہوتا تو اس سے یہ نہیں سمجھ لینا چاہئے کہ وہ دعا قبول نہیں ہوئی بلکہ دعا قبول ہونے کے معنی سمجھ لینا چاہئے۔

حضرت عمرؓ حضور اکرم ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ رمضان المبارک میں اللہ کو یاد کرنے والا شخص بخشا بخشایا ہے اور اللہ سے مانگنے والا نامراد نہیں رہتا۔

حضرت ابن مسعودؓ کی ایک روایت سے ترغیب میں نقل کیا ہے کہ رمضان کی ہر رات میں ایک منادی پکارتا ہے کہ اے خیر کے تلاش کرنے والے متوجہ ہو اور آگے بڑھ اور اے برائی کے طلب گار بس کر اور آنکھیں کھول۔ اس کے بعد وہ فرشتہ کہتا ہے کہ کوئی مغفرت کا چاہنے والا ہے کہ اس کی مغفرت کی جائے، کوئی توبہ کرنے والا ہے کہ اس کی توبہ قبول کیا جائے،، کوئی دعا کرنے والا ہے کہ اس کی دعا قبول کی جائے، کوئی مانگنے والا ہے کہ اس کا سوال پورا کیا جائے، اس کے بعد یہ بات بھی نہایت ضروری اور قابل لحاظ ہے کہ دعا کے قبول ہونے کے لئے کچھ شرائط بھی ہیں ان کے فوت ہونے سے بسا اوقات دعا رد کردی جاتی ہے۔ ان میں سے حرام غذا بھی ہے کہ اس کی وجہ سے دعا رد ہوجاتی ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ بہت سے پریشان حال آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے ہیں اور یارب یارب کرتے ہیں مگر کھانا حرام، پینا حرام، لباس حرام، ایسی حالت میں کہاں دعا قبول ہوسکتی ہے۔ اللہ جل شانہ ہم سب کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین یارب العالمین

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

حقوق العباد کی ادائیگی جنت کا راستہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ. اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدِ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○ وَلَا تَقُلْ لَّھُمَا اُفٍّ وَّلَا تَنْھَرْھُمَا وَقُلْ لَّھُمَا قَوْلًا کَرِیْمًا○. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ○

معزز حاضرین کرام! اس سے پہلے رمضان المبارک کے فضائل اور اس کی اہمیت پر روشنی ڈالی گئی تھی، اسی ضمن میں حقوق العباد کا بھی تھوڑا تذکرہ آ گیا تھا آج میں اس سلسلہ میں اس کی اور زیادہ وضاحت کردیتا ہوں تاکہ بات اچھی طرح سمجھ میں آ جائے۔

جنت کا آسان راستہ

(۱) اولاد کا فریضہ ہے کہ اپنے ماں باپ کی عزت کرے اور ان کے ساتھ اٹھنے، بیٹھنے، چلنے، پھرنے اور بات چیت کرنے میں ان کا ادب ملحوظ رکھے۔

(۲) اپنے ماں باپ کی اطاعت اور فرماں برداری کرے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی بڑی تاکید فرمائی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دن میں نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا یا رسول اللہ! میری ایک بیوی ہے جس سے مجھے بہت محبت ہے۔ میرے والد (فاروق اعظم) اسے میرے لئے پسند نہیں کرتے اور مجبور کرتے ہیں کہ طلاق دیدوں۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا اے عبداللہ تم اسے طلاق دیدو۔ مطلب یہ ہے کہ والدین کی فرمانبرداری کروتا کہ ان کی دعاؤں سے دنیا میں پھولے پھلو اور آخرت میں جنت کے مستحق بنو۔

(۳) ماں باپ کی نافرمانی سے بچے۔ حدیث شریف میں والدین کی نافرمانی کو شرک وکفر کے ساتھ ذکر فرما کر یہ بتایا ہے کہ ان کی نافرمانی کرنا بدترین گناہ ہے۔ رات دن کا مشاہدہ ہے کہ جو لوگ اپنے والدین کی نافرمانی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو دنیا میں بھی سزا دیتا ہے اور ان پر ذلت وخواری مسلط کر دیتا ہے، نافرمان اولاد کی اس سے زیادہ اور کیا بدنصیبی ہوگی کہ مرنے کے بعد جنت اور جنت کی نعمتوں سے محروم رہے گی۔

(۴) اپنے ماں باپ کی خدمت کرے اور ان کی خدمت گذاری کو اپنے حق میں سعادت سمجھے۔ حدیث شریف میں ارشاد فرمایا گیا کہ والدین کی خوشنودی اور رضا مندی سے خدا خوش ہوتا ہے اور ناراضگی سے خدا ناراض ہوتا ہے۔ ماں باپ کی خوشنودی جنت کے حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔

(۵) اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کرے اور ان کے احسانات کو فراموش نہ کرے، ماں باپ کو اپنے لئے خدا کی نعمت سمجھے، ان کی قدر کرے اور ان سے محبت کا برتاؤ کرے۔ حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ ماں باپ کو محبت بھری نظروں سے دیکھنا حج مبرور کے برابر ثواب رکھتا ہے۔

(۶) کوئی کام ایسا نہ کرے جس سے ان کو تکلیف پہنچے، ان کی زبان سے کوئی ایسی بددعا نکلے کہ وہ اولاد کی بربادی کا باعث بنے۔

(۷) ان کے انتقال کے بعد ان کے لئے دعا واستغفار کرے اور ان کے دوستوں کے ساتھ نیک سلوک کرے۔

نیک فرزند صدقہ جاریہ ہے

والدین کو چاہئے کہ اپنی اولاد کو پیار و محبت سے پرورش کرے، اسلام میں اولاد کی محبت پسندیدہ اور مرغوب ہے۔ رسول اللہ ﷺ کو اپنی اولاد سے بے حد محبت تھی۔

(۱) لڑکوں کو لڑکیوں پر ترجیح نہ دے۔ بعض لوگ لڑکوں سے زیادہ محبت کرتے ہیں اور لڑکیوں کو حقیر وذلیل سمجھتے ہیں بلکہ بعض نادان ان کی پیدائش پر ناک بھوں چڑھاتے ہیں اور ان کے وجود کو اپنے اوپر بار خیال کرتے ہیں یہ بات اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے۔ حدیث شریف سے ثابت ہے کہ لڑکیوں سے محبت کرنا اور ان کو پالنا بڑے ثواب کا کام ہے اور رسول پاک ﷺ سے قرب کا ذریعہ ہے۔

(۲) اپنی اولاد کو حلال کمائی سے کھلائیں، حرام کی کمائی سے خود بھی بچیں اور اپنی اولاد کو بھی بچائیں۔ (۳) اپنی اولاد کی تعلیم وتربیت کے بارے میں اپنی ذمہ داری محسوس کریں اور اس بات کا شروع سے ہی خیال رکھیں کہ وہ دنیاوی تعلیم سے پہلے شرعی آداب سیکھیں۔ اگر اس میں ذرا بھی کوتاہی برتی گئی اور اولاد مذہب اور مذہبی

احکام سے دور رہی تو اس جرم میں قیامت کے دن اولاد ہی ماخوذ نہ ہوگی بلکہ والدین بھی پکڑے جائیں گے۔البتہ یہ خیال رکھنا چاہئے کہ لڑکوں کو زیادہ تعلیم دی جائے جو ان کے لئے مفید ہو اور لڑکیوں کو وہ تعلیم دی جائے جو ان کے حق میں نفع بخش ہو، تاکہ وہ مستقبل میں بہترین مائیں بن کر اولاد کو صحیح معنوں میں مسلمان بنا سکیں۔

(۴) جب بچے اور بچیاں بالغ ہو جائیں تو جلد از جلد ان کی شادی کر دیں تاکہ وہ اپنی عفت وعصمت کو محفوظ رکھ سکیں۔

نیک عورت

(۱) بیوی کا فریضہ ہے کہ اپنے شوہر کی خداداد عظمت کو ملحوظ رکھے اور اس کے ادب واحترام میں کسی قسم کی کوتاہی نہ کرے اور نہ زبان سے کوئی ایسا کلمہ نکالے جس سے اسے تکلیف ہو۔ حدیث شریف میں ارشاد فرمایا گیا کہ اگر کسی کو سجدہ کرنے کی اجازت ہوتی تو عورتوں کو حکم دیا جاتا کہ وہ اپنے شوہروں کو سجدہ کریں۔

(۲) بیوی کو لازم ہے کہ اپنے شوہر سے سچی محبت کرے، سچی محبت یہ ہے کہ شوہر کی ذات سے محبت ہو، مفلسی ہو یا دولت مندی، تنگ دستی ہو یا خوش حالی ہر حال میں شوہر کی محبت کا دم بھرے۔

(۳) اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے مطابق اپنے شوہر کی اطاعت کرے اور اس کی فرماں برداری کو اپنا فرض سمجھے، اس کی خدمت سے دریغ نہ کرے اور زندگی کے ہر ہر قدم پر نہایت خندہ پیشانی سے اس کی خدمت کر کے اپنی وفاداری کا عملی ثبوت دے۔خوب یاد رکھے کہ اگر وہ اپنے شوہر کی خدمت اور فرماں برداری میں کوتاہی نہ کرے گی تو ایک دن ایسا آئے گا کہ شوہر خود ہی اس کا گرویدہ ہو جائے گا۔

نیک مرد

(۱) شوہر کا فریضہ ہے کہ بیوی کا نفقہ ادا کرے یعنی کھانا کپڑا اور رہنے کے لئے مکان دے اور اس کو ان کی تمام ضروریات سے بے نیاز کر دے جو اس کے لئے ضروری ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ وسعت والے کو چاہئے کہ اپنی وسعت کے موافق نفقہ دے اور جس کی آمدنی کم ہو تو وہ اپنی آمدنی کے حساب سے نفقہ دے۔شوہر کو چاہئے کہ وہ اپنی ذمہ داری کو محسوس کرے اور بیوی کا نفقہ دینے میں کسی قسم کی کوتاہی نہ کرے۔بعض شر پسند شوہر اپنی بیوی کو میکے میں چھوڑ دیتے ہیں پھر نہ اس کو خرچ دیتے ہیں اور نہ ہی طلاق دے کر آزاد کرتے ہیں ایسے لوگ سخت ترین مجرم ہیں۔

(۲) شوہر کی ایک بڑی ذمہ داری یہ بھی ہے کہ وہ اپنی بیوی کا مہر ادا کرے، بیوی کا مہر شوہر کے ذمہ واجب ہے اور اس کا ادا کرنا ضروری ہے، اگر اس کے ادا کرنے میں کسی قسم کی کوتاہی کی تو قیامت کے دن حقوق العباد کے سلسلہ میں سخت گرفت ہوگی اور سزا پانی ہوگی۔

(۳) شوہر کو چاہئے کہ بیوی کے جذبات کا پاس کرے اور زیادہ دنوں تک اپنی بیوی سے جدا نہ رہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سپہ سالاروں کے نام یہ حکم جاری کر دیا تھا کہ جو شخص شادی شدہ ہو وہ اپنی بیوی سے چار مہینے سے زیادہ جدا نہ ہو۔

(۴) شوہر کا اپنی بیوی کو ستانا، گالیاں دینا اور اس پر ظلم وزیادتی کرنا بدترین گناہ ہے۔ جو شخص اپنی بیوی پر ظلم وتعدی کرتا ہے وہ خود بھی اپنی زندگی کے سکون واطمینان کو برباد کر کے پریشانیوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔حدیث شریف میں ہے کہ

سب سے زیادہ برا آدمی وہ ہے جو اپنی بیوی کو ستائے۔

(۵) اپنی بیوی کے ساتھ خوش اخلاقی سے پیش آئے، محبت کا برتاؤ کرے اور جہاں تک ہو سکے اپنی ذات سے خوش رکھنے کی کوشش کرے، باطنی تعلقات کو خوشگوار بنانے کے لئے محبت کے طریقے اختیار کرے اور اس کی دلجوئی اور دل بستگی کے لئے کسی وقت بے تکلف ہو کر ہنسی مذاق کی باتوں سے اسے خوش کرنے کی بھی کوشش کرے تا کہ دونوں ایک دوسرے سے اس طرح گھل مل جائیں کہ ایک روح دو قالب ہو جائیں۔ رسول کریم ﷺ اپنی بیویوں کی دلجوئی کا بہت خیال رکھتے تھے۔

(۶) شوہر کو چاہئے کہ اپنی بیوی کو شریک زندگی سمجھ کر اس سے محبت کرے۔ حدیث شریف سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اپنی بیوی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے بے حد محبت تھی، ان کے انتقال کے بعد بھی ان کو یاد فرمایا کرتے تھے۔ اسی طرح ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے آپ کی محبت کا یہ عالم تھا کہ ان کی تکلیف کو اپنی تکلیف خیال کیا کرتے تھے۔

بہنوں کے حقوق

رسول اللہ ﷺ نے بہنوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی بار بار ہدایت فرمائی ہے۔ حدیث شریف سے ثابت ہے کہ بہنوں کی پرورش کرنا اور ان کے اخراجات کا کفیل ہونا بڑے ثواب کا کام ہے اور جنت میں جانے کا ذریعہ ہے۔ فرمایا کہ جس شخص نے دو بہنوں کی پرورش کی یہاں تک کہ وہ بالغ ہو گئیں تو میں اس کو اپنے ساتھ جنت میں لے جاؤں گا۔ لہٰذا بھائیوں کو لازم ہے کہ اپنی بہنوں کے ساتھ اچھا سلوک کریں اور ان کے حقوق ادا کرنے میں کوتاہی نہ کریں۔

بھائیوں کے حقوق

چھوٹے بھائی کو چاہئے کہ بڑے بھائی کا ادب واحترام ملحوظ رکھے اور اس کو باپ کی طرح سمجھے اور بڑے بھائی کو چاہئے کہ چھوٹے بھائی سے شفقت ومحبت کا برتاؤ کرے اور اس کو اپنی اولاد کی طرح سمجھے۔ حدیث میں ہے کہ جو شخص چھوٹوں سے محبت ومہربانی کا برتاؤ نہ کرے اور چھوٹے بڑوں کی تعظیم نہ کرے وہ میری امت سے نہیں ہے۔ بھائیوں کو آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا چاہئے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی بھی تاکید فرمائی ہے۔

خالہ کا حق

اسلام نے خالہ کو ماں کی منزلت میں بتایا ہے اس لئے مسلمان کو چاہئے کہ اپنی خالہ کو اپنی ماں کی طرح سمجھے اور اس کی تعظیم وتوقیر کرے۔

چچا کا حق

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ چچا باپ کی مانند ہے۔ ایک بار حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے چہرے پر غصہ کے آثار دیکھ کر حضور ﷺ کا چہرۂ مبارک سرخ ہو گیا اور فرمایا خدا کی قسم! کسی کے دل میں ایمان اس وقت تک داخل نہیں ہو سکتا جب تک وہ آپ سے اللہ ورسول کے لئے محبت نہ کرے۔ پھر فرمایا اے لوگو! جس نے میرے چچا کو ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی، ہر شخص کا چچا باپ کی مانند ہے، لہٰذا مسلمانوں کو چاہئے کہ چچا کو باپ کی طرح سمجھیں اور ان کا ادب واحترام ملحوظ رکھیں اور ان کے ساتھ حسن سلوک کریں۔

رشتہ داروں کے حقوق

ہر مسلمان پر اپنے رشتہ داروں کے حقوق ہیں اور ان کا ادا کرنا ضروری ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی بڑی تاکید فرمائی ہے۔ فرمایا جو شخص یہ پسند کرے کہ اس کے رزق میں زیادتی اور عمر میں برکت ہو تو اس کو اپنے رشتہ داروں کے ساتھ نیک سلوک کرنا چاہئے۔ اور فرمایا رشتہ داروں کو پہچانو تا کہ ان کے ساتھ نیک سلوک کرو اس لئے کہ رشتہ داروں کے ساتھ نیک سلوک کرنا آپس کی محبت، مال و دولت کی زیادتی اور عمر میں برکت کا ذریعہ ہے اور فرمایا رشتہ داروں کے حقوق کو پامال کرنے والا جنت میں نہیں جائے گا۔ ان احادیث کریمہ سے معلوم ہوا کہ رشتہ داروں کے ساتھ نیک سلوک کرنے سے انسان کی عمر میں برکت ہوتی ہے، دولت میں زیادتی ہوتی ہے، آپس میں محبت پیدا ہوتی ہے۔ رشتہ داروں سے صلہ رحمی نہ کرنے والا رسول پاک ﷺ کی نظر میں ایسا مجرم ہے کہ اپنے جرم کی سزا بھگتنے سے پہلے جنت اور اس کی نعمتوں سے محروم رہے گا۔ رسول پاک خود بھی اپنے رشتہ داروں سے محبت کرتے اور ان کے حقوق کا لحاظ رکھتے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اپنے آپ کو کسی رشتہ دار سے اتنی محبت کرتے نہیں دیکھا جتنی رسول پاک ﷺ کو اپنے رشتہ داروں سے تھی۔

پڑوسیوں کے حقوق

انسان کا اپنے ماں باپ، اہل وعیال اور دیگر رشتہ داروں کے علاوہ پڑوسیوں سے بھی تعلق ہوتا ہے، اس لئے اسلام نے ان کے حقوق بھی مقرر کئے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی بار بار تاکید فرمائی ہے۔ فرمایا کہ جبرئیل امین مجھے پڑوسی

کے بارے میں بار بار تاکید کرتے رہے یہاں تک کہ مجھے اندیشہ پیدا ہو گیا کہ کہیں پڑوسی کو پڑوسی کے ترکہ میں وارث نہ بنا دیں۔ اور فرمایا خدا کی قسم وہ مومن نہیں ہوگا۔ صحابہ کرام نے پوچھا کون؟ تو فرمایا وہ شخص جس کی شرارتوں سے اس کا پڑوسی محفوظ نہ رہے اور فرمایا جو شخص اللہ و رسول پر ایمان لایا ہے اس کو چاہئے کہ اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ دے۔ اور فرمایا جب شوربا پکاؤ تو اس میں پانی زیادہ ڈال دیا کرو اور اس میں سے کچھ اپنے پڑوسیوں کو بھیج دیا کرو۔ اور فرمایا وہ مومن نہیں جو خود تو سیر ہو کر کھائے اور برابر میں اس کا پڑوسی بھوکا رہے۔ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضور ﷺ سے پوچھا یا رسول اللہ! میرے دو پڑوسی ہوں تو ان میں میرے سلوک کا کون زیادہ مستحق ہے؟ آپ نے فرمایا جس کا دروازہ تمہارے دروازے سے زیادہ قریب ہو وہی زیادہ مستحق ہے۔ اور فرمایا کہ اگر تیرے پڑوسی تیری تعریف کرتے ہوں تو تو بھلا ہے اور اگر برا بتاتے ہوں تو تو برا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ! فلاں عورت کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ وہ نماز روزہ کی بڑی پابند ہے اور بہت زیادہ خیرات کرتی ہے مگر وہ اپنی پڑوسن کو زبان سے تکلیف پہنچاتی ہے۔ آپ نے فرمایا وہ جہنم میں جائے گی۔ اس نے کہا کہ فلاں عورت نفلی نماز اور نفلی روزے کم ادا کرتی ہے مگر اپنے پڑوسیوں کو اپنی زبان سے ستاتی نہیں۔ آپ نے فرمایا وہ جنت میں جائے گی۔ ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ پڑوسیوں کے حقوق ادا کرنے کی بڑی تاکید ہے۔

مہمان کے حقوق

مہمان کی خاطر تواضع کرنا سنت ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے یہاں جب کوئی مہمان آتا تو آپ اس کی خاطر تواضع فرماتے تھے اور مسلمانوں کو تاکید فرماتے تھے

کہ جب تمہارے یہاں کوئی مہمان آئے تو اس کی مہمانی کا حق ادا کرو۔ فرمایا جو شخص خدا پر اور روز آخرت پر ایمان لایا ہے اس کو مہمان کی عزت کرنی چاہیئے۔ اور فرمایا جو شخص اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے وہ مہمان کا اکرام کرے۔ ایک دن رات اس کا جائزہ ہے (یعنی ایک دن اس کی پوری خاطر داری کرے، اپنے مقدور بھر اس کے لئے تکلف کا کھانا تیار کرائے) ضیافت تین دن ہے یعنی ایک دن کے بعد ما حضر پیش کرے اور تین دن کے بعد صدقہ ہے۔ مہمان کو کسی کے یہاں اتنا زیادہ قیام نہ کرنا چاہیئے کہ اس کا میزبان پریشان ہو جائے۔

یتیموں کے حقوق

یتیموں سے محبت کرنا، ان کو کھانا کھلانا، تعلیم دلانا اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کرنا بڑے ثواب کا کام ہے اور خدا اور رسول کی خوشنودی کا بہترین ذریعہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس بارے میں مسلمانوں کو بار بار ہدایت فرمائی ہے۔ فرمایا جو شخص یتیم کی پرورش کرتا ہے خواہ وہ یتیم اپنا ہو یا غیر تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل فرمائیں گے۔ اور فرمایا جو شخص کسی یتیم کو اپنے کھانے میں شریک کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں ضرور داخل کرے گا۔ اور فرمایا مسلمان کا سب سے بہتر گھر وہ ہے جس میں یتیم کے ساتھ احسان کیا جائے اور سب سے برا گھر وہ ہے جس میں یتیم کے ساتھ بدسلوکی کی جائے اور فرمایا جو کوئی یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ہر بال کے بدلے اس کو نیکی عطا کرتا ہے۔

بیواؤں اور مسکینوں کے حقوق

بیواؤں اور مسکینوں کی خبر گیری، ان سے ہمدردی اور ان کی مدد کرنا بھی بڑے ثواب کا کام ہے اور خدا اور اس کے رسول کی خوشنودی کا بہترین ذریعہ ہے۔ حضرت

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بیواؤں اور مسکینوں کی مدد کے لئے کوشش کرنے والا خدا کی راہ میں جہاد کرنے والے کی مانند ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں خیال کرتا ہوں کہ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ وہ شخص اجر وثواب میں اس شخص کی مانند ہے جو ہمیشہ دن میں روزہ رکھتا ہو اور رات میں نوافل پڑھتا ہو۔ معلوم ہوا کہ خدا کی راہ میں نفلی جہاد کرنے، ساری رات نوافل پڑھنے اور دن بھر نفلی روزے رکھنے میں جتنا ثواب ہے اسی کے برابر بیواؤں اور مسکینوں سے ہمدردی رکھنے اور ان کی خدمت کرنے کا ثواب ہے۔ رسول اللہ ﷺ کو بیواؤں اور مسکینوں کا کام کر دینے میں ذرا بھی عار نہ تھا۔ مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ بیواؤں، غریبوں اور محتاجوں کی خدمت، ان سے ہمدردی اور ان کی مدد کرنے میں کسی قسم کی کوتاہی نہ کریں۔

بوڑھوں کے حقوق

جوانوں کو چاہیئے کہ اپنے بڑے بوڑھوں اور سن رسیدہ لوگوں کے بڑھاپے اور معمر ہونے کی وجہ سے عزت کریں۔ ان کے سامنے ادب ولحاظ سے رہیں اور جہاں تک ممکن ہو ان کو آرام پہنچانے کی کوشش کریں۔ رسول خدا ﷺ نے فرمایا جو نوجوان کسی بوڑھے کی اس کے بڑھاپے کی وجہ سے عزت کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے بڑھاپے میں دوسرے نوجوانوں کو اس کی عزت کے لئے مقرر کر دے گا۔ اور فرمایا بوڑھے مسلمان کی تعظیم وتکریم بھی اللہ تعالیٰ کی تعظیم میں سے ہے، اور فرمایا جو شخص بڑوں کا ادب واحترام نہیں کرتا وہ ہمارے طریقے پر نہیں ہے۔

عام مسلمانوں کے حقوق

ہر مسلمان کا فرض ہے کہ اخوت اسلامی کا رشتہ ملحوظ رکھے۔ ہر مسلمان کو اپنا بھائی سمجھے، کسی مسلمان پر ظلم نہ کرے۔ اگر کوئی دوسرا ظلم کرے تو مسلمان بھائی بے مدد نہ چھوڑے بلکہ اس کی مدد کرے۔ اپنے حاجت مند بھائی کی حاجت پوری کرنے کی کوشش کرے۔ کسی مسلمان بھائی کو مصیبت میں دیکھے تو اس کی مصیبت دور کرنے کی کوشش کرے، دوسرے مسلمان کی پردہ پوشی کرے یعنی اس کے پوشیدہ عیبوں کو کسی پر ظاہر نہ کرے۔ کسی مسلمان کے جان و مال اور عزت و آبرو کے درپے نہ ہو۔ کسی مسلمان کو نقصان نہ پہنچائے اور نہ دھوکہ دے۔ کسی مسلمان سے حسد نہ کرے، بغض و کینہ نہ رکھے اور اس کی غیبت نہ کرے، کسی مسلمان سے تین دن سے زیادہ سلام و کلام ترک نہ کرے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے نہ خود اس پر ظلم کرے نہ اس کو بے مدد چھوڑے۔ اور فرمایا جو مسلمان اپنے بھائی کی حاجت پوری کرنے میں لگا رہے تو اللہ تعالیٰ اس کی حاجت پوری کرے گا۔ اور فرمایا جو مسلمان کسی مسلمان کی مصیبت دور کرے گا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کی مصیبتوں میں سے کسی مصیبت کو اس سے دور فرمائے گا۔ اور فرمایا جو مسلمان کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔ اور فرمایا مسلمان کی جان اس کا مال اور اس کی عزت و آبرو لینا مسلمان پر حرام ہے۔ اور فرمایا جو کسی مسلمان کو ضرر میں ڈالے یا دھوکہ دے وہ ملعون ہے۔ اور فرمایا تم لوگ آپس میں ایک دوسرے پر حسد نہ کرو اور نہ ایک دسرے سے بغض و کینہ رکھے اور نہ ایک دوسرے کی غیبت کرے۔ اور فرمایا کسی مسلمان کو کسی مسلمان سے تین دن سے زیادہ سلام و کلام ترک کرنا حلال نہیں۔

عام انسانوں کے حقوق

رسول خدا ﷺ نے فرمایا مہربانی کرنے والے جو لوگ ہیں ان پر خدائے تعالیٰ مہربانی فرماتا ہے۔ تم زمین والوں پر مہربانی کرو اللہ تعالیٰ اور آسمان کے فرشتے تم پر مہربانی کریں گے۔ اس حدیث شریف کا مطلب ظاہر ہے کہ اگر تمہاری خواہش ہے کہ اللہ تعالیٰ تم پر مہربانی کرے اور نظر رحمت فرمائے تو تم کو چاہئے کہ ہر انسان پر خواہ وہ دوست ہو یا دشمن، مسلم ہو یا کافر مہربانی کرو۔ مثلاً بھوکوں کو کھانا کھلاؤ، ننگوں کو کپڑا پہناؤ، بیماروں کی تیمارداری کرو، اندھوں کو راستہ بتاؤ، مصیبت زدوں کی مصیبت دور کرنے کی کوشش کرو۔ غرض یہ کہ ہر انسان کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آؤ اور جہاں تک ہو سکے اس کی مدد کرو۔ یہ بڑے اجر و ثواب کا کام ہے اور یہی انسانیت کا تقاضہ ہے۔ جس انسان کے دل میں خدا کے بندوں پر مہربانی کرنے کا جذبہ نہیں وہ خدا کی رحمت سے محروم ہے۔

حضرات گرامی! آؤ ہم سب مل کر خدا کے بندوں کے ذریعہ حضور اقدس ﷺ کی رحمتوں کا سہارا لے کر جنت حاصل کریں۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ

رمضان المبارک برکت کا مہینہ

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ. اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدِ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ o بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o یٰاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ o.

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ o

معزز حاضرین کرام! خدائے تعالیٰ کا لاکھ لاکھ احسان ہے کہ اس نے ہمیں ماہ رمضان جیسی عظیم نعمت سے سرفراز فرمایا۔ ماہ رمضان کے کیا کہنے! اس کی ہر گھڑی رحمت بھری ہے۔ اس مہینے میں اجر وثواب بہت ہی بڑھ جاتا ہے۔ نفل کا ثواب فرض

کے برابر اور فرض کا ثواب ستر گنا کر دیا جاتا ہے۔ ایک حدیث کے مطابق ایک بار درود شریف پڑھیں تو ایک لاکھ درود شریف کا ثواب ملتا ہے۔ ایک اور حدیث میں آتا ہے کہ جو کوئی رمضان المبارک میں ایک بار سبحان اللہ کہے اس کو اس قدر ثواب ملے گا جیسا کہ غیر رمضان میں ایک لاکھ بار سبحان اللہ کہنے پر ملتا ہے۔ ایک اور روایت کے مطابق عرش اٹھانے والے فرشتے روزہ داروں کی دعا پر آمین کہتے رہتے ہیں۔ ایک روایت کے مطابق رمضان کے روزہ دار کے لئے دریا کی مچھلیاں افطار تک دعائے مغفرت کرتی رہتی ہیں۔

روزہ باطنی عبادت ہے کیونکہ جب تک ہم ظاہر نہیں کرے کسی کو یہ علم نہیں ہوسکتا کہ روزہ ہے اور اللہ عزوجل باطنی عبادت کو زیادہ پسند فرماتا ہے جیسا کہ حضور اقدس ﷺ کا فرمان ہے کہ اللہ عزوجل کی راہ میں پوشیدہ ایک پیسہ دینا ان سات سو پیسوں سے افضل ہے جو ظاہر میں دیئے جائیں۔

اس مہینہ کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اللہ عزوجل نے اس میں قرآن کریم نازل فرمایا ہے چنانچہ قرآن مجید میں اللہ عزوجل کا نزول قرآن اور ماہ مبارک کے بارے میں فرمان عالی ہے: شَھْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْہِ الْقُرْاٰنُ. رمضان کا مہینہ وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل ہوا۔ قرآن کریم کے نزول کرنے کے لئے اللہ عزوجل نے اس مہینے کا انتخاب فرمایا اس سے بڑھ کر اور کیا فضیلت ہوسکتی ہے۔

روزہ ڈھال ہے

حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ روزہ ڈھال ہے دوزخ سے یعنی جس طرح ڈھال تلوار کے وار کو روکتی ہے اسی طرح روزہ بھی جہنم کی آگ اور عذاب سے روزہ دار کا بچاؤ کرتی ہے۔ قیامت میں جب دوزخ گناہ گاروں پر حملہ آور ہوگی تو حکم

ہوگا کہ جن لوگوں کا روزہ کی حالت میں انتقال ہوا، کہاں ہیں؟ جب وہ سامنے جائیں گے تو دوزخ ان کو پہچان کر چالیس برس کے فاصلہ پر ان سے دور ہٹ جائے گی۔

روزہ دار کو آگ نہ جلائے گی

حدیث شریف میں ہے کہ قیامت کے دن ایک گناہ گار کو دوزخ میں ڈالا جائے گا۔ آگ اس سے بھاگے گی، داروغہ جہنم دوزخ کی آگ سے کہیں گے تو اسے کیوں نہیں پکڑتی؟ آگ عرض کرے گی میں اسے کیوں پکڑوں؟ اس کے منہ سے روزے کی بو آتی ہے۔ داروغہ اس گناہگار سے پوچھیں گے تو کیا روزہ دار مرا تھا؟ وہ کہے گا جی ہاں۔

حضرات گرامی! ماہ رمضان کے فضائل سے کتب احادیث مالا مال ہیں۔ رمضان المبارک میں اس قدر برکتیں اور رحمتیں ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے یہاں تک ارشاد فرما دیا کہ اگر بندوں کو معلوم ہوتا کہ رمضان کیا ہے تو میری امت تمنا کرتی کہ کاش پورا سال رمضان ہی ہو۔

روزی میں برکت کا مہینہ

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے شعبان کے آخری دن بیان فرمایا اے لوگو! تمہارے پاس عظمت والا مہینہ آ رہا ہے، وہ مہینہ جس میں ایک رات ایسی بھی ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اس ماہ مبارک کے روزے اللہ عزوجل نے فرض کئے اور اس کی رات میں قیام یعنی تراویح کو سنت کیا ہے جو شخص اس میں نیکی کرے وہ ایسا ہے جیسے اس نے کسی اور مہینے میں فرض ادا کیا، اور جو شخص اس مہینے میں فرض ادا کرے وہ ایسا ہے جیسے اور دنوں میں ستر فرض ادا کئے،

یہ مہینہ صبر کا ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے اور یہ مہینہ غمخواری کا ہے اس مہینہ میں مومن کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے، جو شخص اس میں روزہ دار کو روزہ افطار کرائے اس کے گناہوں کے لئے مغفرت ہے اور اس کو آگ سے آزادی دے دی جائے گی اور اس افطار کرانے والے کو ویسا ہی ثواب ملے گا جیسا کہ روزہ رکھنے والے کو ملے گا اور اس کے ثواب میں کچھ کم نہیں ہوگا۔ ہم نے عرض کیا یارسول اللہ! ہم میں کا ہر شخص وہ چیز نہیں پاتا جس سے روزہ افطار کرائے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ یہ ثواب اس شخص کو بھی دے گا جو ایک گھونٹ دودھ یا ایک کھجور یا ایک گھونٹ پانی سے روزہ افطار کرائے اور جس نے روزہ دار کو پیٹ بھر کھانا کھلایا اس کو اللہ عزوجل میرے حوض سے سیراب کرے گا کہ پھر اس کو پیاس معلوم نہ ہوگی یہاں تک کہ جنت میں داخل ہو جائے۔ یہ وہ مہینہ ہے کہ اس کا اوّل حصہ رحمت ہے اور اس کا اوسط مغفرت ہے اور اس کا آخری عشرہ جہنم سے آزادی ہے، جو اس مہینے میں اپنے غلام پر تخفیف کرے یعنی اس کا کام کم کر دے اللہ عزوجل اسے بخش دے گا اور جہنم سے آزاد فرما دے گا۔

رمضان المبارک کے چار نام

اس ماہ مبارک کے چار نام ہیں (۱) ماہ رمضان۔ (۲) ماہ صبر۔ (۳) ماہ مواسات۔ (۴) ماہ وسعت رزق۔

روزہ صبر ہے جس کی جزا اللہ رب العزت ہے اور وہ اسی مہینہ میں پایا جاتا ہے اس لئے اسے ماہ صبر کہتے ہیں۔

مواسات کے معنی بھلائی کرنا۔ چونکہ اس مہینے میں سارے مسلمانوں سے خاص کر اہل قرابت سے بھلائی کرنا زیادہ ثواب ہے اس لئے اسے ماہ مواسات بھی کہتے ہیں۔

اس ماہ مبارک میں رزق میں وسعت کر دی جاتی ہے کہ غریب لوگ بھی اچھی اچھی نعمتیں کھا لیتے ہیں اسی لئے اس کا نام وسعت رزق بھی ہے۔

ماہ رمضان کے فضائل

ہر مہینہ میں خاص تاریخیں اور تاریخوں میں بھی خاص وقت میں عبادت ہوتی ہے مثلاً بقرعید کی چند مخصوص تاریخوں میں حج، محرم کی دسویں تاریخ افضل مگر ماہ رمضان میں ہر دن اور ہر وقت عبادت ہوتی ہے۔ روزہ عبادت، افطار عبادت، افطار کے بعد تراویح کا انتظار عبادت، تراویح پڑھ کر سحری کے انتظار میں سونا عبادت، پھر سحری کھانا بھی عبادت۔ غرض کہ ہر آن خدا کی شان نظر آتی ہے۔

رمضان ایک بھٹی ہے جیسے بھٹی گندے لوہے کو صاف اور صاف لوہے کو مشین کا پرزہ بنا کر قیمتی کر دیتی ہے اور سونے کو زیور بنا کر استعمال کے لائق کر دیتی ہے ایسے ہی ماہ رمضان گناہ گاروں کو پاک کر دیتا ہے اور نیک لوگوں کے درجات بڑھا دیتا ہے۔

رمضان میں نفل کا ثواب فرض کے برابر اور فرض کا ثواب ستر گنا ملتا ہے۔

بعض علماء فرماتے ہیں کہ جو شخص رمضان میں انتقال کر جائے اس سے قبر میں سوالات نہیں ہوتے۔

اس مہینہ میں ایک رات ہے جس کو شب قدر کہا جاتا ہے جو ہزار مہینوں سے زیادہ فضیلت رکھتی ہے اور اسی میں اللہ عزوجل نے قرآن کریم کو نازل فرمایا ہے۔

رمضان المبارک میں سرکش شیاطین کو قید کر دیا جاتا ہے اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں، جنت آراستہ کی جاتی ہے اور اس کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، اسی لئے ان دنوں میں نیکیوں کی زیادتی اور گناہوں کی کمی

ہو جاتی ہے، جو لوگ گناہ کرتے بھی ہیں وہ نفس امارہ یا اپنے ساتھی شیطان کے بہکانے سے کرتے ہیں۔

رمضان کے کھانے پینے کا حساب نہیں۔

اللہ عزوجل رمضان کے مہینے میں بہت سارے قیدی آزاد کر دیتے ہیں۔

رمضان شریف میں افطار اور سحری کے وقت دعا قبول ہوتی ہے یعنی افطار کرتے وقت اور سحری کے وقت۔ یہ مرتبہ کسی اور مہینہ کو حاصل نہیں۔

رمضان میں پانچ حرف ہیں، رم ض ان، ر سے مراد "رحمت الٰہی" ہے، میم سے مراد "محبت الٰہی"، ضاد سے مراد "ضمان الٰہی"، الف سے "امان الٰہی" اور نون سے مراد "نور الٰہی" ہے۔ اور رمضان میں پانچ عبادتیں مخصوص ہوتی ہیں، روزہ، تراویح، تلاوت قرآن، اعتکاف اور شب قدر میں عبادت، تو جو کوئی صدق دل سے یہ پانچ عبادت کرے وہ ان پانچ انعاموں کا مستحق ہے۔

ہر شب ساٹھ ہزار کی بخشش

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ رمضان کی ہر رات میں آسمانوں میں صبح صادق تک ایک منادی یہ ندا کرتا ہے کہ اے مانگنے والے بھلائی مانگنا ختم کر اور خوش ہو جا کہ تیری دعا قبول ہو چکی ہے اور اے شریر! شر سے باز آ جا اور عبرت حاصل کر، ہے کوئی مغفرت کا طالب کہ اس کی طلب پوری کی جائے، ہے کوئی توبہ کرنے والا کہ اس کی توبہ قبول کی جائے، ہے کوئی دعا مانگنے والا کہ اس کی دعا قبول کی جائے، ہے کوئی سائل کہ اس کا سوال پورا کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ رمضان المبارک کی ہر شب میں افطار کے وقت ساٹھ ہزار گناہ گاروں کو دوزخ سے آزاد فرماتا ہے اور عید کے دن سارے مہینے کے برابر گناہگاروں کی بخشش کی جاتی ہے۔

آگ کے دو پہاڑ

جو شخص ناپ تول میں کمی کرتا ہے قیامت کے دن اسے دوزخ کی گہرائیوں میں ڈالا جائے گا اور آگ کے دو پہاڑوں کے درمیان بٹھا کر حکم دیا جائے گا کہ ان پہاڑوں کو ناپو اور تولو۔ جب تولنے لگے گا تو آگ اسے جلا ڈالے گی۔

دوستو! غور کرو، سوچو تو سہی! چند روزہ زندگی میں چند فانی سکے حاصل کرنے کے لئے اگر ڈنڈی ماری تو کس قدر شدید عذاب کی وعید ہے۔ آج معمولی گرمی برداشت نہیں ہوتی تو جہنم میں آگ کے پہاڑوں کی تپش کس طرح برداشت ہوگی، خدارا اپنے حال پر رحم کرتے ہوئے مال کی ہوس سے دور رہیے ورنہ یہ حرام مال دونوں جہان میں وبال ہی بنے گا۔

ایک واقعہ

بنی اسرائیل کے ایک نوجوان نے ہر قسم کے گناہوں سے توبہ کی۔ پھر ستر سال تک مسلسل عبادت کرتا رہا۔ دن کو روزہ رکھتا رات کو جاگتا، اس کے تقویٰ کا یہ عالم تھا نہ کسی سایہ کے نیچے آرام کرتا اور نہ ہی کوئی عمدہ غذا کھاتا۔ جب اس کا انتقال ہوگیا تو اس کے بعض دوستوں نے اسے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ اس نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرا حساب لیا پھر سب گناہ بخش دیئے مگر ایک تنکا جسے میں نے اس کے مالک کی مرضی کے بغیر اٹھا کر اس سے دانتوں میں خلال کیا تھا وہ تنکا اس کے مالک سے معاف کرانا رہ گیا تھا۔ افسوس صد افسوس اسی سبب سے مجھے جنت سے روک دیا گیا ہے۔

حضرات گرامی! حقوق العباد کا معاملہ بڑا ہی سخت ہے، اگر ہم نے کسی بندے کا حق دبالیا یا اس کو گالی دیدی، بے وجہ ڈرا دھمکا دیا جس سے اس کا دل دکھا، ڈانٹ

ڈپٹ کردی یا اس کا قرضہ لے کر کھالیا تو ان تمام صورتوں میں اس کا حق آپ پر واجب ہوگیا۔ جب تک یہ حق ادا نہیں کیا جائے گا معاف نہیں ہوگا۔ اللہ جل شانہ مسلمانوں کے حقوق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

رمضان المبارک صبر کا مہینہ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُه

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِىَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ. اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِى الْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِيْدِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ o صَدَقَ اللّٰهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ o

معزز حاضرین کرام بزرگو اور دوستو! رمضان المبارک کا مہینہ بڑی فضیلت والا مہینہ ہے۔ خود حضور اقدس ﷺ نے اس کو اپنی امت کا مہینہ قرار دیا ہے۔ رمضان المبارک کا مہینہ وہ مقدس مہینہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنی حاکمیت اور

ربوبیت کا سب سے بڑا انعام اپنے بندوں کو عطا کیا ہے اور اسے ہدایت اور رہنمائی کے اس پاک دستور اور ضابطہ حیات سے نوازا جس کا نام قرآن کریم ہے۔ رمضان المبارک کے تیس روزے ہیں جو بقیہ سال کے گیارہ مہینوں کی تربیت فراہم کرتے ہیں۔ اس ماہ مبارک میں نفل پڑھنے کا ثواب بھی فرض کے برابر ملتا ہے۔

ماہ رمضان صبر کا مہینہ

حضرات گرامی! رمضان المبارک صبر کا مہینہ ہے۔ ایک مرتبہ حضور اقدس ﷺ نے شعبان کے آخر میں لوگوں سے خطاب فرمایا اور اس طرح ارشاد فرمایا کہ اے لوگو! رمضان المبارک کا مہینہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے اور صبر تمام کامیابیوں کا ذریعہ ہے۔

حضرات! دنیا میں سب سے پہلی چیز ایمان ہے۔ ایمان کیا ہے؟ ایمان غیبی حقیقت کی دریافت ہے۔ انسان اپنے آپ کو ظاہری فائدوں اور مادی رونقوں سے اوپر اٹھاتا ہے تب اس کو باطنی گہرائیوں کا ادراک ہوتا ہے۔ یہ ایک صابرانہ فعل ہے۔ اس عمل کے بغیر کسی کو ایمان کی اعلیٰ معرفت حاصل نہیں ہوتی۔ دنیا میں کوئی شخص ذہنی برداشت سے گزر کر ہی ذہنی یافت تک پہنچتا ہے۔

مومن سے یہ مطلوب ہے کہ وہ لوگوں کے درمیان اسلامی اخلاق کے ساتھ رہے۔ یہ دنیا ایسی ہے جہاں دوسروں کی طرف سے بار بار زیادتیوں کو برداشت کرنا ہے۔ اسلامی اخلاق ایک طرفہ حسن سلوک کا نام ہے اور صبر کے بغیر یکطرفہ سلوک کا ثبوت دینا کسی کے لئے ممکن نہیں۔

مومن ایک داعی انسان ہوتا ہے۔ مومن کی ذمہ داری ہے کہ وہ دوسرے بندگان خدا تک دین کا پیغام پہنچائے۔ دعوت کا کام بھی بغیر صبر کے نہیں ہوسکتا۔

دعوتی عمل کے لئے ضروری ہے کہ داعی اور مدعو کے درمیان معتدل فضا پائی جائے۔ مدعو سے یہ امید نہیں کی جاسکتی کہ وہ اس قسم کی معتدل فضا پیدا کرے گا۔ اس لئے داعی کو یہ ذمہ داری لینی پڑتی ہے کہ وہ مدعو کی طرف پیش آنے والی تلخیوں کو نظرانداز کرے تا کہ دعوت کا ماحول بگڑنے نہ پائے اور تلخیوں کو نظرانداز کرنے کا یہ معاملہ اسی وقت ممکن ہے جب کہ آدمی صبر کی سطح پر جینے کے لئے تیار ہو۔

دوستو! رمضان کا مہینہ صبر کی تربیت کا مہینہ ہے اور صبر وہ اعلیٰ انسانی صفت ہے جس میں دنیا اور آخرت کی تمام کامیابیوں کا راز چھپا ہوا ہے۔

روزہ قربانی کا عمل ہے اور قربانی کا عمل سب سے زیادہ اعلیٰ ہوتا ہے۔ ایک حدیث میں روزہ کی اس امتیازی خصوصیت کو اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

روزہ اللہ کے لئے ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ابن آدم کا ہر نیک عمل دس گنا سے سات سو گنا تک بڑھایا جاتا ہے مگر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا (اس لئے کہ بندہ اپنی شہوت اور اپنے کھانے پینے کو میرے لئے چھوڑتا ہے)۔ روزہ دار کو دو خوشی حاصل ہوتی ہیں ایک خوشی افطار کے وقت اور دوسری خوشی اس وقت جب وہ اپنے رب سے ملے گا۔

روزہ عام عبادات سے الگ ایک عبادت ہے۔ روزہ میں آدمی اپنی جائز خواہشات اور اپنے جائز کھانوں کو اللہ کی خاطر چھوڑ دیتا ہے۔ گویا روزہ دار روزہ رکھ کر اپنے اس عزم کا اظہار کرتا ہے کہ اللہ کی خاطر اگر اس کو انتہائی ضروری اور جائز چیزوں سے جدائی اختیار کرنا پڑے تو اس سے بھی وہ دریغ نہیں کرے گا۔ روزہ کی

یہی امتیازی خصوصیت ہے جس کی بنا پر اس کا امتیازی ثواب رکھا گیا ہے۔

موجودہ دنیا میں حق پرست بننے کے لئے صرف یہی کافی نہیں کہ آدمی صحیح اور غلط کے درمیان تمیز کرتا ہو۔ مختلف حالات کے اعتبار سے کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ممنوعات کی فہرست مزید وسیع ہو جاتی ہے۔ کبھی ضروری ہو جاتا ہے کہ آدمی اپنا کھانا پینا بھول کر اپنی ڈیوٹی انجام دے۔ وہ عمل کے بجائے اعراض کا طریقہ اختیار کرے۔ وہ کرنے کا جذبہ رکھتے ہوئے بھی نہ کرے۔ الفاظ رکھتے ہوئے بھی نہ بولے۔ ایک کام کو بظاہر صحیح سمجھتے ہوئے بھی اس کی طرف اقدام کرنے سے باز رہے۔ روزہ اسی قربانی کا سبق ہے۔ اس دنیا میں کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک جائز چیز بھی آدمی کے لئے ناجائز بن جاتی ہے اور ایک مطلوب چیز بھی نامطلوب کی حیثیت اختیار کر لیتی ہے۔ یہ ایمان کا اعلیٰ درجہ ہے۔ جو لوگ اس اعلیٰ ایمانی درجہ پر پورے اتریں ان کے لئے اللہ تعالیٰ کے یہاں اتنا بڑا اجر ہے جس کا نہ کوئی شمار ہے اور نہ کوئی حساب۔

روزہ کے طبی فوائد

روزہ طبی لحاظ سے بھی بڑا فائدہ مند ہے۔ آج کی گفتگو میں اس کے متعلق کچھ عرض کروں گا تا کہ روزہ کی حقیقت اور زیادہ آشکارا ہو جائے۔

جب کوئی انسان روزہ رکھتا ہے تو روزہ کی وجہ سے اس کے کھانے میں کاربوہائیڈریٹ کی کمی ہوتی ہے تو خون میں موجود شکر اور انسولین میں کمی واقع ہوتی ہے۔ اس کمی کو پورا کرنے کے لئے جگر میں موجود گلائی کوجین ٹوٹ کر خون میں شامل ہو کر شکر کی مقدار کو بڑھا کر جسم کو توانائی مہیا کرتا ہے۔ روزہ انسانی جسم میں موجود فاضل چکنائی کو کم کر کے جسم کے وزن کو کم کرنے میں ایک خاص رول ادا کرتا ہے۔ اس کے لئے شرط یہ ہے کہ افطار کے بعد اپنی غذا میں اعتدال رکھیں۔ مصالحے اور روغن والی

غذاؤں سے اجتناب کریں۔ ایک تعجب خیز رپورٹ یہ بھی سامنے آئی ہے کہ روزہ جسم انسانی کو اگر دبلا کرسکتا ہے تو دبلے جسم کو موٹا بھی کرسکتا ہے۔ دراصل انسان کا جسم صرف روغن اور چکنائی کے زیادہ استعمال سے وٹامین ہوتا ہے۔ اگر دبلا آدمی رمضان میں اپنی غذا میں روغن اور چکنائی کو بڑھا دیتا ہے تو اس کے وزن میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔ اور اگر موٹا آدمی روغن اور چکنائی کو کم کردیتا ہے تو اس کے وزن میں بھی کمی آجاتی ہے۔

جلد انسانی جسم سے فاسد مادوں سے پاک کرنے کا اہم ذریعہ ہے۔ یہ جلد انسانی کے جسم کے فاسد مادوں کو آبلے، زخم اور کیل مہاسوں کی شکل میں باہر نکالتا ہے چونکہ روزہ انسانی جسم کو فاسد مادوں سے پاک کرتا ہے اس لئے روزہ کے درمیان جلد ان بیماریوں سے پاک ہوجاتا ہے۔ روزہ کی وجہ سے معدہ چھوٹی آنت اور بڑی آنت کو مکمل آرام مل جاتا ہے۔ اس لئے ان اعضاؤں میں ہونے والی خرابیوں کو درست کرنے کا پورا موقع مل جاتا ہے۔ بہت سارے امراض مثلاً بواسیر وغیرہ سے انسانی جسم تیزی سے روبصحت ہوجاتا ہے۔ روزہ انسان کو بری عادتوں سے مثلاً سگریٹ نوشی، چائے نوشی، تمباکونوشی اور شراب نوشی سے چھٹکارا حاصل کرنے میں معاون بنتا ہے۔ ایک انسان اگر سارا دن ان چیزوں سے روزے کی وجہ سے پرہیز کرسکتا ہے تو اسی بنیاد پر ان عادتوں کو ترک بھی کرسکتا ہے۔

مریض کا روزہ

شریعت مطہرہ نے مریض کے لئے بھی روزہ میں سہولت پیدا کردی ہے۔ اس طرح کہ اگر کوئی شخص بیمار ہے تو روزہ کی وجہ سے اس کو ناقابل برداشت تکلیف ہوتی

ہے یا اس کا مرض بڑھ جانے کا قوی اندیشہ ہے تو اس کو چاہئے کہ وہ بعد میں روزہ رکھ لے۔ البتہ اس سے غلط سبق یہ نہ لیا جائے کہ معمولی معمولی بہانہ لے کر روزہ جیسی اہم عبادت کو نظر انداز کردیا جائے۔

مسافر کا روزہ

جس طرح مریض کو رخصت دی گئی ہے کہ وہ بیماری سے اچھا ہونے کے بعد روزہ رکھ لے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص اڑتالیس میل جانے کا ارادہ رکھتا ہے تو اس کو چاہئے کہ وہ سفر سے واپس آکر روزہ رکھ لے۔ لیکن یہ بات بھی یاد رکھیں کہ سفر میں جو روزہ مؤخر کرنے کی سہولت دی گئی ہے وہ اس بنا پر ہے کہ روزہ رکھنے میں مسافر کو تکلیف ہوگی، پس اگر مسافر کو سفر کی حالت میں کوئی پریشانی نہ ہو تو اس کے لئے بہتر یہی ہے کہ وہ روزہ رکھ لے۔

پہلے زمانے میں سفر اونٹوں اور گھوڑوں پر ہوا کرتا تھا مگر آج تو بس، کار، ٹرین اور ہوائی جہاز جیسی تیز رفتار گاڑیاں موجود ہیں اس لئے بہتر یہی ہے کہ روزہ رکھ لیں اور اگر کوئی شخص بعد میں رکھنا چاہے تو اس کا بھی اختیار دیا گیا ہے۔

روزہ کے آداب

روزہ میں صرف کھانے پینے اور دیگر خواہشات سے رکنا ہی کافی نہیں بلکہ روزہ میں لڑائی جھگڑے سے پرہیز کرنے، پیٹھ پیچھے کسی کی برائی یا چغلی کرنے، اور حرام مال کھانے سے بچنا بھی ضروری ہے۔ جو لوگ ایسی باتوں کا خیال نہیں کرتے ان کے بارے میں حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو آدمی روزہ رکھتے ہوئے بیہودہ کلام اور غلط کام نہ چھوڑے تو اللہ تعالیٰ کو اس کے بھوکے پیاسے رہنے کی کوئی ضرورت نہیں

ہے۔معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے پاس روزہ مقبول ہونے کے لئے ضروری ہے آدمی کھانا پینا چھوڑنے کے علاوہ معصیات ومنکرات سے بھی زبان اور دیگر اعضاء کی حفاظت کرے۔اگر کوئی شخص اس سے لڑائی جھگڑا کرنے لگے تو خود اپنی زبان سے کچھ نہ کہے بلکہ اپنے دل کو سمجھالے کہ میرا روزہ ہے۔

حضور اقدس ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ کتنے ہی روزے دار ایسے ہیں کہ ان کے روزوں سے صرف بھوک و پیاس ہی حاصل ہوتی ہے یعنی ان کے روزے اکارت جاتے ہیں زیادہ فائدہ مند نہیں ہوتے، تجارت پیشہ لوگ خاص طور پر اپنی تجارت میں جھوٹی قسم کھالیتے ہیں یا مال بیچنے میں غلط بیانی سے کام لیتے ہیں، رمضان میں اس سے خصوصاً پرہیز کرنا چاہئے، اسی طرح جھگڑے اور جدال سے بھی پرہیز کرے۔نبی کریم ﷺ نے ہدایت فرمائی ہے کہ اگر کوئی روزہ دار سے الجھے اور جھگڑے یا بیکار گفتگو کی طرف مائل کرے تو روزہ دار کہہ دے کہ میں روزہ دار ہوں۔یہ اشارہ ہے کہ روزہ دار کو بہت احتیاط سے رہنا چاہئے۔روزہ دار ہر وقت اللہ کی رحمت کے سایہ میں رہتا ہے اس کو ایسی کسی غلط حرکت ولغو باتوں سے دور رہنا چاہئے جو رحمت خداوندی کے منافی ہو۔تب ہی اس کو وہ مقام ملتا ہے کہ روزہ دار افطار کے وقت ہاتھ اٹھاتا ہے تو قبولیت اس کے انتظار میں رہتی ہے۔افطار کے وقت دعا رد نہیں کی جاتی، روزہ کی توفیق بھی وہی دیتا ہے اور قبولیت کے دروازے بھی وہی کھولتا ہے۔

فرشتوں کی دعا

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ روزانہ صبح کے وقت دو فرشتے آسمان سے اترتے ہیں ایک دعا کرتا ہے کہ اے اللہ خرچ کرنے والے کو اس کا بدل عطا فرما۔اور دوسرا فرشتہ دعا کرتا ہے کہ اے اللہ روک کر رکھنے والے کا مال برباد کردے۔

ایک حدیث میں حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ جب بھی آفتاب طلوع ہوتا ہے تو اس کے دونوں طرف دو فرشتے اعلان کرتے ہیں جن کو جن وانس کے علاوہ سب سنتے ہیں کہ اے لوگو! اپنے رب کی طرف چلو، تھوڑی چیز جو کفایت کا درجہ رکھتی ہو اس زیادہ مقدار سے بہت بہتر ہے جو اللہ سے غافل کردے۔اور جب آفتاب غروب ہوتا ہے تو اس کی دونوں جانب دو فرشتے زور سے دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ خرچ کرنے والے کو اس کا بدل عطا فرما اور روک کر رکھنے والے کا مال برباد فرما۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صبح وشام کی خصوصیت نہیں ان کی ہر وقت یہی دعا ہے۔مشاہدہ ہے کہ جو لوگ اللہ کے راستے میں خرچ کرتے ہیں اللہ دنیا میں بھی ان کے مال میں اضافہ فرمادیتے ہیں اور جو لوگ روک کر رکھتے ہیں اللہ دنیا میں ہی اس کو برباد کردیتے ہیں۔کسی پر مقدمہ مسلط ہوجاتا ہے، کسی کے پیچھے چور لگ جاتے ہیں یا پھر وہ شخص آوارگی میں زندگی بسر کرنے لگتا ہے۔وغیرہ وغیرہ

محترم حضرات! یہ مبارک مہینہ صبر کے ساتھ ساتھ خرچ کرنے کا بھی مہینہ ہے۔ یہ مہینہ غریبوں کی امداد کرنے کا ہے، یہ مہینہ بے سہاروں کی مدد کرنے کا ہے، یہ مہینہ یتیموں کے تعاون کرنے کا ہے۔اللہ جل شانہ ہم سب کو عمل کی زیادہ سے زیادہ توفیق عطا فرمائے۔آمین ثم آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ

رمضان اور قرآن

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُه

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلاَ مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِىَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لاَ شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلاَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ. اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالىٰ فِى الْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِيْدِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِo بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِىْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَلِىُّ الْعَظِيْمُo

معزز حاضرین کرام بزرگو اور دوستو! میں سب سے پہلے اس عظیم الشان ماہ مبارک میں قرآن کریم کی تلاوت سے متعلق ایک حدیث سنا دیتا ہوں۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو مسلمان قرآن شریف پڑھتا ہے اس کی مثال ترنج کی سی ہے کہ اس کی خوشبو بھی عمدہ ہوتی

ہے اور مزہ بھی لذیذ، اور جو مومن قرآن شریف نہ پڑھے اس کی مثال کھجور کی سی ہے کہ خوشبو کچھ نہیں مگر مزہ شیریں ہوتا ہے اور جو منافق قرآن شریف نہیں پڑھتا اس کی مثال حنظل کے پھل کی سی ہے کہ مزہ کڑوا اور خوشبو بھی کچھ نہیں، اور جو منافق قرآن شریف پڑھتا ہے اس کی مثال خوشبودار پھل کی سی ہے کہ خوشبو عمدہ اور مزا کڑوا ہے۔

مقصود اس حدیث سے غیر محسوس کو محسوس کے ساتھ تشبیہ دینا ہے تاکہ کلام پاک کے پڑھنے اور نہ پڑھنے کا فرق سمجھ میں آجائے ورنہ ظاہر ہے کہ کلام پاک کی حلاوت ومہک سے ترنجہ وکھجور وغیرہ کو کیا نسبت اگرچہ ان اشیاء کے ساتھ تشبیہ میں خاص نکات بھی ہیں جو علوم نبویہ سے تعلق رکھتے ہیں اور نبی کریم ﷺ کے علوم کی وسعت کی طرف مشیر ہیں مثلاً ترنج کو لے لیجئے منہ میں خوشبو پیدا کرتا ہے، معدہ کو صاف کرتا ہے، ہضم میں قوت دیتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ یہ منافع ایسے ہیں جو قرأت قرآن شریف کے ساتھ خاص مناسبت رکھتے ہیں مثلاً منہ کا خوشبودار ہونا، باطن کا صاف ہونا، روحانیت میں قوت پیدا ہونا، یہ منافع تلاوت میں ہیں جو پہلے منافع کے ساتھ بہت ہی مشابہت رکھتے ہیں۔

قرآن کریم کو ترنج سے کیوں تشبیہ دی گئی؟

بعض اطباء نے کہا ہے کہ ترنج سے حافظہ بھی قوی ہوتا ہے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے نقل کیا گیا ہے کہ تین چیزیں حافظہ کو بڑھاتی ہیں۔ (۱) مسواک (۲) روزہ (۳) تلاوت کلام پاک۔ ابوداؤد کی روایت میں اس حدیث کے ختم پر ایک اور مضمون نہایت ہی مفید ہے کہ بہتر ہمنشین کی مثال مشک والے آدمی کی سی ہے اگر تجھے مشک نہ مل سکی تو اس کی خوشبو تو کہیں گئی نہیں۔ اور بدتر ہمنشین کی مثال آگ کی بھٹی والے کی طرح ہے کہ اگر سیاہی نہ پہنچے تب بھی دھواں تو گیا ہی نہیں۔ کیا

جامع بات ہے آدمی کو اپنے ہم نشینوں پر بھی نظر کرنا چاہئے کہ کس قسم کے لوگوں میں ہر وقت نشست و برخاست ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضور اقدس ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ حق تعالیٰ شانہ قرآن کریم کی وجہ سے کتنے ہی لوگوں کو بلند مرتبہ کرتا ہے اور کتنے ہی لوگوں کو ذلیل و پست کرتا ہے۔

قرآن کریم اللہ کا کلام ہے

اس لئے نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ قرآن کریم سے برکت حاصل کرو قرآن کریم پڑھ کر، قرآن کریم سن کر، قرآن کریم سمجھ کر اور قرآن کریم سمجھا کر، اس لئے کہ قرآن کریم اللہ سے نکلا ہے۔ اس کا کیا مطلب ہے؟ تورات، انجیل اور زبور بھی تو اللہ کا کلام ہے، اللہ کی کتابیں ہیں۔ یہاں پر میں آپ کو ایک خاص نکتہ سمجھائے دیتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ قرآن کریم کو اللہ نے کلام اللہ کہا تو کیا تورات کلام اللہ نہیں ہے؟ جی ہاں تورات کو کلام اللہ نہیں کہا گیا کیونکہ یہ کتابیں تختیوں پر لکھ کر اللہ نے آسمان سے نازل فرمائی ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر تشریف لے گئے، چالیس دن روزہ رکھا اور اعتکاف کیا تو تورات اللہ نے دی۔ مگر قرآن کریم اللہ تعالیٰ نے تختیوں پر لکھ کر نہیں اتارا بلکہ اللہ نے اپنی زبان سے اس کو ادا کیا، اللہ نے خود تلاوت کی، اللہ نے جبرئیل علیہ السلام کے سینے میں محفوظ فرمادیا پھر لاکر اللہ کے نبی ﷺ کو سنایا، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ مبارک میں اللہ تعالیٰ نے محفوظ فرمایا، ادھر پڑھتے تھے اُدھر سینے میں محفوظ ہوجاتا تھا، پھر رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری امت کو سنایا۔

حدیث پاک میں حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کل قیامت کے دن ایسا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ داؤد علیہ السلام کو کہیں گے کہ قرآن پڑھو! حالانکہ ان کی کتاب زبور ہے وہ نہیں پڑھ پائیں گے، اللہ تعالیٰ کہیں گے قرآن پڑھو! حضرت داؤد علیہ السلام کی آواز اتنی دل کش تھی کہ جب وہ کتاب اپنی پڑھتے تھے تو پرندے سب آکر ان کے اطراف جمع ہوجاتے تھے اتنی خوبصورت آواز میں داؤد علیہ السلام قرآن پڑھیں گے تو اہل جنت بے ہوش ہوجائیں گے پھر رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کہیں گے کہ اے میرے حبیب! آپ قرآن کریم کو پڑھئے۔ جب رسول اللہ ﷺ قرآن پڑھیں گے تو کیا کہنا! آپ پر قرآن کریم نازل کیا گیا، آپ قرآن کریم پڑھیں گے تو جنتی اس سے زیادہ بے ہوش ہوجائیں گے اور اس کی لطف ولذت کو محسوس کریں گے، اب اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ اس کے بعد ہم قرآن کریم سنائیں گے اللہ تعالیٰ سورۂ رحمٰن سنائیں گے۔ حدیث میں آتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ قرآن کریم کی تلاوت فرمائیں گے اور اللہ تعالیٰ کی آواز کانوں میں پڑے گی تو وہ اتنی میٹھی ہوگی جس کی تشبیہ دینے کے لئے دنیا میں کوئی چیز ہمارے پاس نہیں ہے۔

قرآن کریم کا پڑھنا پڑھانا عبادت ہے

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قرآن کریم سے برکت حاصل کرو، قرآن بہت بڑی دولت ہے، قرآن کریم کا سمجھنا عبادت ہے، پڑھنا عبادت ہے، پڑھانا عبادت ہے۔ جیسا کہ فرمایا گیا کہ تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے۔ قرآن کریم کا چھونا عبادت ہے، اسی لئے بے وضو اس کو نہیں چھو سکتے، قرآن کا دیکھنا بھی عبادت میں داخل ہے، قرآن کریم کو چھونے اور دیکھنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ آنکھوں کا نور بڑھادیتے ہیں۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی کہ مجھے کچھ وصیت فرمائیں، حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تقویٰ کا اہتمام کرو کہ یہ تمام امور کی جڑ ہے۔ میں نے عرض کیا کہ اس کے ساتھ کچھ اور بھی ارشاد فرمائیں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تلاوت قرآن کا اہتمام کرو کہ یہ دنیا میں نور اور آخرت میں ذخیرہ ہے۔ تو قرآن کریم ایسا عجیب وغریب کلام ہے۔

بزرگوں نے فرمایا ہے کہ قرآن مجید کی مثال ایسی ہے جیسے آپ مقناطیس کو دیکھتے ہیں، جب اسے کسی لوہے کے پاس رکھتے ہیں تو وہ لوہے کو کھینچ لیتا ہے ایسے ہی قرآن مجید ایک مقناطیس ہے جہاں یہ ہوتا ہے وہاں اللہ کی رحمت کو کھینچ لیتا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب قرآن مجید پڑھا جائے تو تم قرآن کریم کو سنو اور چپ رہو، خاموشی اختیار کرو تا کہ تمہارے اوپر خدا کی رحمت اترے۔ وہ مجلس میں پڑھا جارہا ہو اور سنا جارہا ہو وہاں اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔ ایک دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ میرے ان بندوں کو خوشخبری سنادو جو قرآن کو سنتے ہیں اور قرآن کی عمدہ عمدہ باتوں پر عمل کرتے ہیں۔

قرآن کریم کی مثال

ایک حدیث میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قرآن شریف کو سیکھو اور پھر اس کو پڑھو، اس لئے کہ جو شخص قرآن پاک کو سنتا ہے اور اس کو پڑھتا ہے اور تہجد میں اس کو پڑھتا ہے اس کی مثال اس تھیلی کی سی ہے جو مشک سے بھری ہوئی ہو کہ اس کی خوشبو تمام مکان میں پھیلتی ہے اور جس شخص نے سیکھا اور پھر سو گیا اس کی مثال اس تھیلی کی سی ہے جس کا منھ بند کر دیا گیا ہو۔

یعنی جس شخص نے قرآن پاک کو پڑھا اور اس کی خبر گیری کی، راتوں کو نماز میں تلاوت کی اس کی مثال اس مشک دان کے مانند ہے جو کھلا ہوا ہو کہ اس کی خوشبو سے تمام مکان مہکتا ہے۔ اسی طرح اس حافظ کی تلاوت سے تمام مکان انوار وبرکات سے معمور ہوتا ہے اور اگر وہ حافظ سو جائے یا غفلت کی وجہ سے نہ پڑھ سکے جب بھی اس کے قلب میں جو کلام پاک ہے وہ تو مشک ہی ہے اس غفلت سے اتنا نقصان ہوا کہ دوسرے لوگ اس کی برکات سے محروم رہے، لیکن اس کا قلب تو بہرحال اس مشک کو اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔

ایک واقعہ

ایک واقعہ آپ کو سنا دیتا ہوں کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ ایک رات قرآن کریم پڑھ رہے تھے اچانک ان کی گھوڑی بدکنے لگی، انہوں نے اور زیادہ قرآن پڑھا وہ گھوڑی اور زیادہ بدکنے لگی، وہ پڑھتے رہے اور ان کی گھوڑی بار بار بدکتی رہی، حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے خطرہ ہوا کہ گھوڑی کہیں میرے بچے یحییٰ کو (جو وہیں قریب تھا) کچل نہ ڈالے، اس لئے میں گھوڑی کے قریب جا کر وہیں کھڑا ہو گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ میرے سر کے اوپر بادل کی طرح کوئی چیز ہے جس میں چراغوں کی طرح کچھ چیزیں روشن ہیں پھر وہی بادل کی طرح کی چیز فضا میں اٹھتی چلی گئی یہاں تک کہ میری نظروں سے غائب ہوگئی۔ میں صبح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے عرض کیا اللہ کے رسولؐ! میں گذشتہ رات اپنے باڑہ میں قرآن کریم کی تلاوت کر رہا تھا اچانک میری گھوڑی اچھلنے لگی۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم پڑھتے رہے۔ انہوں نے عرض کیا کہ میں پڑھتا رہا، وہ

گھوڑی پھر اچھلی۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ابن حضیر! تم پڑھتے رہے۔ انہوں نے عرض کیا جی ہاں میں پڑھتا رہا پھر بھی وہ اچھلتی رہی۔ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے حضیر! تم پڑھتے رہے۔ انہوں نے عرض کیا کہ پھر میں اٹھ کر چل دیا کیونکہ میرا لڑکا یحییٰ گھوڑی کے قریب تھا مجھے یہ خطرہ ہوا کہ گھوڑی کہیں بچے کو نہ کچل دے، تو کیا دیکھتا ہوں کہ بادل کی طرح کوئی چیز ہے جس میں چراغوں کی طرح کچھ چیزیں روشن ہیں وہ چیز فضا میں اٹھتی چلی گئیں یہاں تک کہ میری نظروں سے اوجھل ہوگئیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وہ فرشتے تھے جو تمہارا قرآن سننے کے لئے آئے تھے اگر تم صبح تک پڑھتے رہتے تو اور لوگ بھی ان کو دیکھ لیتے۔ وہ فرشتے چھپے ہوئے نہ رہتے۔

دراصل بڑا اخلوص تھا ان حضرات صحابہ کے قرآن شریف پڑھنے میں۔ ہم لوگ بڑے گناہ گار بد بخت ہیں کہ ایسی دولت سے محروم ہیں اللہ تعالیٰ ہم سب کو بھی قرآن مجید کا صحیح لطف چکھا دے۔ آمین یارب العالمین

ایک اور حدیث میں جس کے راوی حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں فقراء مہاجرین کی ایک جماعت میں بیٹھا ہوا تھا (ان لوگوں کے پاس اتنا کپڑا بھی نہ تھا کہ جس سے پورا بدن ڈھانپ سکیں) بعض نے بعض کی آڑ لی ہوئی تھی اور ایک صحابی قرآن شریف پڑھ رہے تھے، اس دوران رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے اور بالکل ہمارے قریب کھڑے ہوگئے۔ آپ نے سلام کیا اور پھر دریافت کیا کہ تم لوگ کیا کر رہے تھے؟ ہم نے عرض کیا یارسول اللہ! ایک تلاوت کرنے والے ہمارے سامنے تلاوت کررہے تھے ہم اللہ کی کتاب کی تلاوت توجہ سے سن رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تمام تعریفیں اس اللہ کے

لئے ہیں جس نے میری امت میں ایسے لوگ پیدا فرمائے کہ ان میں مجھے ٹھہرنے کا حکم دیا گیا، اس کے بعد رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان بیٹھ گئے تاکہ سب کے برابر رہیں پھر سب کو اپنے دست مبارک سے حلقہ بنا کر بیٹھنے کا حکم فرمایا، چنانچہ سب حلقہ بنا کر بیٹھ گئے، حضرت ابوسعید خدری فرماتے ہیں کہ میں نے رسول ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے مجلس والوں میں میرے علاوہ کسی کو نہیں پہچانا، آپ نے ارشاد فرمایا اے فقراء مہاجرین کی جماعت! تمہیں قیامت کے دن کامل نور کی خوشخبری ہو اور اس بات کی بھی کہ تم مالداروں سے آدھا دن پہلے جنت میں جاؤ گے اور یہ آدھا دن پانچ سو سال کا ہوگا۔

اللہ اکبر! قرآن کریم کی تلاوت کرنے اور سننے پر اتنا بڑا اجر وثواب ہے۔ اللہ جل شانہ ہم سب کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

رمضان کی قدر نہ کرنے پر وعید

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُه

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِیْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ یُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِیَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ. اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِo بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِo یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَo. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُo

معزز حاضرین کرام! رمضان المبارک ختم ہونے والا ہے کچھ ایام باقی بچے ہیں اس لئے میں چاہتا ہوں کہ اب بھی وقت ہے کہ ہم سے جو کچھ کوتاہی اس مہینے کی قدر کرنے میں ہوئی ہے اس کی تلافی ہوجائے۔ میں ایک حدیث جو فضائل اعمال میں بھی موجود ہے آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

کعب بن عجرہ ؓ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ منبر کے قریب ہوجاؤ ہم لوگ حاضر ہوگئے۔ جب حضور ﷺ نے منبر کے پہلے درجہ پر قدم مبارک رکھا تو فرمایا آمین۔ جب دوسرے پر قدم رکھا تو پھر فرمایا آمین۔ جب تیسرے پر قدم رکھا تو پھر فرمایا آمین۔ جب آپ ﷺ خطبہ سے فارغ ہوکر نیچے اترے تو ہم نے عرض کیا کہ ہم نے آج آپ ﷺ سے منبر پر چڑھتے ہوئے ایسی بات سنی جو پہلے کبھی نہیں سنی تھی۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس وقت جبرئیلؑ میرے سامنے آئے تھے (جب پہلے درجہ پر میں نے قدم رکھا تو) انہوں نے کہا کہ ہلاک ہو وہ شخص جس نے رمضان المبارک کا مہینہ پایا پھر بھی اس کی مغفرت نہ ہوئی، میں نے کہا آمین۔ پھر جب میں دوسرے درجہ پر چڑھا تو انہوں نے کہا ہلاک ہو وہ شخص جس کے سامنے آپ کا ذکر مبارک ہو اور وہ درود نہ بھیجے میں نے کہا آمین۔ جب میں تیسرے درجہ پر چڑھا تو انہوں نے کہا ہلاک ہو وہ شخص جس کے سامنے اس کے والدین یا ان میں سے کوئی ایک بڑھاپے کو پاویں اور وہ اس کو جنت میں داخل نہ کرائیں، میں نے کہا آمین۔

دوستو! اس حدیث میں حضرت جبرئیلؑ نے تین بددعائیں دی ہیں اور حضور اقدس ﷺ نے ان تینوں پر آمین فرمائی۔ اوّل تو حضرت جبرئیل علیہ السلام جیسے مقرب فرشتے کی بددعا ہی کیا کم تھی اور پھر حضور اقدس ﷺ کی آمین نے تو جتنی سخت بددعا بنادی وہ ظاہر ہے۔

پہلا شخص

اوّل وہ شخص کہ جس پر رمضان المبارک گزر جائے اور اس کی بخشش نہ ہو یعنی رمضان المبارک جیسا خیر و برکت کا زمانہ بھی غفلت اور گناہوں میں گزر جائے جب

کہ رمضان المبارک میں مغفرت اور اللہ جل شانہٗ کی رحمت بارش کی طرح برستی ہے لہٰذا جس شخص پر رمضان المبارک کا مہینہ بھی اسی طرح گزر جائے کہ اس کی بداعمالیوں اور کوتاہیوں کی وجہ سے وہ مغفرت سے محروم رہے تو اس کی مغفرت کے لئے پھر کونسا وقت ہوگا اور مغفرت کی صورت یہ ہے کہ رمضان المبارک کے جو کام ہیں یعنی روزہ وتراویح وغیرہ ان کو نہایت اہتمام سے ادا کرنے کے بعد ہر وقت کثرت کے ساتھ اپنے گناہوں سے توبہ واستغفار کرے۔

دوسرا شخص

دوسرا شخص جس کے لئے بددعا کی گئی وہ ہے جس کے سامنے نبی کریم ﷺ کا ذکر مبارک ہو اور وہ درود نہ پڑھے۔ بہت سی روایات میں یہ وعید ذکر کی گئی ہے اسی وجہ سے بعض علماء کے نزدیک جب بھی نبی کریم ﷺ کا ذکر مبارک ہو تو سننے والوں پر درود شریف کا پڑھنا واجب ہے۔

تیسرا شخص

تیسرے وہ شخص کہ جس کے بوڑھے والدین میں سے دونوں یا ایک موجود ہوں اور وہ ان کی اس قدر خدمت نہ کرے کہ جس کی وجہ سے جنت کا مستحق ہو جائے والدین کے حقوق کی بھی بہت سی احادیث میں تاکید آئی ہے اور علماء نے ان کے حقوق میں لکھا ہے کہ مباح امور میں ان کی اطاعت ضروری ہے نیز یہ بھی لکھا ہے کہ والدین کی بے ادبی نہ کرے، تکبر سے پیش نہ آئے اگرچہ وہ مشرک ہوں۔ اپنی آواز کو ان کی آواز سے اونچی نہ کرے، ان کا نام لے کر نہ پکارے، کسی کام میں ان سے پیش قدمی نہ کرے، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں نرمی کرے، اگر قبول نہ کریں تو

سلوک کرتا رہے اور ہدایت کی دعا کرتا رہے غرض ہر بات میں ان کا بہت احترام ملحوظ رکھے۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ جنت کے دروازوں میں سے بہترین دروازہ باپ ہے تیرا دل چاہے اس کی حفاظت کر یا اس کو ضائع کر دے۔ ایک صحابیؓ نے حضورؐ سے دریافت کیا کہ والدین کا کیا حق ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ تیری جنت ہیں یا جہنم یعنی ان کی رضا جنت ہے اور ناراضگی جہنم ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ مطیع بیٹے کی محبت اور شفقت سے ایک نگاہ ڈالنا مقبول حج کا ثواب رکھتا ہے۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ شرک کے سوا تمام گناہوں کو جس قدر چاہے اللہ معاف فرما دیتے ہیں مگر والدین کی نافرمانی کا مرنے سے قبل دنیا میں بھی وبال پہنچاتے ہیں۔

تین آدمیوں کی دعا رد نہیں ہوتی

حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ تین آدمیوں کی دعا رد نہیں ہوتی۔ ایک روزہ دار کی دعا افطار کے وقت۔ دوسرے عادل بادشاہ کی دعا۔ تیسرے مظلوم کی دعا جس کو حق تعالیٰ شانہٗ بادلوں سے اوپر اٹھا لیتے ہیں، آسمان کے دروازے اس کے لئے کھول دیئے جاتے ہیں اور ارشاد ہوتا ہے کہ میں تیری ضرور مدد کروں گا اگرچہ (کسی مصلحت سے) کچھ دیر ہو جائے۔

حضرت عائشہؓ سے نقل کیا ہے کہ جب ماہِ رمضان آتا تھا تو نبی کریم ﷺ کا رنگ بدل جاتا تھا، نماز میں اضافہ ہو جاتا تھا، دعا میں بہت عاجزی فرماتے تھے اور خوف غالب ہو جاتا تھا۔ دوسری روایت میں فرماتی ہیں کہ رمضان کے ختم تک آپ ﷺ بستر پر تشریف نہیں لاتے تھے۔

ایک روایت میں ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ رمضان میں عرش کے اٹھانے والے فرشتوں کو حکم فرما دیتے ہیں کہ اپنی اپنی عبادت چھوڑ کر روزہ داروں کی دعا پر آمین کہا

کرو۔ بہت سی روایات سے رمضان کی دعا کا خصوصیت سے قبول ہونا معلوم ہوتا ہے۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جب مسلمان دعا کرتا ہے بشرطیکہ قطع رحمی یا کسی گناہ کی دعا نہ کرے تو حق تعالیٰ شانہٗ کے یہاں سے تین چیزوں میں سے ایک چیز ضرور ملتی ہے یا خود وہی چیز ملتی ہے جس کی دعا کی یا اس کے بدلہ میں کوئی برائی مصیبت اس سے ہٹادی جاتی ہے یا آخرت میں اسی قدر ثواب اس کے حصہ میں لگا دیا جاتا ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ قیامت کے دن حق تعالیٰ شانہٗ بندہ کو بلا کر ارشاد فرمائیں گے کہ اے میرے بندے میں نے تجھے دعا کرنے کا حکم دیا تھا اور اس کے قبول کرنے کا وعدہ کیا تھا تو نے مجھ سے دعا مانگی تھی؟ وہ عرض کرے گا کہ مانگی تھی۔ اس پر ارشاد ہوگا کہ تو نے کوئی دعا ایسی نہیں کی جس کو میں نے قبول نہ کیا ہو تو نے فلاں دعا مانگی تھی کہ فلاں تکلیف ہٹادی جائے میں نے اس کو دنیا میں پورا کر دیا تھا اور فلاں غم کے دفع ہونے کے لئے دعا کی تھی مگر اس کا اثر کچھ تجھے معلوم نہیں ہوا۔ میں نے اس کے بدلہ میں فلاں اجر و ثواب تیرے لئے متعین کر دیا۔ حضورؐ ارشاد فرماتے ہیں کہ اس کو ہر ہر دعا یاد کرائی جائے گی اور اس کا دنیا میں پورا ہونا یا آخرت میں اس کا عوض بتلایا جائے گا اس اجر و ثواب کی کثرت کو دیکھ کر بندہ اس کی تمنا کرے گا کہ کاش دنیا میں اس کی کوئی بھی دعا پوری نہ ہوئی ہوتی کہ یہاں اس کا اس قدر اجر ملتا۔ غرض دعا نہایت ہی اہم چیز ہے۔ اس کی طرف سے غفلت بڑے سخت نقصان اور خسارہ کی بات ہے اور ظاہر میں اگر قبول کے آثار نہ دیکھیں تو بددل نہ ہونا چاہئے۔

حضرت ابن مسعودؓ کی ایک روایت سے نقل کیا گیا ہے کہ رمضان کی ہر رات میں ایک منادی پکارتا ہے کہ اے خیر کے تلاش کرنے والے متوجہ ہو اور آگے بڑھ اور اے برائی کے طلب گار بس کر اور آنکھیں کھول۔ اس کے بعد وہ فرشتہ کہتا ہے کہ کوئی مغفرت کا چاہنے والا ہے کہ اس کی مغفرت کی جائے، کوئی توبہ کرنے والا ہے کہ اس

کی توبہ قبول کیا جائے،، کوئی دعا کرنے والا ہے کہ اس کی دعا قبول کی جائے، کوئی مانگنے والا ہے کہ اس کا سوال پورا کیا جائے، اس کے بعد یہ بھی نہایت ضروری اور قابل لحاظ ہے کہ دعا کے قبول ہونے کے لئے کچھ شرائط بھی وارد ہوئی ہیں کہ ان کے فوت ہونے سے بسا اوقات دعا رد کر دی جاتی ہے۔ ان میں سے حرام غذا بھی ہے کہ اس کی وجہ سے دعا رد ہو جاتی ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ بہت سے پریشان حال آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے ہیں اور یارب یارب کرتے ہیں مگر کھانا حرام، پینا حرام، لباس حرام، ایسی حالت میں کہاں دعا قبول ہو سکتی ہے۔

سحری کھانا سنت نبوی

حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ خود حق تعالیٰ شانہٗ اور اس کے فرشتے سحری کھانے والوں پر رحمت نازل فرماتے ہیں۔

کس قدر اللہ جل شانہٗ کا انعام و احسان ہے کہ روزہ کی برکت سے سحری کھانے کو امت کے لئے ثواب کی چیز بنا دیا اور اس میں بھی مسلمانوں کو اجر دیا جاتا ہے۔ بہت سی احادیث میں سحر کھانے کی فضیلت اور اجر کا ذکر ہے۔ بہت سے لوگ کاہلی کی وجہ سے اس فضیلت سے محروم رہ جاتے ہیں۔ اور بعض لوگ تراویح پڑھ کر کھانا کھا کر سو جاتے ہیں اور وہ اس کے ثواب سے محروم رہتے ہیں اس لئے کہ لغت میں سحر اس کھانے کو کہتے ہیں جو صبح کے قریب کھایا جائے، بعض نے کہا ہے کہ آدھی رات سے اس کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ (مرقاۃ) صاحب کشافؒ نے اخیر کے چھٹے حصہ کو بتلایا ہے یعنی تمام رات کو چھ حصوں پر تقسیم کر کے اخیر کا حصہ مثلاً اگر غروب آفتاب سے طلوع صبح صادق تک بارہ گھنٹے ہوں تو اخیر کے دو گھنٹے سحر کا وقت ہے اور ان میں بھی تاخیر اولیٰ ہے بشرطیکہ اتنی تاخیر نہ ہو کہ روزہ میں شک ہونے لگے۔

سحری سے یہود ونصاریٰ کے روزے میں فرق

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ ہمارے اور اہل کتاب (یہود ونصاریٰ) کے روزہ میں سحری کھانے سے فرق ہوتا ہے کہ وہ سحری نہیں کھاتے۔ایک جگہ ارشاد ہے کہ سحری کھایا کرو کہ اس میں برکت ہے۔ایک جگہ ارشاد ہے کہ تین چیزوں میں برکت ہے۔ جماعت میں اور ثرید میں اور سحری کھانے میں۔اس حدیث میں جماعت سے عام مراد ہے نماز کی جماعت اور ہر وہ کام جس کو مسلمانوں کی جماعت مل کر کرے کہ اللہ کی مدد اس کے ساتھ فرمائی گئی ہے اور ثرید گوشت میں پکی ہوئی روٹی کہلاتی ہے جو نہایت لذیذ کھانا ہوتا ہے۔تیسرے سحری، نبی کریم ﷺ جب کسی صحابی کو اپنے ساتھ سحر کھلانے کے لئے بلاتے تو ارشاد فرماتے کہ آؤ برکت کا کھانا کھالو۔ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ سحری کھا کر روزہ پر قوت حاصل کرو اور دوپہر کو سوکر اخیر شب کے اٹھنے پر مدد چاہا کرو۔

حضرت عبداللہ بن حارث ایک صحابی سے نقل کرتے ہیں کہ میں حضورؐ کی خدمت میں ایسے وقت حاضر ہوا کہ آپ سحری نوش فرما رہے تھے۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ ایک برکت کی چیز ہے جو اللہ نے تم کو عطا فرمائی ہے اس کو مت چھوڑنا۔

حضورؐ نے متعدد روایات میں سحری کی ترغیب فرمائی ہے حتیٰ کہ ارشاد ہے کہ اور کچھ نہ ہو تو ایک چھوارہ ہی کھالے یا ایک گھونٹ پانی ہی پی لے اس لئے روزہ داروں کو اس ثواب کا خاص طور سے اہتمام کرنا چاہئے کہ اپنی راحت اپنا نفع اور مفت کا ثواب،مگر اتنا ضروری ہے کہ افراط وتفریط ہر چیز میں مضر ہے اس لئے نہ اتنا کم کھائے کہ عبادات میں ضعف محسوس ہونے لگے اور نہ اتنا زیادہ کھاوے کہ دن بھر کھٹی ڈکاریں آتی رہیں۔خود ان احادیث میں بھی بہت کھانے کی ممانعت آئی ہے۔

روزہ آدمی کے لئے ڈھال ہے

حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ روزہ آدمی کے لئے ڈھال ہے جب تک اس کو پھاڑ نہ ڈالے۔

ڈھال ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جیسے آدمی ڈھال سے اپنی حفاظت کرتا ہے اسی طرح روزہ سے بھی اپنے دشمن یعنی شیطان سے حفاظت ہوتی ہے۔ایک روایت میں آیا ہے کہ روزہ حفاظت ہے اللہ کے عذاب سے،ایک اور روایت میں ہے کہ روزہ جہنم سے حفاظت ہے۔

ایک روایت میں وارد ہوا ہے کہ کسی نے عرض کیا کہ یارسول اللہؐ!روزہ کس چیز سے پھٹ جاتا ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ جھوٹ اور غیبت سے اِن دونوں روایتوں میں اس قسم کے امور سے بچنے کی تاکید آئی ہے اور روزہ کا گویا ضائع کردینا اس کو قرار دیا گیا ہے۔ہمارے زمانہ میں روزہ کے کاٹنے کے لئے مشغلہ اس کو قرار دیا جاتا ہے کہ میری تیری باتیں شروع کردی جائیں۔بعض علماء کے نزدیک جھوٹ اور غیبت سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے،یہ دونوں چیزیں ان حضرات کے نزدیک ایسی ہیں جیسے کہ کھانا پینا وغیرہ سب روزہ کو توڑنے والی اشیاء ہیں۔جمہور کے نزدیک اگرچہ روزہ ٹوٹتا نہیں مگر روزہ کے برکات جاتے رہنے سے تو کسی کو بھی انکار نہیں۔

نبی کریم ﷺ سے کسی نے دریافت کیا کہ غیبت کیا چیز ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ کسی کی پسِ پشت ایسی بات کرنا جو اسے ناگوار ہو،سائل نے پوچھا کہ اگر اس میں واقعتاً وہ بات موجود ہو جو کہی گئی۔حضور ﷺ نے فرمایا تب ہی تو غیبت ہے۔اگر واقعۃً موجود نہ ہو پھر تو بہتان ہے۔

کان کا روزہ

تیسری چیز جس کا روزہ دار کو اہتمام ضروری ہے وہ کان کی حفاظت ہے ہر مکروہ چیز سے جس کا کہنا اور زبان سے نکالنا ناجائز ہے اس کی طرف کان لگانا اور سننا بھی ناجائز ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ غیبت کرنے والا اور سننے والا دونوں گناہ میں برابر کے شریک ہیں۔ چوتھی چیز باقی اعضاء بدن مثلاً ہاتھ کا ناجائز چیز کے پکڑنے سے، پاؤں کا ناجائز چیز کی طرف چلنے سے روکنا اور اسی طرح اور باقی اعضائے بدن اور پیٹ کو افطار کے وقت مشتبہ چیز سے محفوظ رکھنا۔ جو شخص روزہ رکھ کر حرام مال سے افطار کرتا ہے اس کا حال اس شخص کا سا ہے کہ کسی بیماری کے لئے دوا کرتا ہے مگر اس میں تھوڑا سا زہر بھی ملا لیتا ہے کہ اس مرض کے لئے اگرچہ وہ دوا مفید ہو جائے مگر یہ زہر ساتھ ہی ہلاک بھی کر دے گا۔

چوتھی چیز افطار کے وقت حلال مال سے بھی اتنا زیادہ نہ کھانا کہ شکم سیر ہو جائے اس لئے کہ روزہ کی غرض اس سے فوت ہو جاتی ہے۔

روزہ میں تقویٰ اختیار کرنا

چھٹی چیز جس کا لحاظ روزہ دار کے لئے ضروری ہے یہ ہے کہ روزہ کے بعد اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا بھی ضروری ہے کہ نہ معلوم یہ روزہ قابل قبول ہے یا نہیں اور اسی طرح ہر عبادت کے ختم پر کہ نہ معلوم کوئی لغزش جس کی طرف التفات بھی نہیں ہوتا ایسی تو نہیں ہوگئی جس کی وجہ سے یہ منہ پر مار دیا جائے۔

یہ چھ چیزیں عام صلحاء کے لئے ضروری بتلائی جاتی ہیں خواص اور مقربین کے لئے ان کے ساتھ ایک ساتویں چیز کا اضافہ فرمایا گیا ہے کہ دل کو اللہ کے سوا کسی چیز کی

طرف بھی متوجہ نہ ہونے دے حتیٰ کہ روزہ کی حالت میں اس کا خیال کرنا کہ افطار کے لئے کوئی چیز ہے یا نہیں یہ بھی خطا ہے۔ بعض مشائخ نے لکھا ہے کہ روزہ میں شام کو افطار کے لئے کسی چیز کے حاصل کرنے کا مقصد بھی خطا ہے اس لئے کہ یہ اللہ کے وعدۂ رزق پر اعتماد کی کمی ہے۔ بعض بزرگوں کے متعلق آتا ہے کہ افطار کے وقت سے پہلے کوئی چیز کہیں سے آجاتی تھی تو اس کو کسی دوسرے کو دے دیتے تھے تاکہ دل کو اس کی طرف التفات نہ ہو جائے اور توکل میں کسی قسم کی کمی ہو جائے مگر یہ امور بڑے لوگوں کے لئے ہیں۔ ہم لوگوں کو ان امور کی ہوس کرنا بھی بے محل ہے اور اس حالت پر پہنچے بغیر اس کو اختیار کرنا اپنے کو ہلاکت میں ڈالنا ہے۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ میں آدمی کے ہر جزو پر روزہ فرض کیا گیا ہے۔ پس زبان کا روزہ جھوٹ وغیرہ سے بچنا ہے اور کان کا روزہ ناجائز چیزوں کے سننے سے، آنکھ کا روزہ لہو ولعب کی چیزوں سے بچنا ہے اور ایسے ہی باقی اعضاء حتیٰ کہ نفس کا روزہ حرص و شہوتوں سے بچنا، دل کا روزہ حُب دنیا سے خالی رکھنا، روح کا روزہ آخرت کی لذتوں سے بھی احتراز اور سرِ خاص کا روزہ غیر اللہ کے وجود سے بھی احتراز ہے۔

رمضان کے روزے کی کوئی قضا نہیں

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص قصداً بلا کسی شرعی عذر کے ایک دن بھی رمضان کے روزہ کو افطار کر دے غیر رمضان کا روزہ چاہے تمام عمر کے روزے رکھے اس کا بدل نہیں ہوسکتا۔

اس حدیث کا مطلب جمہور فقہا کے نزدیک یہ ہے کہ اگر رمضان کا روزہ رکھا ہی نہیں تو ایک روزے کے بدلے ایک روزہ سے قضا ہو جائے گی اور اگر روزہ رکھ کر

توڑ دیا تو قضا کے ایک روزہ کے علاوہ دو مہینہ کے روزے کفارہ کے ادا کرنے سے فرض ذمہ سے ساقط ہو جاتا ہے البتہ وہ برکت اور فضیلت جو رمضان المبارک کی ہے ہاتھ نہیں آسکتی اور اس حدیث پاک کا مطلب یہی ہے کہ وہ برکت ہاتھ نہیں آسکتی کہ جو رمضان شریف میں روزہ رکھنے سے حاصل ہوتی۔

روزہ ارکان اسلام سے ایک رکن ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ارشاد فرمائی ہے سب سے اول توحید و رسالت کا اقرار، اس کے بعد اسلام کے چاروں مشہور ارکان نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ اسلام کی بنیاد تین چیز پر ہے کلمۂ شہادت، نماز اور روزہ جو شخص ان میں سے ایک بھی چھوڑ دے وہ کافر ہے۔ علماء نے ان جیسی روایات کو انکار کے ساتھ مقید کیا ہو یا کوئی تاویل فرمائی ہو مگر اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ نبی کریم ﷺ کے ارشادات ایسے لوگوں کے بارے میں سخت سے سخت وارد ہوئے ہیں۔ فرائض کے ادا کرنے میں کوتاہی کرنے والوں کو اللہ کے قہر سے بہت ہی زیادہ ڈرنے کی ضرورت ہے، دنیا کی عیش و عشرت بہت جلد چھوٹنے والی چیز ہے کارآمد چیز صرف اللہ کی اطاعت ہے۔ بہت سے بددین زبان سے اس قسم کے الفاظ بک دیتے ہیں کہ جو کفر تک پہنچا دیتے ہیں مثلاً روزہ وہ رکھے جس کے گھر کھانے کو نہ ہو یا ہمیں بھوکا مارنے سے اللہ کو کیا مل جاتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ اس قسم کے الفاظ سے بہت ہی زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے اور بہت غور و اہتمام سے ایک مسئلہ سمجھ لینا چاہئے کہ دین کی چھوٹی سی چھوٹی بات کا تمسخر اور مذاق اڑانا بھی کفر کا سبب ہوتا ہے اگر کوئی شخص عمر بھر نماز نہ پڑھے کبھی بھی روزہ نہ رکھے اسی طرح اور کوئی فرض ادا نہ کرے بشرطیکہ اس کا منکر نہ ہو وہ کافر نہیں

جس فرض کو ادا نہیں کرتا اس کا گناہ ہوتا ہے اور جو اعمال ادا کرتا ہے ان کا اجر ملتا ہے لیکن دین کی کسی ادنیٰ سے ادنیٰ بات کا تمسخر بھی کفر ہے جس سے اور بھی تمام عمر کے نماز روزہ اور نیک اعمال ضائع ہو جاتے ہیں بہت زیادہ قابل لحاظ ہے۔ اس لئے روزہ کے متعلق بھی کوئی ایسا لفظ ہرگز نہ کہے اور اگر تمسخر وغیرہ نہ کرے تب بھی بغیر عذر افطار کرنے والا فاسق ہے، اس کی اس ناپاک حرکت پر اظہار نفرت کرے اور اس کے کم تو ایمان کا کوئی درجہ ہی نہیں کہ اس کو دل سے برا سمجھے۔ حق تعالیٰ شانہٗ ہم سب مسلمانوں کو عمل کی توفیق نصیب فرماویں۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

روزہ اور رمضان

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ. اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِي الْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِيْدِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ○. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ○

معزز حاضرین کرام! رمضان المبارک کا مہینہ شروع ہونے والا ہے یہ مہینہ بڑی عظمت اور بزرگی والا ہے۔اس کے متعلق حدیث پاک میں بڑی فضیلت وارد ہوئی ہے۔حضرت سلمانؓ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے شعبان کی آخر تاریخ میں ہم

لوگوں کو وعظ فرمایا کہ تمہارے اوپر ایک مہینہ آرہا ہے جو بہت بڑا مہینہ ہے بہت مبارک مہینہ ہے۔اس میں ایک رات ہے (شب قدر) جو ہزار مہینوں سے بڑھ کر ہے۔اللہ تعالیٰ نے اس کے روزہ کو فرض فرمایا اور اس کی رات کے قیام (یعنی تراویح) کو ثواب کی چیز بنایا ہے جو شخص اس مہینہ میں نیکی کر کے اللہ کا قرب حاصل کرے ایسا ہے جیسا کہ غیر رمضان میں اس نے فرض ادا کیا اور جو شخص اس مہینہ میں کسی فرض کو ادا کرے وہ ایسا ہے جیسا کہ غیر رمضان میں ستر فرض ادا کرے۔یہ مہینہ صبر کا ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے، یہ مہینہ لوگوں کے ساتھ غم خواری کرنے کا ہے، اس مہینہ میں مومن کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے جو شخص کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرائے اس کے لئے گناہوں کے معاف ہونے اور آگ سے خلاصی کا سبب ہوگا اور روزہ دار کے ثواب کی مانند اس کو ثواب ہوگا۔مگر اس روزہ دار کے ثواب سے کچھ کم نہیں کیا جائے گا۔صحابہؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہؐ! ہم میں سے ہر شخص تو اتنی وسعت نہیں رکھتا کہ روزہ دار کو افطار کرائے تو آپ نے فرمایا کہ (پیٹ بھر کھلانے پر موقوف نہیں) یہ ثواب تو اللہ جل شانہٗ ایک کھجور سے کوئی افطار کرادے یا ایک گھونٹ پانی پلا دے اس پر بھی مرحمت فرما دیتے ہیں۔یہ ایسا مہینہ ہے کہ اس کا اول حصہ اللہ کی رحمت ہے، درمیانی حصہ مغفرت ہے اور آخری حصہ آگ سے آزادی ہے۔جو شخص اس مہینہ میں ہلکا کردے اپنے غلام وخادم کے بوجھ کو حق تعالیٰ شانہٗ اس کی مغفرت فرماتے ہیں اور آگ سے آزادی دیتے ہیں۔اور چار چیزوں کی اس میں کثرت رکھا کرو جن میں سے دو چیزیں اللہ تعالیٰ کی رضا کے واسطے اور دو چیزیں ایسی ہیں کہ جن سے تمہیں چارہ کار نہیں۔پہلی دو چیزیں جن سے تم اپنے رب کو راضی کرو وہ کلمہ طیبہ اور استغفار کی کثرت ہے اور دوسری دو چیزیں جنت کی طلب

اور آگ سے پناہ مانگنا ہے جو شخص کسی روزہ دار کو پانی پلائے حق تعالیٰ (قیامت کے دن) میری حوض سے اس کو ایسا پانی پلائیں گے جس کے بعد جنت میں داخل ہونے تک پیاس نہیں لگے گی۔

اس حدیث سے چند باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ اوّل نبی کریم ﷺ کا اہتمام کہ شعبان کی اخیر تاریخ میں خاص طور سے اس کا وعظ فرمایا اور لوگوں کو تنبیہ فرمائی تاکہ رمضان المبارک کا ایک منٹ اور ایک سکنڈ بھی غفلت سے نہ گزر جائے پھر اس وعظ میں تمام مہینہ کی فضیلت بیان فرمانے کے بعد چند اہم چیزوں کی طرف خاص طور سے متوجہ فرمایا۔ سب سے اول شب قدر کہ وہ حقیقت میں بہت ہی اہم رات ہے۔ اس کے بعد ارشاد ہے کہ اللہ نے اس کے روزے کو فرض کیا اور اس کے قیام یعنی تراویح کو سنت کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ تراویح کا ارشاد بھی خود حق سبحانہ وتقدس کی طرف سے ہے۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ

حضرات گرامی! اس جگہ خصوصیت سے ایک بات کا لحاظ رکھنے کی ضرورت ہے وہ یہ کہ بہت سے لوگوں کا خیال ہوتا ہے کہ جلدی سے کسی مسجد میں آٹھ سے دس دن میں کلام مجید سن لیں پھر چھٹی، یہ خیال رکھنے کی بات ہے کہ یہ دو سنتیں الگ الگ ہیں۔ تمام کلام اللہ شریف کا تراویح میں پڑھنا یا سننا یہ مستقل سنت ہے اور پورے رمضان شریف کی تراویح مستقل سنت ہے۔ پس ایسی صورت میں ایک سنت پر عمل ہوا اور دوسری رہ گئی، ہاں جن لوگوں کو رمضان المبارک میں سفر وغیرہ یا اور کسی وجہ سے ایک جگہ روزانہ تراویح پڑھنی مشکل ہو ان کے لئے مناسب ہے کہ اوّل قرآن شریف چند روز میں سن لیں تاکہ قرآن شریف ناقص نہ رہے پھر جہاں وقت اور موقعہ ہوا

وہاں تراویح پڑھ لی کہ قرآن شریف بھی اس صورت میں ناقص نہیں ہوگا اور اپنے کام کا بھی حرج نہ ہوگا۔ حضور ﷺ نے روزہ اور تراویح کا ذکر فرمانے کے بعد عام فرض اور نفل عبادات کے اہتمام کی طرف متوجہ فرمایا کہ اس میں ایک نفل کا ثواب دوسرے مہینوں کے فرائض کے برابر ہے۔ اور اس کے ایک فرض کا ثواب دوسرے مہینوں کے ستر (۷۰) فرائض کے برابر ہے۔

تمام آسمانی کتابوں کا نزول اسی ماہ میں

اللہ جل شانہٗ کی تمام کتابیں اسی ماہ میں نازل ہوئی ہیں۔ چنانچہ قرآن پاک لوح محفوظ سے آسمانِ دنیا پر تمام اسی ماہ میں نازل ہوا اور وہاں سے حسب موقع تھوڑا تھوڑا تیئیس (۲۳) سال کے عرصہ میں نازل ہوا۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحیفے اسی ماہ کی یکم یا ۳؍تاریخ کو عطا ہوئے، حضرت داؤد علیہ السلام کو زبور ۱۸؍ یا ۱۲؍رمضان کو ملی، حضرت موسیٰ علیہ السلام کو توریت ۶؍رمضان المبارک کو عطا ہوئی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو انجیل ۱۲؍ یا ۱۳؍رمضان کو ملی، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس ماہ کو کلام الٰہی کے ساتھ خاص مناسبت ہے اسی وجہ سے تلاوت کی کثرت اس مہینہ میں منقول ہے۔ حضرت جبرئیلؑ ہر سال رمضان میں تمام قرآن شریف نبی کریم ﷺ کو سناتے تھے اور بعض روایات میں آیا ہے کہ نبی کریم ﷺ سے سنتے تھے۔ علماء نے ان دونوں حدیثوں کے ملانے سے قرآن پاک کے دور کرنے کا استحباب نکالا ہے، تلاوت کا خاص اہتمام جتنا بھی ممکن ہو سکے کرے اور جو وقت تلاوت سے بچے اس کو بھی ضائع کرنا مناسب نہیں۔ نبی کریم ﷺ نے اسی حدیث کے آخر میں چار چیزوں کی طرف خاص طور سے متوجہ فرمایا اور اس مہینہ میں ان کی کثرت کا حکم فرمایا

کلمہ طیبہ اور استغفار اور جنت کے حصول اور دوزخ سے بچنے کی دعا، اس لئے جتنا بھی وقت مل سکے ان چیزوں میں صرف کرنا سعادت سمجھے اور یہی نبی کریمؐ کے ارشاد مبارک کی قدر ہے۔

اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے اس مہینہ کی کچھ خصوصتیں اور آداب ارشاد فرمائے۔ اولاً یہ کہ یہ صبر کا مہینہ ہے یعنی اگر روزہ میں کچھ تکلیف ہو تو اسے ذوق شوق سے برداشت کرنا چاہئے، اس کو مصیبت اور آفت نہ سمجھیں کہ یہ بڑی سخت محرومی کی بات ہے۔ ہم لوگ دنیوی معمولی اغراض کی بدولت کھانا پینا راحت وآرام سب چھوڑ دیتے ہیں تو کیا رضائے الٰہی کے مقابلہ میں ان چیزوں کی کوئی وقعت ہوسکتی ہے۔

پھر ارشاد ہے کہ یہ غم خواری کا مہینہ ہے یعنی غربا مساکین کے ساتھ مدارات کا برتاؤ کرنا اگر دس چیزیں اپنی افطاری کے لئے تیار کی ہیں تو دو چار غرباء کے لئے بھی کم از کم ہونی چاہئے۔ صحابہ کرامؓ امت کے لئے عملی نمونہ اور دین کے ہر جزو کو کس قدر واضح طور پر عمل فرما کر دکھلا گئے۔ ایثار غمخواری میں ان حضرات کا اتباع اہل ایمان کا کام ہے سیکڑوں ہزاروں واقعات ہیں جن کو دیکھ کر بجز حیرت کے کچھ نہیں کہا جاتا۔

ایثار وقربانی کا ایک واقعہ

ایثار وقربانی کا ایک واقعہ جو فضائل اعمال میں مذکور ہے آپ حضرات کے سامنے بیان کرتا ہوں۔ ابوجہمؓ کہتے ہیں کہ یرموک کی لڑائی میں اپنے چچازاد بھائی کو تلاش کرنے چلا اور اس خیال سے پانی کا مشکیزہ بھی لے لیا کہ اگر اس میں کچھ رمق

باقی ہوئی تو پانی پلادوں گا اور ہاتھ منہ دھودوں گا۔ وہ اتفاق سے پڑے ہوئے ملے میں نے ان سے پانی کو پوچھا انہوں نے اشارے سے مانگا کہ اتنے میں برابر سے دوسرے زخمی نے آہ کی آپ کے چچازاد بھائی نے پانی پینے سے پہلے اس کے پاس جانے کا اشارہ کیا۔ اس کے پاس گیا اور پوچھا تو معلوم ہوا کہ وہ بھی پیاسے ہیں اور پانی مانگتے ہیں کہ اتنے میں ان کے پاس والے نے اشارہ کردیا۔ انہوں نے بھی خود پانی پینے سے قبل اس کے پاس جانے کا اشارہ کیا، اتنے میں وہاں تک پہنچا تو ان کی روح پرواز کرچکی تھی واپس دوسرے صاحب کے پاس پہنچا تو وہ بھی رخصت ہوچکے تھے تو لوٹ کر چچازاد بھائی کے پاس آیا تو دیکھا کہ ان کا بھی وصال ہوگیا۔ یہ ہیں اسلاف کے ایثار کہ خود پیاسے جان دے دی اور اپنے مسلمان بھائی سے پہلے پانی پینا گوارہ نہ کیا۔

روح البیان میں سیوطیؒ کی جامع الصغیر اور سخاویؒ کی مقاصد سے بروایت حضرت ابن عمرؓ نبی کریم ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ میری امت میں ہر وقت پانچ سو برگزیدہ بندے اور چالیس ابدال رہتے ہیں جب کوئی شخص ان میں سے مرجاتا ہے فوراً دوسرا اس کی جگہ لے لیتا ہے، صحابہؓ نے عرض کیا کہ ان لوگوں کے خصوصی اعمال کیا ہیں؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ظلم کرنے والوں سے درگزر کرتے ہیں اور برائی کا معاملہ کرنے والوں سے (بھی) احسان کا برتاؤ کرتے ہیں اور اللہ کے عطا فرمائے ہوئے رزق میں لوگوں کے ساتھ ہمدردی اور غمخواری کا برتاؤ کرتے ہیں۔ ایک دوسری حدیث سے نقل کیا ہے کہ جو شخص بھوکے کو روٹی کھلائے یا ننگے کو کپڑا پہنائے یا مسافر کو شب باشی کی جگہ دے حق تعالیٰ شانہٗ قیامت کے ہولوں سے اس کو پناہ دیتے ہیں۔

روزہ افطار کرانے کی فضیلت

اس کے بعد حضور ﷺ نے روزہ افطار کرانے کی فضیلت ارشاد فرمائی۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ جو شخص حلال کمائی سے رمضان میں روزہ افطار کرائے اس پر رمضان کی راتوں میں فرشتے رحمت بھیجتے ہیں اور شب قدر میں جبرئیل علیہ السلام اس سے مصافحہ کرتے ہیں اور جس سے حضرت جبرئیل مصافحہ کرتے ہیں (اس کی علامت یہ ہے کہ) اس کے دل میں رقت پیدا ہوتی ہے اور آنکھوں سے آنسو بہتے ہیں۔ حماد بن سلمہؒ ایک مشہور محدث ہیں روزانہ پچاس آدمیوں کے روزہ افطار کرانے کا اہتمام کرتے تھے۔ (روح البیان)

اوّل حصہ رحمت، دوسرا مغفرت اور تیسرا دوزخ سے آزادی

افطار کی فضیلت ارشاد فرمانے کے بعد فرمایا ہے کہ اس ماہ کا اوّل حصہ رحمت ہے یعنی حق تعالیٰ شانہٗ کا انعام متوجہ ہوتا ہے اور یہ رحمت عامہ سب مسلمانوں کے لئے ہوتی ہے اس کے بعد جو لوگ اس کا شکر ادا کرتے ہیں ان کے لئے اس رحمت میں اضافہ ہوتا ہے۔اس کے درمیانی حصہ سے مغفرت شروع ہو جاتی ہے اس لئے کہ روزوں کا کچھ حصہ گزر چکا ہے اس کا معاوضہ اور اکرام مغفرت کے ساتھ شروع ہو جاتا ہے اور آخری حصہ تو بالکل آگ سے خلاصی ہے ہی۔

رمضان میں نوکروں کے کام میں کمی کریں

اس کے بعد حضورؐ نے ایک اور چیز کی طرف رغبت دلائی ہے کہ مالکین اپنے ملازموں پر اس مہینہ میں تخفیف رکھیں اس لئے کہ آخر وہ بھی روزہ دار ہیں۔ کام کی زیادتی سے ان کو روزہ میں دقت ہوگی۔ البتہ اگر کام زیادہ ہو تو اس میں مضائقہ نہیں

کہ رمضان کے لئے ایک دو ملازم اور بڑھا لے مگر جب ہی کہ ملازم روزہ دار بھی ہو ورنہ اس کے لئے رمضان بے رمضان برابر اور اس ظلم و بے غیرتی کا تو ذکر ہی کیا کہ خود روزہ خور ہو کر بے حیا منہ سے روزہ دار ملازموں سے کام لے اور نماز و روزہ کی وجہ سے اگر تعمیل میں کچھ سُستی ہو تو گرم ہونے لگے۔

چار چیزوں کی کثرت کا حکم

اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے رمضان المبارک میں چار چیزوں کی کثرت کا حکم فرمایا۔ اول کلمہ احادیث میں اس کو افضل الذکر ارشاد فرمایا ہے۔ مشکوٰۃ میں بروایت ابوسعید خدریؓ نقل کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک مرتبہ اللہ جل جلالہٗ کی بارگاہ میں عرض کیا کہ یا اللہ تو مجھ کو کوئی ایسی دعا بتلا دیجئے کہ اس کے ساتھ میں آپ کو یاد کیا کروں اور دعا کیا کروں وہاں سے لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ ارشاد ہوا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ یہ کلمہ تو تیرے سارے ہی بندے کہتے ہیں میں تو کوئی دعا یا ذکر مخصوص چاہتا ہوں۔ ارشاد خداوندی ہوا کہ اے موسیٰ! اگر ساتوں آسمان اور ان کے آباد کرنے والے میرے سوا یعنی ملائکہ اور ساتوں زمین ایک پلڑہ میں رکھ دیئے جائیں اور دوسرے میں کلمہ طیبہ رکھ دیا جائے تو وہی جھک جائے گا۔

رمضان المبارک کی تخصیص

ابو ہریرہؓ نے حضور اکرمؐ سے نقل کیا ہے کہ میری امت کو رمضان شریف کے بارے میں پانچ چیزیں مخصوص طور پر دی گئی ہیں جو پہلی امتوں کو نہیں ملی ہیں۔ (۱) ان کے منہ کی بدبو اللہ کے نزدیک مشک سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ (۲) ان کے لئے دریا کی مچھلیاں تک دعا کرتی ہیں اور افطار کے وقت تک کرتی رہتی ہیں۔ (۳) جنت

ہر روزان کے لئے آراستہ کی جاتی ہے پھر حق تعالیٰ شانہٗ فرماتے ہیں کہ قریب ہے کہ میرے نیک بندے (دنیا کی) مشقتیں اپنے اوپر سے پھینک کر تیری طرف آئیں۔ (۴) اس میں سرکش شیاطین قید کر دیئے جاتے ہیں کہ وہ رمضان میں ان برائیوں کی طرف نہیں پہنچ سکتے جن کی طرف غیر رمضان میں پہنچ سکتے ہیں۔ (۵) رمضان کی آخری رات میں روزہ داروں کے لئے مغفرت کی جاتی ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ یہ شب مغفرت شبِ قدر ہے؟ فرمایا نہیں بلکہ دستور یہ ہے کہ مزدور کو کام ختم ہونے کے وقت مزدوری دیدی جاتی ہے۔

نبی کریم ﷺ نے اس حدیث پاک میں پانچ خصوصیتیں ارشاد فرمائی ہیں جو اس امت کے لئے حق تعالیٰ شانہٗ کی طرف سے مخصوص انعام ہوئی اور پہلی امت کے روزہ داروں کو مرحمت نہیں ہوئی کاش ہمیں اس نعمت کی قدر ہوتی اور ان خصوصی عطایا کے حصول کی کوشش کرتے۔

روزہ دار کے منہ کی بو مشک سے زیادہ پسندیدہ

اوّل یہ کہ روزہ دار کے منہ کی بدبو جو بھوک کی حالت میں ہوتی ہے حق تعالیٰ شانہٗ کے نزدیک مشک سے بھی زیادہ پسندیدہ ہے۔ شراح حدیث نے اس لفظ کے مطلب میں مختلف اقوال بیان کئے ہیں ان میں سے چند آپ کے سامنے عرض کرتا ہوں۔ اوّل یہ کہ حق تعالیٰ شانہٗ آخرت میں اس بدبو کا بدلہ اور ثواب خوشبو سے عطا فرمائیں گے جو مشک سے زیادہ عمدہ ہوگی۔ دوسرا قول یہ ہے کہ قیامت میں جب یہ لوگ قبروں سے اٹھیں گے تو یہ علامت ہوگی کہ روزہ دار کے منہ سے ایک خوشبو جو مشک سے بھی بہتر ہوگی وہ آئے گی۔ تیسرا مطلب یہ ہے وہ یہ کہ دنیا ہی میں اللہ کے نزدیک اس بو کی قدر مشک کی خوشبو سے زیادہ پسندیدہ ہے۔

روزہ کا بدلہ اللہ تعالیٰ خود دیں گے

ارشاد خداوندی ہے کہ ہر نیک عمل کا بدلہ ملائکہ دیتے ہیں مگر روزہ کا بدلہ میں خود عطا کرتا ہوں اس لئے کہ وہ خالص میرے لئے ہے۔ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ یہ لفظ اُجْزیٰ بِہٖ ہے یعنی یہ کہ اس کے بدلہ میں میں خود اپنے کو دیتا ہوں اور محبوب کے ملنے سے زیادہ اونچا بدلہ اور کیا ہوسکتا ہے۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ ساری عبادتوں کا دروازہ روزہ ہے یعنی روزہ کی وجہ سے قلب منور ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے ہر عبادت کی رغبت پیدا ہوتی ہے مگر یہ اسی وقت ہے کہ روزہ بھی روزہ ہو صرف بھوکا رہنا مراد نہیں بلکہ آداب کی رعایت رکھ کر رکھا جائے۔

مچھلیوں کا استغفار کرنا

دوسری خصوصیت مچھلیوں کے استغفار کرنے کی ہے اس سے مقصود کثرت سے دعا کرنے والوں کا بیان ہے۔ بعض روایات میں ہے کہ ملائکہ اس کے لئے استغفار کرتے ہیں۔

سرکش شیاطین کا قید ہونا

ایک خصوصیت سرکش شیاطین کا قید ہوجانا ہے کہ جس کی وجہ سے گناہوں کا زور کم ہوجاتا ہے۔ رمضان المبارک میں رحمت کے جوش اور عبادت کی کثرت کا تقاضا تو یہ تھا کہ شیاطین بہکانے میں بہت ہی کوشش کرتے اور ایڑی چوٹی کا زور ختم کر دیتے اور اس وجہ سے گناہوں کی کثرت اس مہینہ میں اتنی ہوجاتی کہ حد سے زیادہ۔ لیکن باوجود اس کے یہ مشاہدہ ہے اور متحقق کہ مجموعی طور سے گناہوں میں بہت کمی ہوجاتی ہے۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جب آدمی کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے قلب میں ایک کالا نقطہ لگ جاتا ہے اگر وہ سچی توبہ کر لیتا ہے تو وہ دھل جاتا ہے ورنہ لگا رہتا ہے اور اگر دوسری مرتبہ گناہ کرتا ہے تو دوسرا نقطہ لگ جاتا ہے حتیٰ کہ اس کا قلب بالکل سیاہ ہو جاتا ہے پھر خیر کی بات اس کے قلب تک نہیں پہنچتی۔ جب انسان غیر رمضان میں گناہوں کو کرتا رہتا ہے تو اس کا قلب اس سے رنگ جاتا ہے جس کی وجہ سے رمضان المبارک میں بھی ان کے سرزد ہونے کے لئے شیاطین کی ضرورت نہیں رہتی۔

روزہ داروں کی مغفرت

پانچویں خصوصیت یہ ہے کہ رمضان المبارک کی آخری رات میں سب روزہ داروں کی مغفرت کر دی جاتی ہے۔ چونکہ رمضان المبارک کی راتوں میں شب قدر سب سے افضل رات ہے اس لئے صحابہ کرام نے خیال فرمایا کہ اتنی بڑی فضیلت اسی رات کے لئے ہو سکتی ہے مگر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس کے فضائل مستقل علیحدہ چیز ہے یہ انعام تو ختم رمضان کا ہے۔

اللہ جل شانہ ہم سب کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

روزے کی مشروعیت

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلاَ مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لاَ شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلاَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ. اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدِ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ o بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ o صَدَقَ اللّٰہُ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ o

معزز حاضرین کرام بزرگو اور دوستو! روزہ اسلام کے پانچ ارکان میں سے ایک رکن ہے۔ رمضان کے روزے اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرض کئے گئے ہیں جیسا کہ اس آیت میں مذکور ہے جو میں نے خطبہ میں تلاوت کی ہے: یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ

اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے جس طرح تم سے پچھلی امتوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم میں تقویٰ پیدا ہو جائے۔ اس آیت کریمہ میں روزے کی فرضیت کا حکم مسلمانوں کو ایک خاص شان سے دیا گیا ہے، حکم کے ساتھ ساتھ یہ بھی فرمایا گیا کہ یہ روزے کی فرضیت تمہارے ہی ساتھ خاص نہیں، پچھلی امتوں پر بھی روزے فرض کئے گئے تھے، اس سے روزے کی خاص اہمیت بھی معلوم ہوئی اور مسلمانوں کی دلجوئی کا بھی انتظام کیا گیا کہ روزہ اگرچہ مشقت کی چیز ہے مگر اس میں پچھلی امتیں بھی تمہارے ساتھ شریک رہی ہیں۔

معلوم ہوا جس طرح نماز جیسی عبادت سے کوئی شریعت اور امت خالی نہیں رہی اسی طرح روزہ بھی ہر شریعت میں فرض رہا ہے۔ آیت میں یہ بھی فرمایا گیا کہ تقویٰ کی قوت حاصل کرنے میں روزے کو خاص دخل ہے کیونکہ روزے کی وجہ سے انسان اپنی خواہشات کو قابو میں رکھنے میں مہارت حاصل کر لیتا ہے۔

میرے بھائیو! روزہ رکھنے سے ہمیں کیا فائدہ حاصل ہوتا ہے اور کیوں اس کا حکم دیا گیا ہے اس سلسلہ میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

کائنات کی متضاد چیزیں

اللہ تبارک وتعالیٰ کی یہ کائنات متضاد مخلوقات سے بھری ہوئی ہے۔ اور یہی متضاد اشیاء کائنات کے حسن اور خوبصورتی کا باعث ہیں۔ اگر یہ تضاد نہ پایا جاتا تو اتنی بڑی کائنات بے رنگ ونور نظر آتی۔ اللہ تعالیٰ نے جہاں ایک طرف ہموار زمین، درختوں سے بھرے ہوئے جنگلات، خاک اڑاتی ہوئی زمین اور خوبصورت پھول پیدا کئے ہیں وہیں دوسری طرف اونچے اونچے پہاڑ، ریت اڑاتا ہوا صحرا اور

بہتی ہوئی ندیاں اور زخم پہنچانے والے کانٹے بھی پیدا کئے ہیں۔ پھر ان چیزوں کے اندر بھی مختلف صفات رکھی ہیں۔ ایک پھول کو ہی لے لیجئے کونپل سے بڑھ کر کلی اور کلی سے بھینی بھینی خوشبو پھوٹتی ہے لیکن پھر ایک وقت ایسا آتا ہے جب وہ پھول مرجھا جاتا ہے نہ وہ رنگ باقی رہتا ہے اور نہ ہی وہ خوشبو۔

ٹھیک یہی کیفیت اشرف المخلوق کے ساتھ بھی ہے اس کو جہاں نرم مزاجی کی صلاحیت بخشی ہے وہیں سخت مزاجی کی بھی قوت عطا کی ہے۔ جہاں ملکوتی صفات سے آراستہ کیا ہے وہیں بہیمی صفات سے بھی متصف کیا ہے چونکہ تمام مخلوق میں یہ اشرف ہے اس لئے دوسری مخلوقات کے مقابلہ میں ایک امتیازی شان سے بھی سرفراز فرمایا ہے۔ دوسری مخلوق جس صفت کے ساتھ متصف ہے اس کی یہ صفت دائمی ہے۔ پھول مرجھا جاتا ہے، اسے دوبارہ حیات نہیں ملتی، اس لئے اس کی جگہ دوسرا پھول کھل جاتا ہے۔ لیکن ایک انسان جب ممنوع احکام کا ارتکاب کر کے اپنی امتیازی شان کھو دیتا ہے، بلندی سے پستی کی طرف آپہنچتا ہے، اس کی دل کی کھلی ہوئی کلیاں مرجھا جاتی ہیں پھر جب توبہ واستغفار کے آنسو ان مرجھائی ہوئی کلیوں کو سیراب کرتے ہیں تو ان میں حیات نو پڑ جاتی ہے اور مسکراتے ہوئے جی اٹھتی ہیں۔

انسان میں دو متضاد صفتیں

انسان کے اندر یہ دو الگ الگ مختلف صفتیں رکھی ہیں۔ حالات اور ماحول کے اثرات کی بنیاد پر ایک دوسرے پر غالب آتی رہتی ہیں۔ اگر ماحول مل جائے تو ملکوتی صفت غالب آجاتی ہے اور شیطانی ماحول مل جائے تو بہیمی صفت قبضہ جمالیتی ہے۔ اردگرد کے عام ماحول پر چونکہ شیطانیت کا غلبہ ہے اس لئے اس کے مقابلہ کے لئے اللہ تعالیٰ نے روزے جیسی اہم چیز مسلمان کو عنایت کی ہے۔

روزہ اسلامی عبادات کا تیسرا رکن ہے۔ اسے عربی میں صوم کہتے ہیں، صوم کے لغوی معنی رکنے کے ہیں۔ اور شریعت کی اصطلاح میں صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک کھانے پینے اور جماع رکنے کا نام روزہ ہے۔

روزے کے فضائل

حضور اقدس ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے، روزے دار کے منہ کی بو میرے نزدیک مشک سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ ایک دوسری حدیث میں ارشاد ہے کہ ابن آدم کا ہر عمل اس کے اپنے لئے ہے اور روزہ میرے لئے ہے، میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔ اللہ تعالیٰ نے روزہ کو اپنا عمل اس لئے قرار دیا ہے کہ بندہ کھانا پینا اور شہوت کو اللہ کے لئے چھوڑتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جس قدر نفس کشی روزہ کے اندر پائی جاتی ہے کسی دوسری عبادت میں نہیں پائی جاتی۔ روزہ ریا سے بھی انسان کو پاک کر دیتا ہے۔ ایک جگہ ارشاد ہے کہ روزہ میں ریا کاری نہیں ہوتی۔ روزہ ایسا راز ہے جو صرف اور صرف خدا اور روزہ دار کے درمیان ہوتا ہے کسی دوسرے پر وہ آشکارا نہیں ہوتا۔ روزہ دار جب روزہ رکھتا ہے تو وہ حقیقۃً ربانی صفات کو اپنے اندر منتقل کرنے کی کوشش کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی کھانے پینے سے بے نیاز ہے اور روزہ دار بھی۔ اسی طرح ابن آدم ربانی صفات کا حامل بن جاتا ہے۔

روزہ کی ابتداء

بزرگو اور دوستو! نبی آخر الزماں ﷺ نبوت ملنے کے بعد تیرہ سال تک مکہ مکرمہ میں لوگوں کو تبلیغ کرتے رہے ایمان لانے اور دوسروں کو اس کی دعوت دینے کے علاوہ کوئی دوسرا کام نہیں تھا، پھر آہستہ آہستہ اللہ کی جانب سے احکامات آنا شروع ہوئے،

اولاً نماز فرض ہوئی پھر جب آپؐ ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو وہاں بہت سے احکامات نازل ہوئے، ان میں سے ایک حکم روزے کے بارے میں بھی تھا۔ سب سے پہلے عاشورہ کا روزہ فرض ہوا، اس کے بعد رمضان کے روزوں کا حکم ہوا، لیکن ابتداء میں اتنی رعایت تھی کہ جس کا جی چاہے رکھ لے جس کا جی چاہے نہ رکھے اور فدیہ ادا کر دے۔ چنانچہ لوگوں میں روزہ کی عادت ہوگئی تقریباً ہجرت کے ڈیڑھ سال بعد ۲ھ میں رمضان کے روزوں کی فرضیت کا حکم آ گیا۔

روزے کی اہمیت کا اندازہ اس سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ بعض علماء نے اس کے بے شمار فضائل کو دیکھ کر نماز جیسی اہم عبادت پر اس کو ترجیح دی ہے۔ اس سلسلہ میں سب سے واضح دلیل حضرت ابوامامہؓ کی حدیث ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ روزہ کو اپنے اوپر لازم کرلو کیونکہ کوئی چیز اس کے برابر نہیں۔ جب روزہ کی مشروعیت کے بارے میں آپ واقف ہوگئے تو اب اس کے فوائد پر بھی کچھ عرض کرنے کی کوشش کرتا ہوں سماعت فرمائیں۔

روزے کے دو بڑے فائدے

ان فوائد میں سب سے بڑے دو فائدے ہیں۔ ایک یہ ہے کہ انسان کو ضبط نفس پر قوت اور طاقت ملتی ہے۔ جس سے برائی کی طرف لے جانے والی قوت کمزور ہو جاتی ہے، انسان بھلائی اور نیکی کی طرف بڑھنے لگتا ہے۔ روزے کی بدولت انسان برائی کی طرف رخ کرنے سے گریز کرنے لگتا ہے اور اس کی وجہ سے وہ تمام اعضاء سست ہو جاتے ہیں جو انسان کو ناجائز امور اور فضول کاموں کا آلہ کار بناتے ہیں جیسے آنکھ، زبان، کان وغیرہ۔ چنانچہ جب نفس بھوکا ہوتا ہے تو تمام اعضاء سیر ہوتے ہیں اور

جب نفس سیر ہوتا ہے تو تمام اعضاء بھوکے ہوجاتے ہیں۔ آنکھ دیکھنے کے لئے پیدا ہوئی ہے پس نفس جب بھوکا ہوتا ہے تو آنکھ کسی بری چیز کی طرف دیکھنے کی مشتاق نہیں ہوتی۔ پیٹ بھرنے پر مشتاق ہوتی ہے۔ اسی پر باقی اعضاء کو قیاس کیا جاسکتا ہے۔

روزہ تزکیہ نفس کا ذریعہ

دوسرا بڑا فائدہ یہ ہے کہ روزے کے ذریعہ نفس کا تزکیہ ہوتا ہے۔ یعنی باطل کدورتیں زائل ہوتی ہیں اور قلب صاف وشفاف ہوجاتا ہے کیونکہ انسان کے باطن میں جو کدورتیں پیدا ہوتی ہیں اور ان کدورتوں سے قلب پر جو غبار آتا ہے ان کا مؤجب زبان اور آنکھ وغیرہ ظاہری اعضاء کے فضول افعال ہوتے ہیں یعنی ضرورت وحاجت سے زیادہ کلام کرنا، بلا ضرورت آنکھ سے ادھر اُدھر دیکھنا اور اسی طرح دوسرے اعضاء کا حاجت سے زیادہ اپنے افعال کرنا اور غیبت، چغل خوری، جھوٹ، بدگوئی میں مبتلا ہونا۔ روزہ دار چونکہ نفس (پیٹ) اور خواہشات کے جائز تقاضوں کو دباتا ہے اس لئے وہ ظاہری اعضاء کے فضول کاموں سے بھی اجتناب کرتا ہے اور ان سے محفوظ اور مامون رہتا ہے جس کی بدولت اس کا باطن بے کدورت اور اس کا قلب صاف رہتا ہے۔ پھر قلب کے صاف شفاف رہنے کی وجہ سے وہ اچھے اچھے کام کرتا ہے اور اس کو بلند درجات حاصل ہوتے ہیں۔

روزہ سے فقراء اور مساکین کی ہمدردی

دوستو! دو فائدے میں نے ابھی ابھی آپ کے سامنے بیان کیے ہیں ان کے علاوہ روزہ کا ایک اور فائدہ ہے اور وہ یہ ہے کہ غریبوں، مسکینوں اور محتاجوں کی طرف رحم وکرم اور بخشش ومہربانی کے ساتھ متوجہ ہونا جو ایک اعلیٰ درجہ کا انسانی وصف ہے

کیونکہ جو انسان خود بھوک و پیاس کی تکلیف اٹھاتا ہے وہی دوسروں کی بھوک و پیاس کی تکلیف کو سمجھ سکتا ہے۔ چنانچہ یہ شخص جب کسی غریب محتاج اور بھوکے کو دیکھتا ہے تو اس کا جذبہ فوراً بیدار ہوجاتا ہے اور یہ بخشش ومہربانی کا برتاؤ کرنے لگتا ہے۔

معلوم ہوا کہ روزے کی وجہ سے انسان کو فقراء اور محتاجوں کی موافقت کرنے اور ان کے ساتھ یکجہتی کرنے کا ایک ذریعہ فراہم ہوجاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ ناداروں اور محتاجوں کی موافقت کرنا بہت بڑی خوبی ہے جس کی وجہ سے اللہ کے نزدیک اس کا رتبہ بلند ہوتا ہے۔

بشر حافیؒ کا واقعہ

بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ جو بہت بڑے بزرگ گذرے ہیں ایک مرتبہ سردی میں کپکپا رہے تھے۔ حالانکہ بچاؤ کا کپڑا ان کے پاس موجود تھا۔ کسی نے پوچھا کہ حضرت! سردی اتنی زبردست ہورہی ہے اور آپ کے پاس موٹی چادر بھی موجود ہے اس کے باوجود آپ اسے اوڑھنے کی بجائے ہاتھ پر ڈالے ہوئے ہیں؟ بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ بھائی، میرے اندر اتنی استطاعت تو نہیں کہ ان غریبوں کی مدد کرسکوں جن کے پاس سردی سے بچنے کے لئے کوئی کپڑا نہیں ہے۔ بس میں بھی ان کی موافقت کے لئے جاڑے میں ویسی ہی تکلیف اٹھا رہا ہوں جیسا کہ وہ لوگ اٹھاتے ہیں۔

حضرات گرامی! دیکھا آپ نے بزرگوں کے جذبات اور احساسات کو، ان اولیاء کاملین کو اللہ تعالیٰ نے کیا جذبۂ ایثار عطا فرمایا تھا؟

روزہ کی حقیقت

روزہ صرف اس کا نام نہیں ہے کہ انسان صبح سے لے کر شام تک بھوک کی شدت کو جھیلے۔ روزہ کی حقیقت یہ ہے کہ انسان کا ہر ہر عضو روزہ رکھے، ورنہ اسلامی اور غیر اسلامی روزے (برت) میں کیا فرق رہ جائے گا۔ بھوک اور شہوت کے روزہ

سے فرض کی ادائیگی تو ہوسکتی ہے لیکن روزے کے اعلیٰ مقاصد کا حصول نہیں ہوسکتا۔ اعلیٰ مقصد تو اسی وقت حاصل ہوگا جب کہ اعلیٰ طریقہ سے روزہ رکھا جائے۔ حدیث شریف میں مذکور ہے کہ روزہ صرف کھانے پینے کو ترک کرنے کا نام نہیں بلکہ لڑائی جھگڑے اور لغو چیزوں کا ترک کرنا بھی ضروری ہے۔ چنانچہ اگر کوئی تمہیں گالی دے یا بے ادبی سے پیش آئے تو اس سے کہہ دو کہ میں روزے سے ہوں، نہ گالی بک سکتا ہوں اور نہ ہی جھگڑا کرسکتا ہوں۔ پیٹ اور شرم گاہ کے روزہ کے ساتھ ساتھ آنکھ، کان، زبان، ہاتھ، پیر اور دیگر تمام اعضاء کا بھی روزہ ہو۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ جب تم روزہ رکھو تو اپنے کان، نگاہ، اور اپنی زبان کو گناہوں سے بچاؤ۔

آج اپنے معاشرہ پر ایک نظر ڈالیں تو معلوم ہوگا کہ لوگوں کے نزدیک روزہ کی اس حقیقت پر عمل کرنا تو درکنار لوگ اس حقیقت سے ہی ناآشنا ملیں گے۔ عوام تو صبح سے شام تک بھوک اور پیاس برداشت کر لینے کو ہی روزہ سمجھتی ہے، نہ نماز کی ادائیگی ہوتی ہے اور نہ قرآن مجید کی تلاوت ہوتی ہے۔ سارا دن بھوک پیاس بھی برداشت کرتے ہیں مگر ساتھ ساتھ ٹی وی بھی دیکھتے رہتے ہیں۔ روزہ رکھتے ہیں مگر ساتھ ساتھ گانوں کی آواز بھی خوب دل لگا کر سنتے ہیں۔ اس کا نام روزہ نہیں ہے۔

میرے دوستو! آج جس طرح رمضان المبارک کے فضائل منبر ومحراب سے بیان کئے جاتے ہیں ضرورت ہے کہ اسی طرح رمضان المبارک کے روزوں کی حقیقت سے بھی لوگوں کو روشناس کرایا جائے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو رمضان المبارک کی رحمتوں اور برکتوں سے فیضیاب ہونے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ

رمضان المبارک

عبادت اور شکرگذاری کا مہینہ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ. اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِى الْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِيْدِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِo بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَo صَدَقَ اللّٰهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُo

معزز حاضرین کرام! دو تین دن کے بعد رمضان المبارک شروع ہونے والا

ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ رمضان المبارک کے فضائل آج آپ حضرات کی خدمت میں عرض کروں تا کہ رمضان المبارک کی فضیلتیں اور برکتیں معلوم ہو جائیں۔

روزہ حق تعالیٰ کی کبریائی کا اظہار

حضرات گرامی! رمضان المبارک کے روزے جو ہم پر فرض ہیں اور جسے حضور اقدس ﷺ کی پیروی اور تقلید میں اختیار کرتے ہیں درحقیقت اللہ تعالیٰ کے اس عظیم الشان احسان کے شکر و سپاس کی ادائیگی کے سلسلے میں ہے، جو اُس نے اپنے پیارے حبیب نبی آخر الزماں ﷺ کے واسطہ سے ہم پر وارد فرمایا ہے اور اس کی عظیم ترین احسان شناسی کا مظہر ہے وہ کتابِ الٰہی اور وہ تعلیمات ربانی جو ان ایام میں بنی نوع انسانی کو عطا ہوئی، جس نے ان کو شیطان سے فرشتہ، ظلماتی سے نورانی، جاہل سے دانشمند، ظالم سے مہربان، زیاں کار سے نیکوکار اور بہائم سے انسان بنایا۔ پستی و ذلت کے عمیق غار سے نکال کر ان کو اوج کمال تک پہنچایا۔ ان کی وحشت کو تہذیب و اخلاق سے، ان کی جہالت کو علم و معرفت سے، ان کی نادانی کو حکمت و دانائی سے اور ان کی ظلمت و تاریکی کو بصیرت و روشنی سے بدل دیا۔ اس صحیفہ یزدانی نے ان کو کفر و باطل کی ظلمتوں، شرک و الحاد کی گہرائیوں اور خرافات و اوہام کی تاریکیوں سے نکال کر صراط مستقیم پر گامزن کر کے منزل مقصود تک پہنچا دیا۔ جس نے ان کی قسمتوں کے پانسے پلٹ دیئے، ان کی تقدیر بدل کر رکھ دی اور فضل و دولت اور خیر و برکت کے خزانوں سے ان کے کاشانوں کو معمور کر دیا۔ جس نے ان کو گمنام صحراؤں اور ریگستانوں سے نکال کر دنیا و جہان کی مہذب ترین اعلیٰ ترین اور بہترین امت بنا کر کائنات کا امام و سردار بنا دیا۔ ان لامتناہی احسانات اور بے پناہ نعمتوں کے شکر کے لئے اور مالک ارض و سما کی عظمت اور شان کبریائی کے اظہار کی خاطر روزہ فرض ہوا اور قرآن عظیم اپنے ان مقدس الفاظ میں اسی حقیقت کی جانب اشارہ کرتا ہے یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا

کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْن (کہ اے ایمان والو! تم پر روزہ فرض کیا گیا جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا تا کہ تم متقی اور پرہیزگار بن جاؤ۔)

تمام آسمانی کتابیں اسی ماہ میں نازل ہوئیں

بزرگو دوستو! رمضان المبارک وہ اعلیٰ وارفع فیوض و برکات اور انوارات و تجلیات کا مہینہ ہے جس میں قرآن کریم اور دوسری تمام آسمانی کتابیں نازل ہوئیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اسی مہینے کی تیسری تاریخ کو صحیفے عطا کئے گئے، حضرت داؤد علیہ السلام کو اسی مہینے کی بارہ تاریخ کو زبور عطا کی گئی، حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اسی مہینے کی چھ تاریخ کو تورات دی گئی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی اسی مہینے کی تیرہ تاریخ کو انجیل مرحمت فرمائی گئی۔

اس کے علاوہ اسلام کے چند اہم ترین واقعات بھی اسی ماہ مبارک میں پیش آئے۔ غزوۂ بدر اور فتح مکہ ان اہم واقعات میں سے ہیں جو عظمت اسلام اور رفعت رسالت مآب کے بے نظیر مظہر و عکاس ہیں اور جن کے ذریعے مجاہدین ملت نے کفر و باطل کے غرور، تکبر اور طاقت و قوت کو ہمیشہ کے لئے توڑ کر رکھ دیا تھا۔

لیلۃ القدر کی فضیلت اور عظمت کے بارے میں جس میں قرآن حکیم کا نزول ہوا۔ حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔ ’’جو شخص شب قدر میں ایمان کے ساتھ اور اللہ کی رضا کی خاطر عبادت کے لئے کھڑا رہا اس کے پچھلے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

ماہ رمضان امت محمدیہ کا مہینہ

رمضان المبارک کو امت محمدیہ کے مہینے سے تعبیر کیا گیا ہے جو بہترین راتوں اور بہترین ساعتوں کا حامل ہے اور اپنے پہلو میں بے پایاں برکتوں اور رحمتوں اور

بے اندازہ بخششوں کے خزانے رکھتا ہے۔ لہٰذا ملت اسلامیہ کے ہر فرد پر لازم ہے کہ وہ اس مقدس مہینے سے بھرپور فیض حاصل کرے اور اسے نہایت ادب واحترام، عقیدت ومحبت اور رغبت والتفات کے ساتھ گزارے۔ دن کو روزہ رکھے اور بے شمار نعمتوں کا شکریہ ادا کرے۔ اور قرآن مقدس کی تلاوت کا فریضہ انجام دیتا رہے۔

ماہ رمضان کے خواص

نوجوان بھائیو! رمضان المبارک کا مقدس مہینہ ہے جس میں نفل کا ثواب فرض کے برابر اور ایک فرض کا اجر وثواب ستر فرضوں کے برابر ملتا ہے۔ رمضان المبارک کی آمد پر جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ شیاطین کو قید کر دیا جاتا ہے۔ اسی وجہ سے اس ماہ مکرم میں مسجدوں میں نمازیوں کی کثرت ہو جاتی ہے اور اکثر لوگ روزہ رکھنے لگتے ہیں۔ روزہ انسان کو خواہشات نفسانی سے روکتا ہے اور اس کے نفس کو اتنا بلند کرتا ہے کہ وہ اللہ کے سوا کسی اور کے آگے سر جھکانے کو تیار نہیں ہوتا، روزہ انسان کو صاحب ایمان، صاحب ایقان اور صاحب یقین بناتا ہے۔ روزہ انسان کو پارسا اور نیک بنا دیتا ہے۔ خالق کائنات کو کسی شخص کے بھوکے پیاسے رہنے سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ وہ تو اپنے بندوں میں پرہیزگاری، پارسائی، اعمال صالحہ اور تقویٰ دیکھنا چاہتا ہے جس کے حصول کے لئے اس نے رمضان کے روزے فرض قرار دیئے ہیں۔ قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ (کہ اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم متقی اور پرہیزگار بن جاؤ۔)

حاضرین کرام! روزہ ایک ایسی عبادت ہے جس کا بدل کوئی دوسری عبادت نہیں ہو سکتی۔ روزہ سے دل کا زنگ دور ہو جاتا ہے۔ روح کو تقویت حاصل ہوتی ہے۔ ایمان قوی ہو جاتا ہے اور یقین میں پختگی پیدا ہو جاتی ہے۔ روزہ خالق اور مخلوق کے درمیان ایک ایسا مخفی عمل ہے جو کسی کو نظر نہیں آتا۔ روزہ انسان کو اس کے خالق کے قریب کر دیتا ہے اور اس کا اپنے مالک کے ساتھ گہرا رابطہ پیدا ہو جاتا ہے جو انسانیت کا جوہر ہے بشرطیکہ آداب وشرائط کے ساتھ رکھا جائے۔

ماہ رمضان کے اعمال

دوستو! رمضان المبارک کے فضائل تو آپ کو معلوم ہو گئے، یاد رکھئے اس مبارک مہینے کی کوئی ساعت رائیگاں نہ جائے۔ رمضان المبارک کی خصوصی عبادتیں اسلامی کتب میں مذکور ہیں جنہیں ادا کر کے ہر مسلمان زیادہ سے زیادہ اللہ کا رحم وکرم حاصل کر سکتا ہے۔ ماہ رمضان میں ہر نماز عشاء وتراویح کے بعد روزانہ تین مرتبہ کلمہ طیبہ پڑھنے کی بہت فضیلت ہے۔ پہلی مرتبہ پڑھنے سے گناہوں سے مغفرت ہوگی۔ دوسری مرتبہ پڑھنے سے دوزخ سے آزادی حاصل ہوگی اور تیسری مرتبہ پڑھنے سے جنت کا مستحق ہوگا۔

شب قدر کے اعمال

حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری امت میں جو مرد یا عورت خواہش کرے کہ میری قبر نور سے منور ہو تو شب قدر میں عبادت کرے۔ ماہ رمضان المبارک کی اکیسویں شب کو اکیس مرتبہ سورہ قدر پڑھنا بھی بہت فضیلت رکھتا ہے۔ اکیسویں شب سورۂ یٰسین ایک مرتبہ، سورۂ رحمٰن ایک مرتبہ پڑھنا بہت افضل ہے۔

پچیسویں شب کو سات مرتبہ سورۂ دخان پڑھنے سے انشاء اللہ تعالیٰ پاک پروردگار عذاب قبر سے محفوظ رکھے گا۔ جبکہ اسی شب میں سات مرتبہ سورہ فتح پڑھنا ہر مراد کے واسطے بہت افضل ہے۔ ستائیسویں شب کو سورۂ ملک سات مرتبہ مغفرت کے واسطے پڑھنا بہت فضیلت رکھتا ہے۔ رمضان المبارک کی انتیسویں شب کو سات مرتبہ سورۂ واقعہ پڑھنے سے اللہ تعالیٰ رزق میں ترقی عطا فرماتے ہیں۔

آخری عشرے کی پہلی شب یعنی اکیسویں شب کو چار رکعت نماز دو دو سلام سے پڑھیں، ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ قدر ایک ایک بار، سورۂ اخلاص ایک ایک بار پڑھیں، سلام کے بعد ستر (۷۰) مرتبہ درود شریف پڑھیں اس نماز کے پڑھنے سے نمازی کے حق میں فرشتے دعائے مغفرت کریں گے۔ دوسری شب قدر ماہ رمضان کی تیئیسویں شب کو چار رکعت نماز دو دو سلام سے پڑھیں اور ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ قدر ایک بار، سورۂ اخلاص تین تین بار پڑھیں۔ مغفرت کے لئے یہ نماز بہت افضل ہے۔ اس کے علاوہ اسی شب میں آٹھ رکعت نماز چار سلام سے پڑھیں، ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۃ التکاثر ایک ایک بار، سورۂ اخلاص تین تین مرتبہ پڑھیں۔ اس نماز کے پڑھنے والے پر اللہ تعالیٰ موت کی سختی آسان کردے گا اور عذاب قبر سے بھی محفوظ رکھے گا۔ انشاء اللہ۔

حضور اقدس ﷺ کا فرمان ہے کہ جس نے ایمان کے ساتھ لیلۃ القدر میں قیام کیا اس کے تمام گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں۔ اس شب قدر کو دو رکعت نماز پڑھیں ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ قدر تین تین مرتبہ پڑھیں، سورہ اخلاص ستائیس مرتبہ پڑھ کر گناہوں کی مغفرت طلب کریں، انشاء اللہ اس کے تمام پچھلے گناہ اللہ تعالیٰ معاف فرمادیں گے۔ پانچویں شب قدر انتیسویں شب کو چار رکعت نماز دو دو

سلام سے پڑھیں۔ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ قدر ایک ایک بار، سورۂ اخلاص پانچ پانچ مرتبہ پڑھیں، بعد سلام کے درود شریف سو دفعہ پڑھیں، مغفرت کے لئے یہ نماز بہت زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔ محض روزے رکھنے سے رمضان المبارک کا مقصد پورا نہیں ہوتا۔ بلکہ یہ ماہ مبارک تو پرہیزگاری اور تقویٰ اختیار کرنے کی عادت ڈالتا ہے۔ اس بار رمضان المبارک میں آپ ان عبادتوں کو بجا لانے کی ضرور کوشش کریں۔ تلاوت قرآن پاک، درود شریف، استغفار، کلمہ طیبہ کا بھی خاص اہتمام کریں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو رمضان المبارک کی رحمتوں اور برکتوں سے فیضیاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ

نزول قرآن کی رات

اَلسَّلامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ. اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدِ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ o بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o اِنَّآ اَنْزَلْنَاہُ فِیْ لَیْلَۃِ الْقَدْرِ o وَمَآ اَدْرٰیکَ مَالَیْلَۃُ الْقَدْرِ o لَیْلَۃُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَھْرٍ o تَنَزَّلُ الْمَلَآئِکَۃُ وَالرُّوْحُ فِیْھَا بِاِذْنِ رَبِّھِمْ مِّنْ کُلِّ اَمْرٍ o سَلَامٌ ھِیَ حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْرِ o صَدَقَ اللّٰہُ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ o

معزز حاضرین کرام بزرگو اور دوستو! رمضان المبارک کا مہینہ اللہ جل شانہ کی رحمتوں کا موسم بہار ہے۔ اللہ پاک نے اس مہینے کو جو خصوصیات عطا فرمائی ہیں اسے

جن انوار و برکات سے نوازا ہے ان کا ٹھیک ٹھیک شمار انسانوں کے لئے ممکن نہیں۔ لیکن اگر رمضان کو کوئی اور فضیلت حاصل نہ ہوتی تو یہی فضیلت اس کی عظمت کے لئے کافی تھی کہ اللہ جل شانہ نے اسے قرآن کریم نازل کرنے کے لئے خاص فرمایا چنانچہ اللہ جل شانہ نے رمضان کی خصوصیت بیان فرماتے ہوئے سب سے پہلے اسی خصوصیت کا ذکر فرمایا ہے۔ ارشاد باری ہے شَھْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْہِ الْقُرْاٰنُ رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن کریم نازل کیا گیا۔ پھر نزول قرآن کے لئے رمضان کے مہینے میں بھی ایک ایسی رات کا انتخاب کیا گیا جسے اس مبارک مہینہ کی روح اور اس کی برکات کا عطر کہنا چاہیئے یعنی لَیْلَۃِ الْقَدْر، چنانچہ ارشاد ہے اِنَّآ اَنْزَلْنَاہُ فِیْ لَیْلَۃِ الْقَدْرِ الخ بلاشبہ ہم نے قرآن کریم لَیْلَۃِ الْقَدْر میں نازل کیا ہے اور تمہیں کیا معلوم کہ لَیْلَۃِ الْقَدْر کیا چیز ہے؟ لَیْلَۃِ الْقَدْر ایک ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔

قرآن کریم کا تعارف

قرآن کریم کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کو جب یہ مقصود ہوا کہ نبیوں اور رسولوں کا سلسلہ ختم کر کے کائنات کی رہنمائی اور فلاح و سعادت کے لئے ایک ایسا صحیفہ نازل کرے جو رہتی دنیا تک رشد و ہدایت کا فریضہ انجام دیتا رہے اور ابدالاباد تک کے لئے روشنی کا مینار ہو جس سے آئندہ آنے والی قومیں رہنمائی حاصل کرتی رہیں جس کا پیغام اور جس کی رہنمائی قوم، وطن، جغرافیائی حدود حتیٰ کہ زمان و مکان کی قید سے ماوریٰ ہو تو اس نے اپنے آخری نبی ﷺ پر دین و دنیا کی فلاح و بہبودی اور رشد و ہدایت کا ایک جامع اور کامل ترین دستور نازل کیا جو قرآن کریم کی صورت میں موجود ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی تمام انبیاء کرام کے علمی و عملی کمالات اور فضائل و محاسن کا مجموعہ بنایا اور کمالات نبوت کو آپ ﷺ کی ذات پر ختم کر کے

خاتم النبیین کے منصب پر فائز کیا اسی طرح آپ پر نازل ہونے والے اس دستور ہدایت اور آئین فلاح وسعادت کو تمام پچھلی آسمانی کتابوں اور الٰہی علوم ومعارف کا خلاصہ لب لباب اور گنج گراں بنایا۔

اس میں انفرادی مشکلات ومصائب کا حل بھی ہے اور اجتماعی مسائل کا بھی، کوئی پہلو ایسا نہیں چاہے وہ معاش سے متعلق ہو یا اصلاح معاشرہ سے یا اس کا تعلق امور مملکت سے ہو غرض کہ کوئی پہلو ایسا نہیں ہے جس سے متعلق اس کتاب میں مکمل رہنمائی موجود نہ ہو۔ امام فخر الدین رازی کہتے ہیں کہ تمام آسمانی صحیفوں کا خلاصہ اور نچوڑ قرآن کریم ہے، یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم پر ایمان لانا تمام آسمانی کتابوں پر ایمان لانے کے مترادف ہے اور قرآن کریم کا انکار تمام آسمانی کتابوں کا انکار ہے۔ اس ابدی دستور اور کامل ترین کتاب کے بارے میں خود اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: اِنَّ ھٰذَا الْقُرْاٰنَ یَھْدِیْ لِلَّتِیْ ھِیَ اَقْوَمُ اور ایک جگہ ارشاد فرمایا گیا کہ ہم نے قرآن کو ادھورا نہیں چھوڑا۔

آقائے نامدار سرکار دوعالم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ تم میں سب سے بہتر وہ لوگ ہیں جو قرآن کریم پڑھتے اور پڑھاتے ہیں یا سیکھتے اور سکھاتے ہیں۔ ایک جگہ فرمایا بے شک اللہ کے کلام کو دوسروں کے کلام پر وہی فضیلت ہے جو خود اللہ تعالیٰ کو اپنی تمام مخلوق کو ہے۔ ایک جگہ ارشاد فرمایا کہ قرآن کریم شفاعت کرنے والا ہے اور اس کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ جو اس کو پیشوا بنالے گا اس کو وہ جنت میں لے جائے گا اور جو اسے پس پشت ڈال دے گا اس کو وہ جہنم میں پہنچائے گا۔

ایک اور حدیث میں ارشاد فرمایا گیا کہ قرآن کریم کے حافظ اللہ تعالیٰ کے دوست ہیں جو ان سے دشمنی رکھے گا گویا اللہ تعالیٰ سے دشمنی کرے گا اور جو ان سے دوستی رکھے گا گویا اللہ تعالیٰ سے دوستی رکھے گا۔

قرآن کریم کی خصوصیات

قرآن کریم کی بے شمار خصوصیات ہیں ان میں سے چند خصوصیات آپ کے سامنے عرض کر دیتا ہوں۔

حفاظت

چونکہ قرآن کریم قیامت تک ہر دور اور قوم کے لئے ہدایت اور رہنمائی کا سر چشمہ ہے اس لئے اس کی حفاظت کا خاص وعدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے، ارشاد خداوندی ہے۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ ہم نے ہی قرآن کریم نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ دیگر آسمانی کتابوں میں تحریف کی گئی مگر قرآن کریم میں کسی قسم کی کوئی ردوبدل نہیں کی جاسکتی۔

زندہ زبان

قرآن کریم جس زبان میں نازل ہوا وہ ایک زندہ زبان ہے، آج بھی دنیا کے بیس سے زائد ممالک میں یہ زبان بولی جاتی ہے اور ان کی قومی زبان ہے۔ یہ زبان دنیا کی چند بڑی زبانوں میں سے ہے جبکہ پہلی آسمانی کتابوں کی زبانیں مردہ ہوچکی ہیں۔

قرآن کریم کا اعجاز

قرآن کریم فصاحت وبلاغت کا وہ شاہکار ہے جس کا مقابلہ کرنے سے عرب وعجم کے تمام فصیح وبلیغ لوگ عاجز رہے۔ قرآن مجید میں سب مخالفوں کو دعوت دی گئی کہ وہ ایک چھوٹی سی قرآنی سورت کے مقابلے میں کوئی سورت بنالائیں مگر کوئی بھی مقابلہ کی جرأت نہ کرسکا کیونکہ یہ تو خدا کا کلام ہے کسی بندہ کا بنایا ہوا کلام

نہیں پھر کوئی بندہ اس کا مقابلہ کس طرح کر سکتا ہے؟اس کے علاوہ اور بھی بہت سی خصوصیات ہیں لیکن مجھے ابھی کچھ اور بھی عرض کرنا ہے اس لئے انہی پر اکتفا کر کے اپنی بات کو آگے بڑھاتا ہوں۔

قرآن کریم کا نزول

یوں تو قرآن کریم ہمیشہ سے لوح محفوظ میں موجود تھا اور سرکار دوعالم ﷺ پر اس کا نزول ایک ہی مرتبہ نہیں ہوا بلکہ ۲۳ سال کی مدت میں ضرورت اور حالات کے مطابق تھوڑا تھوڑا کر کے نازل کیا جاتا رہا۔لیکن اللہ پاک نے قرآن کریم کو یہ خاص اعزاز عطا فرمایا کہ نبی کریم ﷺ پر اس کا نزول شروع کرنے سے پہلے اسے یکبارگی لوح محفوظ سے بیت المعمور پر نازل فرمایا۔ بیت المعمور عالم بالا میں فرشتوں کی ایک عبادت گاہ ہے اور یہاں قرآن کریم کو نازل فرمانے کا مقصد یہ تھا کہ آج کے دن کلام الٰہی کا یہ تحفہ امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچانے کے لئے لوح محفوظ سے بیت معمور میں فرشتوں کے حوالے کردیا گیا تاکہ وہ اللہ پاک کے اس حکم کے مطابق اس کے مختلف حصے حسب ضرورت سرکار دوعالم ﷺ تک پہنچاتے رہیں، اس طرح لوح محفوظ سے بیت معمور پر نازل کرنے کا یہ عظیم واقعہ رمضان کے مہینے میں اور لَیۡلَةِ الۡقَدۡر میں پیش آیا۔

لَیۡلَةِ الۡقَدۡر میں قرآن کریم کا نزول

اس کے بعد بیت معمور سے نبی کریم ﷺ پر نزول قرآن کے آغاز کے لئے اسی لَیۡلَةِ الۡقَدۡر کا انتخاب کیا گیا۔چنانچہ غار حراء میں جس رات میں نبی کریم ﷺ پر سب سے وحی نازل ہوئی وہ بھی لَیۡلَةِ الۡقَدۡر تھی،نبوت سے پہلے نبی کریم ﷺ

عبادت کے لئے غار حرا تشریف لے جایا کرتے تھے اس مبارک غار کی تنہائیوں میں اپنے پروردگار کی عبادت کیا کرتے تھے۔

ایک مرتبہ اسی غار میں حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور آپ سے کہا اِقۡرَاۡ پڑھو۔ نبی کریم ﷺ چونکہ امی تھے اس لئے آپ نے جواب دیا مَا اَنَا بِقَارِیٔ یعنی میں تو پڑھا ہوا نہیں ہوں۔اس پر جبرئیل علیہ السلام نے آپ کے سینہ مبارک کو زور سے دبایا اور دوبارہ پڑھنے کو کہا، آپ نے پھر وہی جواب دیا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں، تو جبرئیل نے کہا پڑھو اس پروردگار کے نام سے جس نے انسان کو منجمد خون سے پیدا کیا، پڑھو تمہارا پروردگار بڑا کریم ہے جس نے قلم کے ذریعہ علم سکھایا جس نے انسان کو وہ باتیں سکھائیں جو وہ نہیں جانتا تھا۔

یہ قرآن کریم کی سب سے پہلی آیات تھیں جو نبی کریم ﷺ پر نازل ہوئیں، اس کے بعد آپ پر نزول قرآن کا یہ مبارک سلسلہ ۲۳ سال تک جاری رہا۔

جس رات آپ پر قرآن کریم نازل ہوا وہ رات لَیۡلَةِ الۡقَدۡر تھی۔قرآن کریم ہی نے یہ بھی بتایا کہ اس عظیم الشان کام کے لئے شب قدر کا انتخاب اس لئے کیا گیا کہ یہ رات اپنی فضیلت اور انوار و برکات کے لحاظ سے ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔

شب قدر کے انعام کی وجہ

ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام کے سامنے پچھلی امتوں کے کچھ ایسے افراد کا ذکر کیا جنہوں نے طویل عمریں پائیں اور سینکڑوں سال تک اللہ پاک کی عبادت کی۔بعض صحابہ کرام کو اس پر یہ خیال ہوا کہ ان لوگوں نے طویل عمریں پاکر طویل مدت تک ثواب حاصل کرلیا لیکن ہم لوگ جنہیں اتنی طویل عمریں نہیں ملیں ان کے برابر ثواب کیسے حاصل کر سکتے ہیں۔

اس پر نبی کریم ﷺ نے لَیۡلَۃِ الۡقَدۡر کے بارے میں یہ آیات سنائیں اور بتایا کہ جن لوگوں کی عمریں طویل نہیں ہیں ان کے لئے اللہ پاک نے ایک رات ایسی رکھ دی ہے کہ اس میں عبادت کا ثواب ہزار مہینوں کی عبادت سے بڑھ کر ہے۔ یہ رات شب قدر ہے۔

شب قدر کی تعیین میں اختلاف

البتہ شب قدر کی تعیین میں اختلاف ہے، امت کو صرف اتنا بتا دیا گیا ہے کہ اس رات کو رمضان المبارک کے اخیر عشرے کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔ لہٰذا رمضان کی اکیسویں رات سے لے کر انتیسویں رات تک ہر طاق رات میں شب قدر ہونے کا احتمال ہے، پھر ان راتوں میں بھی ستائیسویں شب کے بارے میں لَیۡلَۃِ الۡقَدۡر ہونے کا احتمال زیادہ ہے اور متعدد روایات کی رو سے یہی وہ رات تھی جس میں قرآن کریم نازل کیا گیا۔

شب قدر میں قرآن کریم نازل ہونے کی حکمت

شب قدر میں قرآن کریم نازل کرنے میں ایک حکمت یہ بھی معلوم ہوتی ہے کہ مسلمان ہر سال نزول قرآن جیسے اہم واقعہ کی یادگار رات کو جاگ کر اللہ عزوجل کی عبادت کر کے اس کے سامنے دعا کر کے اور روزہ رکھ کر منایا کریں۔ ہمیں یہ بات بھی معلوم ہوگئی کہ کسی عظیم الشان واقعہ کی یاد منانے کا صحیح طریقہ یہ نہیں کہ اس کی خوشی میں صرف چراغاں کرلیا جائے یا کچھ بے مقصد اجتماعات منعقد کرلئے جائیں یا اس کی یاد میں کھیل تماشے کئے جائیں بلکہ یادگار اس طرح ہونی چاہئے کہ جس سے اس واقعہ کا اصل مقصد ذہن میں تازہ ہو، جس سے اس مقصد کے لئے جان و مال خرچ کرنے کا جذبہ ہو اور جس کے ذریعہ اس واقعہ کی اصل روح کو برقرار رکھا جاسکے چنانچہ اللہ جل

شانہ نے ہمیں نزول قرآن کی یاد منانے کے لئے چراغاں کرنے اور جلسے جلوس نکالنے کی بجائے شب قدر کی عبادت کا حکم دیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے بھی اس عظیم الشان واقعہ کی یاد ان رسمی مظاہروں کے ذریعہ منانے کی بجائے ایک تو ہر سال رات میں جاگ کر اور عبادت کر کے منائی اور دوسرے ایک مرتبہ بدر کے میدان میں باطل کی کمر توڑ کر منائی، چنانچہ غزوۂ بدر کا عظیم الشان واقعہ بھی لَیۡلَۃِ الۡقَدۡر ہی میں پیش آیا جس کا تذکرہ قرآن کریم میں فرمایا گیا ہے۔

شب قدر میں کیا کرنا چاہئے؟

شب قدر سے فائدہ اٹھانے اور نزول قرآن کا شکر ادا کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ مسلمان اس رات میں جاگ کر اخلاص کے ساتھ اللہ جل شانہ کی عبادت کریں جس قدر ممکن ہو اس میں نفلیں پڑھیں، قرآن کریم کی تلاوت کریں، تسبیح واذکار میں مشغول رہیں، اللہ جل شانہ سے خوب دعائیں مانگیں اور اس بات کا عہد کریں کہ جس مقصد کے لئے قرآن کریم نازل ہوا تھا اسے حاصل کریں اور اس کی تبلیغ کے لئے میں اپنی جان و مال کی کسی قربانی سے دریغ نہ کروں گا۔

آیئے آج نزول قرآن کی اس مبارک رات میں ندامت کے آنسوؤں سے اپنی بداعمالیوں کے داغ دھوڈالیں، اپنی سابقہ شرمناک زندگی سے توبہ کریں اور نزول قرآن کی یادگار اس نئے عزم اور ولولہ کے ساتھ منائیں کہ آئندہ ہم اپنی زندگی کی ایک ایک نقل وحرکت کو اللہ کی اس مقدس کتاب اور اس کے رسول ﷺ کی پاکیزہ سنت کے مطابق بنانے کی کوشش کریں گے۔ آج کی رات اپنے گناہوں سے توبہ کرنے کی رات ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے سینوں میں نئے عزائم پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَمَا عَلَیۡنَا اِلَّا الۡبَلَاغُ

انواراتِ الٰہی کا مہینہ

اَلسَّلَامُ عَلَيۡكُمۡ وَرَحۡمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ نَحۡمَدُهٗ وَنَسۡتَعِيۡنُهٗ وَنَسۡتَغۡفِرُهٗ وَنُؤۡمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيۡهِ وَنَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنۡ شُرُوۡرِ اَنۡفُسِنَا وَمِنۡ سَيِّاٰتِ اَعۡمَالِنَا مَنۡ يَّهۡدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنۡ يُّضۡلِلۡهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشۡهَدُ اَنۡ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحۡدَهٗ لَا شَرِيۡكَ لَهٗ وَنَشۡهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوۡلَانَا مُحَمَّدًا عَبۡدُهٗ وَرَسُوۡلُهٗ. اَمَّا بَعۡدُ فَقَدۡ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِى الۡقُرۡاٰنِ الۡمَجِيۡدِ وَالۡفُرۡقَانِ الۡحَمِيۡدِ اَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطَانِ الرَّجِيۡمِ○ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ○ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا كُتِبَ عَلَيۡكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِكُمۡ لَعَلَّكُمۡ تَتَّقُوۡنَ○صَدَقَ اللّٰهُ الۡعَلِيُّ الۡعَظِيۡمُ○

معزز حاضرین کرام! رمضان المبارک بڑی رحمت اور برکت والا مہینہ ہے۔ یہ وہ مہینہ ہے جس میں دوزخ سے گناہ گاروں کو آزاد کیا جاتا ہے۔ لاکھوں لوگوں کی بخشش ہوتی ہے اور روزہ داروں کے لئے جنت کو آراستہ کیا جاتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بیشک جنت ابتدائی سال سے آئندہ سال تک رمضان المبارک کے لئے سجائی جاتی ہے اور یہ بھی فرمایا کہ رمضان شریف کے پہلے دن جنت کے درختوں کے نیچے سے بڑی بڑی سفید آنکھوں والی حوروں پر ہوا چلتی ہے وہ عرض کرتی ہیں اے پروردگار اپنے بندوں میں سے ایسے بندوں کو ہمارا شوہر بنا جن کو دیکھ کر ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور جب وہ ہمیں دیکھیں تو ان کی آنکھیں بھی ٹھنڈی ہوں۔

دوزخ سے گناہ گاروں کی رہائی

اللہ عزوجل کی عنایتوں، رحمتوں اور بخششوں کا تذکرہ کرتے ہوئے ایک موقع پر حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب رمضان المبارک کی پہلی رات ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کی طرف خصوصی توجہ فرماتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کی طرف توجہ فرماتا ہے تو اسے کبھی عذاب نہیں دیتا رمضان المبارک میں ہر روز دس لاکھ گنہگاروں کو جہنم سے آزاد فرماتا ہے اور جب انتیسویں رات ہوتی ہے تو مہینے بھر میں جتنے لوگ آزاد کئے ان کے مجموعہ کے برابر اس ایک رات میں آزاد کرتا ہے پھر جب عیدالفطر کی رات آتی ہے تو ملائکہ خوشی مناتے ہیں، اللہ تعالیٰ اپنے نور کی خاص تجلی فرماتا ہے اور فرشتے عرض کرتے ہیں کہ ان کو پورا پورا اجر دیا جائے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے تمہیں گواہ کرتا ہوں کہ میں نے ان سب کو بخش دیا۔

پہلے کے گناہ معاف

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص ایمان کی وجہ سے اور ثواب حاصل کرنے کے لئے رمضان کا روزہ رکھے گا اس کے

اگلے گناہ معاف کردیئے جائیں گے اور جو ایمان کی وجہ سے ثواب کے حصول کے لئے شب قدر کا قیام کرے گا اس کے بھی اگلے گناہ معاف کردیئے جائیں گے۔

حضرات گرامی! ان احادیث میں اللہ عزوجل کے کس قدر عظیم الشان انعام واکرام کا ذکر ہے سبحان اللہ! روزانہ دس لاکھ ایسے گنہ گاروں کی بخشش ہو جاتی ہے جو اپنے گناہوں کے سبب جہنم کے حق دار قرار پا چکے ہوتے ہیں۔ نیز شب جمعہ اور روز جمعہ کی تو ہر ہر گھڑی میں دس دس لاکھ گنہ گار عذاب نار سے آزاد کردیئے جاتے ہیں اور پھر رمضان المبارک کی آخری شب کی تو کیا ہی بہار ہے کہ جتنے سارے ماہ رمضان میں بخشے گئے تھے اسی شمار کے برابر گنہ گار اس ایک رات عذاب نار سے نجات پاتے ہیں۔

رحمت ہی رحمت

جب اللہ تعالیٰ رحمت کرنے پر اترتا ہے تو پہلے کسی ایک عمل کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا کرتا ہے اور پھر اسی کے سبب اس پر رحمتوں کی بارش کردیتا ہے۔ میں آپ کے سامنے ایک حدیث عرض کرتا ہوں جس میں متعدد ایسے لوگوں کا بیان ہے کہ وہ کسی نہ کسی نیکی کے سبب اللہ عزوجل کی گرفت سے بچ گئے اور رحمت خداوندی نے انہیں اپنی آغوش میں لے لیا۔

حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضور اقدس ﷺ تشریف لائے اور ارشاد فرمایا کہ آج رات میں نے ایک عجیب خواب دیکھا کہ ایک شخص کی روح قبض کرنے کے لئے ملک الموت آئے لیکن اس کے ماں باپ کی اطاعت سامنے آگئی اور وہ بچ گیا۔ ایک شخص پر عذاب خداوندی چھا گیا لیکن اس کے وضو کی نیکی نے اسے بچالیا۔ ایک شخص پر عذاب چھا گیا مگر اس کی نماز نے اسے

بچالیا۔ ایک شخص کو دیکھا کہ وہ پیاس کی شدت سے زبان نکالے ہوئے تھا اور ایک حوض پر پانی پینے جاتا تھا مگر لوٹا دیا جاتا تھا کہ اتنے میں اس کے روزے سامنے آگئے اور اس نیکی نے اس کو سیراب کردیا۔ معلوم ہوا کہ کوئی نہ کوئی عبادت ایسی ضرور تھی کہ جو اللہ کے یہاں مقبول تھی اور اسی کی برکت سے وہ لوگ آزاد ہوئے۔ یہ اللہ جل شانہ کے فضل وکرم کا معاملہ ہے کہ خود ہی عبادت کی توفیق مرحمت فرماتے ہیں اور پھر خود ہی اس کو ذریعۂ نجات بھی بنا دیتے ہیں۔

قیامت کے دن مفلس کون؟

حضور اقدس ﷺ نے صحابہؓ سے پوچھا تم جانتے ہو قیامت کے دن میری امت میں مفلس کون ہے؟ صحابہ نے عرض کیا کہ جس کے پاس درہم ودینار نہ ہو وہ مفلس ہے۔ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج لے کر تو آئے مگر اس حالت میں آئے کہ اس نے دنیا میں کسی کو گالی دی، کسی کا مال کھایا، کسی کا خون کیا، کسی کو مارا تو مدعی آجائیں اور عرض کریں کہ پروردگار! اس نے مجھے گالی دی، اس نے مجھے مارا، اس نے میرا مال کھایا، اس نے میرا خون کیا تو اللہ تعالیٰ اس کی نیکیاں ان مدعیوں کو دے دیگا تو اگر نیکیاں ختم ہو جائیں اور کوئی نیکی باقی نہ رہے۔ اور اگر مزید حق دار باقی ہوں تو ان کے گناہ اس پر ڈالے جائیں پھر اس کو دوزخ کا حکم سنایا جائے اور دوزخ میں ڈالا جائے۔

یعنی حقیقت میں مفلس قیامت کے دن وہ شخص ہوگا جو قیامت کے دن نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ لانے کے باوجود خالی رہ جائے۔

محترم حضرات! قیامت کا منظر بہت ہولناک ہے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ارشاد فرمائیں گے کہ کوئی دوزخی دوزخ میں اور کوئی جنتی جنت میں اس وقت تک

داخل نہ ہو جب تک کہ وہ حقوق العباد کا بدلہ ادا نہ کر دے۔یعنی جس کسی کا حق کسی نے دبایا ہو اس کا فیصلہ ہونے تک کوئی دوزخ یا جنت میں داخل نہ ہوگا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حقوق العباد کی ادائیگی کا اہتمام نصیب فرمائے اور دوسروں کی حق تلفی سے محفوظ رکھے اور جو کچھ کوتاہیاں اس سلسلہ میں ہو چکی ہیں انہیں آپس میں معاف کرا لینے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

زمین بھر سونا خیرات کرنے کا ثواب

حضور اقدس ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ جو کوئی رمضان المبارک میں کسی مسکین کو صدقہ دے، تو اس کے لئے اس قدر ثواب ہے، گویا اس نے دنیا کی تمام چیزیں صدقہ میں دے دیں۔اور جو رمضان المبارک میں ایک رکعت نماز پڑھے گا اس کو اس قدر ثواب ملے گا جتنا کہ غیر رمضان میں دو لاکھ رکعت پڑھنے سے ملتا ہے اور جو کوئی رمضان المبارک میں ایک مرتبہ سبحان اللہ کہے تو اس کو اس قدر ثواب ملے گا جتنا کہ غیر رمضان المبارک میں ایک لاکھ مرتبہ سبحان اللہ پڑھنے پر ملتا ہے اور جو کوئی رمضان المبارک میں کسی ننگے کو کپڑا پہنائے گا تو قیامت کے دن تمام مخلوق کے سامنے اللہ تعالیٰ اس کو ساٹھ لاکھ جنتی جوڑے پہنائے گا اور جو کوئی رمضان المبارک میں بھوکے کو کھانا کھلائے گا یا روزہ دار کو روزہ افطار کرائے گا تو اس کو اس شخص کے برابر ثواب ملے گا۔جس نے بقدر پوری زمین کے غیر رمضان المبارک میں اللہ عزوجل کی راہ میں سونا خیرات کیا۔

تاجدار مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس کو جوتے میسر نہ ہوں اس کو جوتے پہنانے پر اللہ عزوجل قیامت میں نور کا براق عطا کرے گا جس پر وہ سوار ہو کر پل صراط سے چمکتی ہوئی بجلی کی طرح گزرے گا۔

پورا رمضان خیر ہی خیر ہے

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ رمضان المبارک کا مہینہ آتا تو فرماتے کہ اس مہینہ کو خوش آمدید ہے جو ہمیں پاک کرنے والا ہے۔پورا رمضان خیر ہی خیر ہے دن کا روزہ ہو یا رات کا قیام۔اس مہینہ میں خرچ کرنا جہاد میں خرچ کرنے کا درجہ رکھتا ہے۔

جنت کی ہوا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جب رمضان شریف کی پہلی تاریخ ہوتی ہے تو عرش عظیم کے نیچے سے سفیرہ نامی ہوا چلتی ہے تو جنت کے درختوں کے پتوں کو ہلا دیتی ہے۔اس ہوا کے چلنے سے ایسی دلکش آواز ہوتی ہے کہ اس سے بہتر آواز کسی نے نہ سنی ہوگی۔حوریں اللہ عزوجل کی بارگاہ میں عرض کرتی ہیں یا اللہ! ایسے بندوں میں سے ہمارے شوہر مقرر فرما، پس رمضان المبارک کے روزہ داروں میں سے کوئی ایسا نہ ہوگا جس کو ان حوروں میں سے حور نہ ملے۔ان کے واسطے سرخ یاقوت سے بنا ہوا ایک تخت ہے، ہر تخت پر ستر فرش اور ہر تخت کے خوان مختلف قسم کے کھانوں سے بھرے ہوئے ہیں۔یہ سب نعمتیں روزہ داروں کے لئے ہوں گی اور یہ ان نیکیوں کے علاوہ ہوں گی جو روزہ دار نے رمضان شریف میں کیں۔

فیضان رمضان وقرآن

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں کہ روزہ اور قرآن بندے کے لئے شفاعت کریں گے۔روزہ عرض کرے گا اے رب کریم! میں نے اس کو کھانے اور خواہشات سے دن میں روک دیا میری شفاعت

قبول فرما۔ قرآن کہے گا کہ میں نے اسے رات میں سونے سے باز رکھا میری شفاعت اس کے حق میں قبول فرما۔ دونوں کی شفاعت قبول ہوگی۔

ہر قدم پر ایک ایک سال کی عبادت کا ثواب

حضرت عبدالرحمٰن صفوی نے ایک طویل حدیث نقل کی ہے جس میں سرکار مدینہ ﷺ کا ارشاد عالی نقل کیا ہے کہ جو شخص ماہ رمضان میں کسی مجلس ذکر میں شرکت کرتا ہے اللہ عزوجل اس کے ہر ہر قدم کے بدلے میں ایک ایک سال کی عبادت کا ثواب لکھتا ہے اور قیامت کے دن وہ عرش کے سائے میں ہوگا اور رمضان المبارک میں نماز باجماعت کی پابندی کرے اللہ تعالیٰ اس خوش نصیب کو ہر ہر رکعت کے عوض نور کا ایک ایک شہر عطا فرمائے گا۔ رمضان کے مہینہ میں اپنے والدین کے ساتھ احسان کرے اللہ تعالیٰ اس کی طرف نگاہ رحمت فرمائے گا اور میں اس کا ذمہ دار ہوں۔ جو کوئی ماہ رمضان میں کسی مسلمان کی حاجت پوری کرتا ہے اللہ عزوجل اس کی دس لاکھ حاجتیں پوری کرتا ہے۔ جو اس ماہ میں کسی بال بچے دار فقیر کو خیرات دیتا ہے اللہ عزوجل اس کے لئے دس لاکھ نیکیاں لکھتا ہے اس کے دس لاکھ گناہ معاف کر دیتا ہے اور دس لاکھ درجات بلند کرتا ہے۔

رمضان میں وفات پانے کی فضیلت

جو خوش نصیب مسلمان رمضان المبارک میں انتقال کرتا ہے اس کو سوالات قبر سے امان مل جاتی ہے اور وہ عذاب قبر سے بچ جاتا ہے اور جنت کا حقدار قرار دیا جاتا ہے۔

حضرات محدثین کا قول ہے کہ جو مومن اس مہینہ میں مرتا ہے وہ سیدھا جنت میں جاتا ہے گویا اس کے لئے دوزخ کا دروازہ بند ہے اور اگر کوئی کافر مرتا ہے تو وہ سیدھا دوزخ میں جاتا ہے۔ گویا اس کے لئے دوزخ کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔

جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں

میرے بھائیو! ماہ رمضان کیا آتا ہے رحمت و جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کو تالے پڑ جاتے ہیں۔ نیز شیطان کو زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا ہے۔

حضور اکرم ﷺ نے صحابہ کو خوشخبری سناتے ہوئے فرمایا رمضان کا مہینہ آ گیا ہے جو بہت ہی بابرکت مہینہ ہے، اللہ عزوجل نے اس کے روزے تم پر فرض کئے ہیں، اس میں جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں، سرکش شیاطین کو قید کر دیا جاتا ہے اور اس میں ایک رات ہے جس کو شب قدر کہا جاتا ہے جو ہزار مہینوں سے زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔

اللہ جل شانہ ہم سب کو اس مبارک ماہ کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین ثم آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلاَغُ

تراویح کے طبی فوائد

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِیْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ یُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِیَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ. اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدٰی وَالْفُرْقَان. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ○

معزز حاضرین کرام بزرگو اور دوستو! رمضان المبارک کے مہینہ میں عشاء کے فرض اور سنت کے بعد بیس رکعت تراویح سنت مؤکدہ ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق رمضان شریف کی آمد پر آسمان کے دروازے کھول دیئے

جاتے ہیں اور شیطانوں کو قید کر دیا جاتا ہے۔ دوسری روایت میں یہ ارشاد رسول اللہ ﷺ ہے کہ رمضان کی بزرگی کے یقین اور ثواب کی امید پر رمضان شریف میں نفل پڑھنے والے کے پہلے گناہ بخش دیئے جائیں گے اللہ کے عظیم انعامات میں سے ایک بڑا انعام اور جلیل القدر تحفہ مسلمانوں کے واسطے تراویح ہے کہ کم وقت میں پڑھنے پر بڑے اجر کا وعدہ فرمایا گیا۔ ہر وہ مسلمان جو اپنے دین کی تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر باضابطہ اور باقاعدہ عبادات انجام دیتا ہے کامیاب وکامران ہے۔ ایک مسلمان آغاز وضو سے لے کر نماز کے دوران جسمانی حرکات یعنی تکبیر، قیام، رکوع، سجدہ، جلسہ اور سلام سے روحانی اور جسمانی فوائد حاصل کرتا ہے۔

رمضان المبارک میں مسلمان روزہ رکھتے ہیں یعنی سحری سے لے کر افطار تک نہ صرف اپنے نفس کو قابو میں رکھتے ہیں بلکہ جسم کے ایک ایک عضو کو بھی قابو میں رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ سحری سے افطار تک ہر قسم کے خورد ونوش سے پرہیز کرتے ہیں۔ افطار یعنی روزہ کھولنے سے پہلے جسم میں شکر اور انسولین کی سطح انتہائی نچلے درجے پر ہوتی ہے اب ہم کچھ کھاتے ہیں تو شکر کی سطح بتدریج بڑھتی رہتی ہے جو شکر خون میں رقصاں ہوتا ہے وہ جگر اور فضلات میں ذخیرہ ہونے لگتا ہے اور ایک گھنٹہ کے بعد جسم کے خون میں شکر کی سطح کافی بڑھ جاتی ہے اور یہیں سے تراویح کے قواعد شروع ہو جاتے ہیں۔ خون میں دورہ کرتا ہوا گلوکوز (شکر) کاربن ڈائی آکسائیڈ اور پانی میں تبدیل ہو جاتا ہے۔

تراویح ایک ورزش ہے

تراویح انسانی جسم کے لئے ایک ایسی ہلکی پھلکی روحانی ورزش ہے جس سے جسم کے نظام کے ہر عضو پر انتہائی مفید اثرات پڑتے ہیں۔ جسم کے سبھی عضلات اور

جوڑ حرکت میں آجاتے ہیں۔ کچھ عضلات مساوی طور پر پھولتے اور کچھ مساوی دباؤ میں آجاتے ہیں۔ عضلات کی کارکردگی کے لئے توانائی کی زیادہ ضرورت پڑتی ہے جس سے کسی حد تک آکسیجن اور تغذیہ عضلات میں کمی واقع ہوجاتی ہے۔ اس سے خون کی نالیاں کھل جاتی ہیں اور خون تیزی سے دورہ کرنے لگتا ہے۔ دل کی طرف خون زیادہ آسانی سے دورہ کرتا ہے اور اس اہم ترین عضو پر وقتی بوجھ یعنی خون کی سپلائی میں اضافہ ہونے سے اس کے اندرونی عضلات پر مثبت اثرات پڑ جاتے ہیں اور اس کی کارکردگی بہتر ہوجاتی ہے۔

تراویح مسلمانوں کے لئے ایک تحفہ ہے

تراویح جو مسلمانوں کے لئے ایک عظیم تحفہ بلکہ رمضان المبارک کا ممتاز تحفہ ہے۔ یہ ایک روحانی ورزش بھی ہے جسے باقاعدگی سے انجام دینے والے کی عمر دراز ہوتی ہے۔ تحقیق سے ثابت ہوا ہے کہ روزانہ پانچ وقت نماز ادا کرنے سے انسان کے جسم پر بالکل ویسے ہی طبعی اثرات پڑتے ہیں جیسے تین میل فی گھنٹہ پیدل چلنے یا جوگنگ کرنے سے پڑتے ہیں۔ ہاروڈ میں 17000 طلباء پر کی گئی ایک ریسرچ کے مطابق دیکھا گیا کہ جو طلباء 1916 سے 1950 کے دوران کالج میں داخل ہوئے اور ہر روز باقاعدہ تین میل پیدل چلے یا جوگنگ کی وہ نہ صرف تندرست وتوانا رہے بلکہ ان کی زندگیوں کے شب وروز میں اضافہ ہونے کی توقع بھی کی گئی۔ جن طلباء نے ہفتہ وار دو ہزار کلومیٹر پیادہ روی، سائیکل سواری، دوڑ یا جوگنگ کی ان میں ان کے دوسرے ساتھیوں (جنھوں نے کبھی ورزش میں حصہ نہیں لیا) کی نسبت شرح مرگ ایک چوتھائی سے لے کر ایک تہائی کمی دیکھی گئی۔ باقاعدگی سے نمازیں ادا کرنے سے نمازی کے جسم پر مثبت اثرات پڑنے کے علاوہ اسے غیر متوقع جسمانی حرکات انجام

دینے میں بھی مہارت حاصل ہوتی ہے جیسے کہ کسی بچے کو اچانک اٹھانا یا راہ چلتے کسی بس میں سوار ہونا یا گھریلو چیزوں کا ادھر اُدھر رکھنا۔ عمر رسیدہ اشخاص کو ان حرکات کی تربیت ضروری ہوتی ہے اس لئے ان کے لئے تراویح ایک ٹریننگ جیسی ہے جسے مرتب ادا کرنے سے وہ جسمانی طور پر چاق وچوبند رہ کر غیر متوقع حرکات انجام دینے کے قابل بن سکتے ہیں۔

تراویح بیماری سے شفا ہے

تحقیق سے ثابت ہوا ہے کہ مرتب روزہ رکھنے کے علاوہ پابندی سے تراویح پڑھنے سے انسان زندگی کے کسی موڑ پر کسی بیماری میں مبتلا ہونے کے بعد بہت جلد صحت یاب ہوجاتا ہے۔ عمر کی راہ پر چلتے چلتے، وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ انسانی جسم کی طبیعی حرکات میں کمی آجاتی ہے جس کے نتیجہ میں ہڈیاں کمزور اور پتلی ہوجاتی ہیں۔ ان کے حجم میں نمایاں کمی واقع ہوجاتی ہے اور اگر ان کی طرف توجہ نہ دی گئی تو ہڈیوں کی ایک عام بیماری اوسٹیو پوروسس میں مبتلا ہونے کے امکانات بڑھ جاتے ہیں یہ بیماری مردوں کی نسبت عورتوں میں زیادہ پائی جاتی ہے۔ اس بیماری سے بچنے کے لئے غذا میں کیلشیم اور وٹامن ڈی کی وافر مقدار لازمی ہونے کے علاوہ مرتب ورزش بھی ضروری ہے۔ تراویح کے دوران کمزور ہڈیوں پر انتہائی خوشگوار اثرات پڑتے ہیں اور اگر کوئی شخص ہڈیوں کی اس بیماری میں مبتلا ہو تو اس کے لئے یہ بہترین موقع ہے کہ اس مبارک ماہ کے دوران باقی نمازوں کے علاوہ تراویح بھی باقاعدگی سے پڑھے اور اپنی کمزور ہڈیوں کو نئی طاقت اور تازگی بخشے۔ عمر رسیدگی کے ساتھ ساتھ جسم کی جلد خشک اور کمزور ہوجاتی ہے اس میں جھریاں پڑ جاتی ہیں اور جسم کے دیگر اہم اعضاء (دل ودماغ) کی کارکردگی پر منفی اثرات پڑنے سے عمر رسیدہ لوگ

حادثات وبدنی عوارض کے زیادہ شکار ہوجاتے ہیں۔ پنجوقتہ نمازوں اور تراویح میں بار بار مرتب ومنظم طریقے سے کھڑا ہونے، جھکنے اور اٹھنے سے عضلات کی قوت میں اضافہ ہوتا ہے۔ جوڑ کھل جاتے ہیں، خون کے دوران میں تیزی آجانے سے قلب پر مفید اثرات پڑتے ہیں، جلد کا رنگ نکھر جاتا ہے اور نظام قوت مدافعت کے خلیات زیادہ فعال ہوجاتے ہیں۔ اس طرح تراویح ودیگر نمازیں ادا کرنے سے عمر رسیدہ افراد کی زندگی کا نقشہ ہی بدل جاتا ہے اور وہ چاق وچوبند رہ کران دیکھے مشکلات کا مقابلہ کرنے کے لئے مستعد ہوجاتے ہیں اور ان کی روزمرہ کی زندگی میں کارکردگی بہتر ہوجاتی ہے ان کے اعتماد نفس پر مثبت اثرات پڑتے ہیں۔

تراویح کے جسم کے اعضاء پر اثرات

ایڈرانالین ایک ایسا اہم ہارمون ہے جو جسم کے اعضاء کے حرکات کی وجہ سے مترشح ہوکر جسم میں تبدیلیاں لاتا ہے اور یہ غدہ ایڈرینل میں مترشح ہوتا ہے۔ تراویح اختتام پذیر ہونے کے بعد ایڈرنالین اور نار ایڈرنالین کے اثرات نمایاں ہوتے ہیں۔ جب انسان کسی بیرونی دباؤ کا شکار ہوتا ہے تو خون میں ایڈرنالین کی سطح بڑھ جاتی ہے، اس سے قلب کی رفتار تیز ہوجاتی ہے، خون کی باریک ترین نالیاں سکڑ جاتی ہیں، آنکھوں کی پتلیاں بڑی ہوجاتی ہیں اور یہ ہارمون جسم کے اندر منابولزم میں ایک ایسی تبدیلی لاتا ہے کہ جسم کسی بھی ایمرجنسی حالت کا مقابلہ کرنے کے لئے مستعد ہوجاتا ہے۔

ذہن میں تراویح پڑھنے کا خیال آنے اور پھر یہ روحانی ورزش انجام دینے سے نظام اعصاب متحرک ہوجاتا ہے جس سے رفتار تنفس وقلب میں واضح تبدیلی اور ہاضمہ کے عمل میں کمی آجاتی ہے اور نالین ہارمون جگر سے ذخیرہ شدہ گلوکوجن کو متحرک

کر کے گلوکوز کو آگے تک پہنچاتا ہے، عضلات کی خشکی کو دور کرتا ہے اور پھیپھڑوں کی باریک نالیوں پر مثبت اثرات مرتب کرکے آکسیجن کو جسم کے سبھی حصوں تک پہنچانے میں اہم رول ادا کرتا ہے۔ تراویح کے بعد ان ہارمون کی مقدار میں اضافہ ہونے سے جسم کے سبھی حصوں پر خوشگوار اثرات پڑتے ہیں۔

تراویح دل اور جگر کے لئے نفع بخش

تراویح اور باقی نمازوں سے بہت سے اثرات جسم پر پڑتے ہیں۔ اضافی حرارے جلنے سے وزن میں کمی ہوجاتی ہے اور جسم میں جمع شدہ اضافی چربی کم ہونے سے دل اور جگر پر مفید اثرات پڑتے ہیں۔ اگر اس ماہ کے دوران انسان غذا کھانے میں اعتدال سے کام لے اور پھر مرتب نمازیں اور تراویح پڑھے تو کوئی شک نہیں کہ اس کا اضافی وزن کم ہوجائے۔ اضافی وزن کم ہونے سے دل اور جگر کی بہت سی بیماریوں سے نجات ملتی ہے اور انسان ایک فعال زندگی گزار سکتا ہے۔ روزہ رکھنے سے جسم میں گروتھ ہارمون کی سطح بڑھ جاتی ہے اور پھر تراویح پڑھنے سے اس میں مزید اضافہ ہوتا ہے۔ چونکہ یہ ہارمون کولچن بنانے میں اہم رول ادا کرتا ہے اس لئے روزہ رکھنے اور تراویح پڑھنے والوں کی جلد میں جھریاں بہت کم پڑتی ہیں چاہے بوڑھے ہی کیوں نہ ہوجائیں۔

تراویح ذہن کی ورزش

تحقیق سے ثابت ہوتا ہے کہ تراویح پڑھنے سے نمازی کے ذہن پر انتہائی خوشگوار اثرات پڑتے ہیں۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ روزانہ باقاعدہ ہلکی پھلکی ورزش سے مزاجی کیفیت، خیالات اور برتاؤ پر اچھے اثرات پڑتے ہیں۔ اِس ورزش

سے زندگی کا نقشہ بدل جاتا ہے اور انسان اپنے اندر حرارت اور توانائی محسوس کر کے پریشانی، ذہنی دباؤ، کھچاؤ اور افسردگی سے نجات حاصل کرتا ہے چونکہ مزاجی کیفیت میں بدلاؤ آ جاتا ہے یادداشت میں تیزی آ جاتی ہے اور خود اعتمادی بڑھ جاتی ہے۔ عمر رسیدہ اشخاص کو زیادہ فائدہ ملتا ہے۔ تراویح کے دوران کلام الٰہی بار بار سننے کی وجہ سے ذہن کو یکسوئی حاصل ہونے سے پراگندہ خیالات سے آزادی ملتی ہے۔

تراویح سے آکسیجن میں بہتری

ہارورڈ یونیورسٹی کے ایک مشہور معروف محقق ڈاکٹر ہربرٹ بنسن نے اپنی ایک تحقیق سے ثابت کیا ہے کہ دوران نماز تراویح قرآنی آیات بار بار سننے اور ذکر الٰہی سے عضلات میں تحرک پیدا ہونے کے علاوہ ذہن برے خیالات سے پاک ہونے کی وجہ سے ایک خاص قسم کا تحرک وجود میں آتا ہے جس سے بلند فشار خون میں واضح کمی نمودار ہونے کے علاوہ جسم میں آکسیجن کی تقسیم میں بہتری سے قلب اور پھیپھڑوں کی کارکردگی بہتر ہو جاتی ہے۔

اس دنیا میں اسلام ہی وہ واحد مذہب ہے جس میں نمازوں اور تراویح میں جسم کے حرکات وسکنات روحانی ورزش کے طور پر استعمال ہوتے ہیں۔ اگر ایک مسلمان نمازیں اور تراویح باقاعدہ ادا کرتا ہے تو وہ زندگی کے مشکل ترین کام اور بھی بخوبی انجام دینے کے قابل بن جاتا ہے۔ اس طرح ایک نمازی کو روحانی اور جسمانی فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ تراویح کی اہم خصوصیت یہ ہے کہ ایک طرف بار بار جسمانی حرکات سے عضلات پر دباؤ پڑتا ہے اور دوسری طرف ذہن ہر قسم کے دباؤ سے آزاد ہو جاتا ہے۔ رمضان المبارک کے دوران مرتب اور باقاعدہ تراویح پڑھنے سے درج ذیل فوائد حاصل ہوتے ہیں۔

(۱) اضافی حرارے جل جاتے ہیں۔

(۲) جوڑ کھل جاتے ہیں۔

(۳) میٹابولزم کی رفتار میں سرعت آ جاتی ہے۔

(۴) گردش خون پر خوشگوار اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

(۵) رفتار قلب اعتدال پر آ جاتی ہے۔

(۶) دھیان اور غور وخوض کرنے پر مثبت اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

(۷) یادداشت میں بہتری اور عمدگی آ جاتی ہے۔

(۸) پریشانی سے چھٹکارا ہوتا ہے۔

(۹) ڈپریشن سے مقابلہ کرنے کی طاقت میں اضافہ ہوتا ہے۔

(۱۰) بے خوابی سے نجات ملتی ہے۔

(۱۱) جسمانی اور ذہنی دباؤ سے نجات ملتی ہے۔

(۱۲) روح کو پاکیزگی اور تازگی ملتی ہے۔

(۱۳) ظاہری حالت میں نمایاں مثبت تبدیلی ہوتی ہے۔

(۱۴) نظام تنفس اور قلب پر مثبت اثرات پڑنے سے دل اور پھیپھڑوں کی بیماریوں میں مبتلا ہونے کے امکانات میں کمی واقع ہو جاتی ہے۔

(۱۵) ہڈیوں کی بیماریوں میں مبتلا ہونے کے امکانات میں کمی ہو جاتی ہے۔

ان کے علاوہ اور بھی بہت سے فائدے ہیں جو بڑی کتابوں میں مذکور ہیں۔ امت مسلمہ کو چاہئے کہ وہ اس مبارک مہینہ کی قدر کریں اور روزے اور نماز نیز تراویح سے اس کو مزیّن کریں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ

سحری ایک اہم عبادت

اَلسَّلاَمُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلاَ مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لاَ شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلاَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ. اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ا اِنَّ اللّٰہَ وَمَلاَئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی الْمُتَسَحِّرِیْنَ. او کما قال علیہ الصلوٰۃ والسلام

معزز حاضرین کرام! روزہ کی فضیلت اس سے پہلے آپ کے سامنے آچکی ہے میں چاہتا ہوں کہ ایک اہم عبادت جس کی طرف ہم لوگوں کی توجہ کم ہوتی ہے اس کے متعلق کچھ عرض کروں میری مراد اس سے سحری ہے جو ایک اہم عبادت ہے۔

سحری کے متعلق سب سے پہلے میں آپ کو ایک حدیث سنا دیتا ہوں۔ حضورؐ کا ارشاد ہے کہ خود حق تعالیٰ شانہٗ اور اس کے فرشتے سحری کھانے والوں پر رحمت نازل فرماتے ہیں۔

یہ کس قدر اللہ تعالیٰ جل شانہ کا انعام واحسان ہے کہ روزہ کی برکت سے صبح کے کھانے کو جس کو سحری کہتے ہیں امت کے لئے ثواب کی چیز بنادیا اور اس میں بھی مسلمانوں کو اجر دیا جاتا ہے۔ بہت سی احادیث میں سحر کھانے کی فضیلت اور اجر کا ذکر ہے۔ متعدد صحابہؓ سے اس کی فضیلت کی احادیث منقول ہیں اور اس کے مستحب ہونے پر اجماع بھی نقل کیا گیا ہے۔ بہت سے لوگ سُستی کی وجہ سے اس فضیلت سے محروم رہ جاتے ہیں۔ جب کہ بعض لوگ تراویح پڑھ کر کھانا کھا کر سوجاتے ہیں اور وہ اس کے ثواب سے محروم رہتے ہیں۔

سحری کا وقت

سحری کا وقت صبح صادق کے قریب ہے۔ اور لغت میں بھی اسی کھانے کو سحری کہا جاتا ہے جو صبح کے قریب کھایا جائے۔ بعض حضرات نے کہا ہے کہ آدھی رات سے اس کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ بعض علماء نے اخیر کے چھٹے حصہ کو بتلایا ہے یعنی تمام رات کو چھ حصوں پر تقسیم کر کے اخیر کا حصہ سحری کھانے کا وقت ہے۔ مثلاً اگر غروب آفتاب سے طلوع صبح صادق تک بارہ گھنٹے ہوں تو اخیر کے دو گھنٹے سحر کا وقت ہے اور ان میں بھی تاخیر بہتر ہے طیکہ اتنی تاخیر نہ ہو کہ روزہ میں شک ہونے لگے۔

سحری سے مسلمانوں اور اہل کتاب میں تمیز

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ ہمارے اور اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ کے روزہ میں سحری کھانے سے فرق ہوتا ہے اس لئے کہ وہ سحری نہیں کھاتے۔

سحری برکت کی چیز

حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ سحری کھایا کرو اس میں برکت ہے۔ ایک موقع پر ارشاد فرمایا تین چیزوں میں برکت ہے۔ جماعت میں، ثرید میں اور سحری کھانے میں۔ اس حدیث میں جماعت سے عام مراد ہے نماز کی جماعت اور ہر وہ کام جس کو مسلمانوں کی جماعت مل کر کرے اس لئے کہ اللہ کی مدد اس کے ساتھ فرمائی گئی ہے اور ثرید گوشت میں پکی ہوئی روٹی کو کہا جاتا ہے۔ تیسرے سحری۔

نبی کریم ﷺ جب کسی صحابی کو اپنے ساتھ سحر کھلانے کے لئے بلاتے تو ارشاد فرماتے کہ آؤ برکت کا کھانا کھالو۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ سحری کھا کر روزہ پر قوت حاصل کرو اور دوپہر کو سو کر اخیر شب کے اٹھنے پر مدد لیا کرو۔

حضرت عبداللہ بن حارث ایک صحابی سے نقل کرتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کی خدمت میں ایسے وقت حاضر ہوا کہ آپ سحری نوش فرما رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ ایک برکت کی چیز ہے جو اللہ نے تم کو عطا فرمائی ہے اس کو مت چھوڑنا۔

سحری میں کیا چیز کھائیں؟

حضور ﷺ نے متعدد روایات میں سحری کھانے کی ترغیب فرمائی ہے حتیٰ کہ ارشاد فرمایا گیا کہ اور کچھ نہ ہو تو ایک چھوارہ ہی کھالو یا ایک گھونٹ پانی ہی پی لو۔ اس لئے روزہ داروں کو اس کا خاص طور سے اہتمام کرنا چاہئے کہ اپنی راحت اپنا نفع اور مفت کا ثواب، مگر ہاں یہ ضروری ہے کہ افراط وتفریط نہ ہو کہ یہ چیز ہر جگہ مضر ہے اس لئے نہ اتنا کم کھائیں کہ عبادات میں کمزوری محسوس ہونے لگے اور نہ اتنا زیادہ کھائیں کہ دن بھر ڈکاریں آتی رہیں۔

بعض حضرات فرماتے ہیں کہ صوفیا کو سحری کھانے کے مسئلہ میں کلام ہے کہ وہ مقصد روزہ کے خلاف ہے اس لئے کہ مقصدِ روزہ پیٹ اور شرمگاہ کی شہوت کا توڑنا ہے اور سحری کھانا اس مقصد کے خلاف ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ مقدار میں اتنا کھانا کہ یہ مصلحت سراسر فوت ہو جائے بہتر نہیں۔

طلباء کے لئے تقلیل طعام کی ضرورت نہیں

علماء کرام نے اس بات کی تصریح فرمائی ہے کہ طلباء اور وہ حضرات جو علم دین میں لگے ہوئے ہیں ان کے لئے تقلیل طعام بہتر نہیں۔ ان کے لئے مناسب یہی ہے کہ تقلیل طعام نہ کریں تاکہ دینی امور میں کسی طرح کی رکاوٹ پیدا نہ ہو۔

نبی کریم ﷺ نے ایک مرتبہ جہاد کو تشریف لے جاتے ہوئے اعلان فرمادیا کہ سفر میں روزہ نیکی نہیں حالانکہ رمضان المبارک کا روزہ تھا مگر اس جگہ جہاد کا تقاضا آپڑا تھا۔ ہاں جس جگہ کسی ایسے دینی کام میں جو روزہ سے زیادہ اہم ہو ضعف اور کسل روانہ ہو وہاں تقلیل طعام ہی مناسب ہے۔

علامہ شعرانی سے نقل کیا گیا ہے کہ ہم سے اس بات پر عہد لیا گیا کہ ہم پیٹ بھر کھانا نہ کھائیں۔ بالخصوص رمضان المبارک کی راتوں میں بہتر یہ ہے کہ رمضان کے کھانے میں غیر رمضان سے کچھ تقلیل کرے اس لئے افطار وسحر میں جو شخص پیٹ بھر کر کھائے اس کا روزہ ہی کیا ہے۔ بزرگان دین فرماتے ہیں کہ جو شخص رمضان میں بھوکا رہے آئندہ رمضان تک تمام سال شیطان کے زور سے محفوظ رہتا ہے۔

حضرت سہل بن عبداللہ تستریؒ پندرہ روز میں ایک مرتبہ کھانا تناول فرماتے تھے اور رمضان المبارک میں ایک لقمہ، البتہ روزانہ اتباع سنت کی وجہ سے محض پانی سے روزہ افطار فرماتے تھے۔ حضرت جنیدؒ ہمیشہ روزہ رکھتے تھے لیکن اللہ والے دوستوں

میں سے کوئی آتا تو اس کی وجہ سے روزہ افطار فرماتے اور فرمایا کرتے تھے کہ ایسے دوستوں کے ساتھ کھانے کی فضیلت روزہ کی فضیلت سے کچھ کم نہیں، اور بھی سلف کے ہزاروں واقعات اس کی شہادت دیتے ہیں کہ وہ کھانے کی کمی کے ساتھ نفس کی تادیب کرتے تھے مگر شرط وہی ہے کہ اس کی وجہ سے اور دینی اہم امور میں نقصان نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

زکوٰۃ کی مشروعیت

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِىَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ. اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِى الْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِيْدِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَلِىُّ الْعَظِيْمُ o

معزز حاضرین کرام بزرگو اور دوستو! اسلام کے ارکان میں سے ایک رکن زکوٰۃ ہے۔ زکوٰۃ ایک اہم عبادت ہے اس کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے جہاں جہاں نماز کا تذکرہ کیا ہے اسی کے ساتھ ساتھ زکوٰۃ کا بھی ذکر فرمایا ہے۔

زکوٰۃ رمضان ہی میں فرض نہیں بلکہ جب فرض ہوجائے تواس کاادا کرنالازم ہے لیکن رمضان المبارک میں اس کا بیان اس لئے کیا جاتا ہے کہ حدیث پاک کے مطابق رمضان المبارک کے مہینے میں ایک فرض کا ثواب ستر فرضوں کے برابر ملتا ہے اوراللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ نعمت عطا کی جاتی ہے کہ اعمال کے ثواب میں زیادتی کردی جاتی ہےلہٰذا اگرکسی پرزکوٰۃ فرض ہوگئی تو رمضان المبارک کے مہینے میں ادا کرے تاکہ اس کو ستر فرضوں کا اجرمل سکے یا کسی پرزکوٰۃ شعبان کے مہینہ میں فرض ہوتی ہے توزکوٰۃ کی رقم نکال کرالگ رکھ دے اورفوراً رمضان آتے ادا کردے، اگرکسی کی زکوٰۃ سال گذرنے کے اعتبار سے فرض ہوتی ہواس کو چاہئے کہ ایک ماہ قبل رمضان میں ادا کردے، علاوہ ازیں رمضان المبارک عبادت وتلاوت روزوں اورنمازوں کی ادائیگی کا مہینہ ہے اگر غریب کوآپ کی زکوٰۃ پہنچ گئی تو وہ بھی اپنی محنت مزدوری کم کرکے زکوٰۃ کی رقم کے سہارے ماہ رمضان کی مبارک ساعتوں سے لطف اندوز ہوسکتا ہے اور کچھ عبادت کے ذریعہ نیکیاں کمانا چاہے تو کماسکتا ہے ورنہ ہر مہینہ کی طرح اس ماہ مقدس میں بھی وہ محنت ومزدوری کرے اور پریشانیاں اٹھائے اور رات کوتھک ہارکر سوجائے تو یہ شخص دولت وثروت والے مسلمانوں کے لئے باعث عار ہوگا۔

آپ جانتے ہیں کہ صدقہ فطر عیدالفطر کے دن ادا کیا جاتا ہے اس کے وجوب کی وجوہات میں بھی یہی لکھا ہے کہ روزے دار کے روزے میں جو کمیاں اور خامیاں رہ جاتی ہیں ان کو صدقہ فطر پاک کردیتا ہے اور چھوٹی چھوٹی لغزش معاف کردی جاتی ہے۔ اور یہ کہ مسکینوں اور غریبوں کے لئے عید کے دن خوشیاں منانے میں شریک ہوسکتے ہیں اور وہ بھی دوسرے مسلمانوں کے دوش بدوش عید کی خوشیاں منانے میں شرکت کرسکتے ہیں یہی مسلمانوں کی اجتماعی زندگی کا دارومدار ہے۔

زکوٰۃ کی فرضیت

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ اسلام کا خیمہ پانچ ستونوں پر قائم ہے۔ کلمہ، نماز، روز، زکوٰۃ اور حج۔ ان میں سے ایک ستون بھی اگر قائم نہیں ہوگا تو خیمہ اتنا ہی کمزور اور جھکا ہوا ہوگا اور ایمان واسلام بھی اس درجہ میں کمزور ہوگا۔ نماز، روزہ بدنی عبادت، زکوٰۃ مالی عبادت اور حج مالی اور بدنی عبادت ہے۔ قرآن مجید میں بیاسی جگہ نماز کے ساتھ ساتھ زکوٰۃ کا حکم دیا گیا ہے۔ صرف زکوٰۃ کا جہاں حکم دیا گیا ہے وہ اس کے علاوہ ہے۔ اسی لئے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا ہے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے نماز اور زکوٰۃ دونوں قائم کرنے کا حکم دیا ہے۔ جو شخص نماز پڑھے اور زکوٰۃ نہ دے اس کی نماز ہی قبول نہیں ہوتی۔ اس لئے کہ اس نے دو احکام الٰہی میں تفریق کی البتہ اتنی بات ضرور ہے کہ نماز ہر بالغ مرد وعورت پر فرض ہے جبکہ زکوٰۃ صرف نصاب پر فرض ہے۔ اگر صاحب نصاب ہو اور وہ زکوٰۃ باقاعدہ نکالے تو وہ عملی طور پر قرآنی حکم کا منکر ہے اور علماء کا اتفاق ہے کہ اگر کوئی قربانی کا انکار کرے گا وہ بالاتفاق کافر ہوجائے گا اور عملاً انکار کرنے والا گنہگار ضرور ہوگا۔ قرآن کریم کے مطابق زکوٰۃ سے مال میں بڑھوتری ہوتی ہے جب کہ اللہ کی رضا مقصود ہو ایسے لوگ اپنے مال کو اللہ تعالیٰ کے پاس بڑھانے والے ہیں۔

زکوٰۃ نہ دینے پر عذاب

قرآن کریم میں ارشاد فرمایا گیا کہ جو لوگ مال جمع کرتے ہیں اور مال کو خرچ نہیں کرتے ان کے لئے دردناک عذاب کی خبر سنا دیجئے۔ قیامت کے دن ان کا مال یعنی سونا چاندی کو آگ میں تپایا جائے گا اور ان کے جسم کے مختلف اعضاء کو داغا جائے گا اور کہا جائے گا، یہ وہی مال ہے جسے تم نے دنیا میں جمع کیا تھا۔ اس مال کا مزہ چکھو۔

زکوٰۃ اسلام کا پل ہے

حضور اقدس ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ زکوٰۃ اسلام کا بڑا مضبوط پل ہے یعنی جیسے مضبوط پل سہولت کا سبب ہوتا ہے کسی جگہ کے آنے جانے کے لئے اسی طرح زکوٰۃ بھی اسلام کی حقیقت اور اللہ تعالیٰ کے دربار عالی تک پہنچنے کا ذریعہ ہے یا اللہ کی رضا مندی حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے پوتے فرماتے ہیں کہ نماز تجھے آدھے راستہ تک پہنچادے گی اور روزہ بادشاہ کے دروازہ تک پہنچادے گا اور زکوٰۃ صدقہ تجھے بادشاہ کے پاس پہنچادے گی۔ حضرت شقیق بلخیؒ فرماتے ہیں کہ ہم نے پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں میں تلاش کیا تو ان کو پانچ چیزوں میں پایا۔ روزی کی برکت کو چاشت کی نماز میں پایا اور قبر کی روشنی کو تہجد کی نماز میں پایا۔ منکر نکیر کے جواب کو قرآن پاک کی تلاوت میں پایا اور پل صراط پر سہولت سے گزر جانا روزہ اور صدقہ وزکوٰۃ میں پایا اور عرش کا سایہ خلوت میں پایا۔

زکوٰۃ سے مال کا پاک ہونا

حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کردے اس کے مال کا شر دور ہو جاتا ہے۔ یعنی زکوٰۃ کی ادائیگی مال کا شر اور اس کی برائی کو زائل کردیتا ہے۔ مال میں بہت شر ہے اور مال کے شر سے بچنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ اس کی زکوٰۃ ادا کردی جائے۔

زکوٰۃ سے مال کا تحفظ

حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اپنے مال کی زکوٰۃ کے ذریعہ حفاظت کرو

اور اپنے بیماروں کا صدقہ کے ذریعے علاج کرو اور بلا و مصیبت کو دعا سے دور کرو اور اللہ کے سامنے عاجزی سے استقبال کرو۔

اس حدیث میں تین باتوں کا ذکر ہے۔ (۱) مال کی حفاظت زکوٰۃ ادا کرنے سے ہوتی ہے۔ (۲) بیماروں کی بیماری دور کرنے اور اس کا علاج کرنے میں صدقہ کو بڑا دخل ہے۔ (۳) بلاؤں اور مصیبتوں کا دفاع دعاؤں سے اور اللہ تعالیٰ کے حضور آہ وزاری کرنے میں ہے۔ مال کی زکوٰۃ ادا کرنے سے حدیث میں اشارہ ہے کہ مال کے چاروں طرف گویا قلعہ بن جاتا ہے جہاں بھی کوئی مال خشکی یا تری میں ضائع ہوتا ہے اس کے پیچھے زکوٰۃ وصدقات کی عدم ادائیگی سبب ہوتا ہے۔ لوگ مال بربادی کو ظاہری اسباب کی طرف منسوب کرتے ہیں اور اصل حقیقت کو بھول جاتے ہیں۔

اسلام کی تکمیل کا ذریعہ زکوٰۃ

ایک صحابی فرماتے ہیں کہ ہماری جماعت حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے اسلام کی تکمیل اس میں ہے کہ مال کی زکوٰۃ ادا کرو۔

مسلمان نمازوں پر نمازیں پڑھیں لیکن مال کی محبت میں مبتلا ہو کر زکوٰۃ دینے سے قاصر رہیں تو بھلا ایسے مسلمانوں کا اسلام کہاں مکمل ہو سکتا ہے؟

زکوٰۃ نہ دینے پر مال کی ہلاکت

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس مال کے ساتھ زکوٰۃ کا مال مل جائے وہ اس مال کو ہلاک کئے بغیر نہیں رہتا۔ یعنی جس مال پر زکوٰۃ واجب ہوگئی ہو اور اس میں سے زکوٰۃ نہ گئی ہو تو سارا مال زکوٰۃ کے ساتھ

مل جاتا ہے اور یہ مال سارے مال کی ہلاکت کا سبب بن جاتا ہے اسی لئے زکوٰۃ واجب ہوجائے اور مال پر سال گذر جائے تو زکوٰۃ کی ادائیگی میں جلدی کریں۔

زیور کی زکوٰۃ

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو عورت اپنے گلے میں سونے کا ہار ڈالے گی اس کے گلے میں اسی طرح کا آگ کا ہار قیامت کے دن ڈالا جائے گا اور جو عورت اپنے کان میں سونے کی بالی ڈالے گی اس کے کان میں اسی جیسی آگ کی بالی قیامت کے دن ڈالی جائے گی۔ اس حدیث کا مطلب علماء کرام نے یہ لکھا ہے کہ اگر اپنے زیور کی زکوٰۃ ادا نہ کرے تو یہ عذاب ہوگا اور اگر زکوٰۃ ادا کردے تو پھر پہننے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

عورتیں مذکورہ حدیث پر غور کریں عموماً لڑکیوں کو اپنے ماں باپ کی طرف سے اور اسی طرح دولہا کی طرف سے کافی مقدار میں زیور دیا جاتا ہے لیکن اس کے بعد اس کی زکوٰۃ کی ادائیگی کی بالکل فکر نہیں کی جاتی اور وہ زیور باعث تکلیف اور پریشانی بن جاتا ہے۔

اس لئے جس کے پاس سونا یا چاندی مقدار نصاب کو پہنچ جائے تو اس کی زکوٰۃ کی ادائیگی کا اہتمام ضروری ہے۔ وہ بھی اندازے سے نہیں بلکہ باقاعدہ وزن کرا کر مکمل حساب نکلوا کر صحیح زکوٰۃ ادا کرے بلکہ کچھ زیادہ ہی دیدے تو بہتر ہے۔

روحانی بیماریوں میں ایک حُبِ مال ہے۔ مال کی محبت یہ بہت بری بلا ہے۔ آدمی مال کے آنے کو پسند کرتا ہے لیکن مال کے خرچ کرنے کو پسند نہیں کرتا بلکہ اس کو برا سمجھتا ہے۔ ایسے ہی لوگوں کو زکوٰۃ اور صدقہ نکالنے میں دقت اور پریشانی ہوتی ہے، اور یہی وہ لوگ ہوتے ہیں جن میں نہ اللہ کا خوف ہوتا ہے اور نہ زکوٰۃ ادا کرنے کا خیال ہوتا

ہے۔ ایسے لوگ مال جمع کرتے چلے جاتے ہیں اور ایک دن ایسا آتا ہے کہ سارا مال وارثوں میں چھوڑ کر عذاب الٰہی کا مستحق بن کر دنیا سے رخصت ہوجاتے ہیں۔ ان کا یہ مال بعد میں نحوست کا سبب بن جاتا ہے۔ کاش کہ اب بھی سنبھل جائیں اور اپنے مال کی زکوٰۃ نکالنے لگیں۔ ورنہ یہی مال عذاب جان بن جائے گا۔ اس سلسلہ میں میں آپ کو ایک واقعہ سناتا چلوں جو حضرت تھانویؒ نے بہشتی زیور میں تحریر کیا ہے۔

ایک عبرت آمیز واقعہ

رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ بنی اسرائیل میں تین آدمی تھے۔ ایک کوڑھی، دوسرا گنجا، تیسرا اندھا۔ خداوند تعالیٰ نے ان کو آزمانا چاہا اور ان کے پاس ایک فرشتہ بھیجا۔ پہلے وہ کوڑھی کے پاس آیا اور پوچھا تجھ کو کیا چیز پیاری ہے۔ اس نے کہا مجھے اچھی رنگت اور خوبصورت کھال مل جائے اور یہ بلا جاتی رہے جس سے لوگ مجھ کو اپنے پاس بیٹھنے نہیں دیتے اور گھن کرتے ہیں۔ اس فرشتہ نے اپنا ہاتھ اس کے بدن پر پھیر دیا۔ وہ اسی وقت اچھا ہوگیا، اچھی کھال اور خوبصورت رنگت نکل آئی۔ پھر پوچھا تجھ کو کون سے مال سے زیادہ رغبت ہے۔ اس نے کہا اونٹ سے۔ پس ایک گابھن اونٹنی بھی اس کو دیدی اور کہا اللہ تعالیٰ اس میں برکت دے۔ پھر گنجے کے پاس آیا اور پوچھا تجھ کو کون سی چیز پیاری ہے۔ کہا میرے بال نکل آئیں اور یہ بلا مجھ سے جاتی رہے کہ لوگ جس سے گھن کرتے ہیں۔ فرشتے نے اپنا ہاتھ اس کے سر پر پھیر دیا۔ فوراً اچھا ہوگیا اور سر پر بال نکل آئے۔ پھر پوچھا تجھ کو کون سا مال پسند ہے۔ اس نے کہا گائے۔ پس اس کو ایک گابھن گائے دیدی اور کہا اللہ تعالیٰ اس میں برکت بخشے۔ پھر اندھے کے پاس آیا اور پوچھا تجھ کو کیا چیز چاہئے۔ کہا اللہ تعالیٰ میری

نگاہ درست کر دے کہ سب آدمیوں کو دیکھوں۔ اس فرشتے نے آنکھوں پر ہاتھ پھیر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی نگاہ درست کر دی۔ پھر پوچھا تجھ کو کیا مال پیارا ہے۔ کہا بکری۔ پس اس کو ایک گابھن بکری دے دی۔ تینوں کے جانوروں نے بچے دیئے۔ تھوڑے دنوں میں اس کے اونٹوں سے جنگل بھر گیا اور اس کی گایوں سے اور اس کی بکریوں سے۔ پھر وہ فرشتہ خدا کے حکم سے اسی پہلی صورت میں کوڑھی کے پاس آیا اور کہا کہ میں ایک مسکین آدمی ہوں میرے سفر کا سب سامان ختم ہو گیا آج میرے پہنچنے کا کوئی وسیلہ نہیں سوائے خدا کے پھر تیرا۔ میں اس اللہ کے نام پر جس نے تجھ کو اچھی رنگت اور عمدہ کھال عنایت فرمائی تجھ سے ایک اونٹ مانگتا ہوں کہ اس پر سوار ہو کر اپنے گھر پہنچ جاؤں۔ وہ بولا یہاں سے دور ہو۔ مجھے اور بہت سے حقوق ادا کرنے ہیں۔ تیرے دینے کی اس میں گنجائش نہیں۔ فرشتہ نے کہا شاید تجھ کو تو میں پہچانتا ہوں۔ کیا تو کوڑھی نہیں تھا کہ لوگ تجھ سے گھن کرتے تھے۔ اور کیا تو مفلس نہ تھا پھر تجھ کو خدا نے اس قدر مال عنایت فرمایا۔ اس نے کہا واہ کیا خوب۔ یہ مال تو میری کئی پشتوں اور باپ دادا کے وقت سے چلا آتا ہے۔ فرشتہ نے کہا اگر تو جھوٹا ہے تو خدا تجھ کو ویسا ہی کر دے جیسا پہلے تھا۔ پھر گنجے کے پاس اسی پہلی صورت میں آیا اور اسی طرح اس سے بھی سوال کیا اور اس نے بھی ویسا ہی جواب دیا۔ فرشتہ نے کہا اگر تو جھوٹا ہے تو خدا تجھ کو ویسا ہی کر دے جیسا پہلے تھا۔ پھر اندھے کے پاس اسی پہلی صورت میں آیا اور کہا میں مسافر ہوں بے سامان ہو گیا ہوں آج بجز خدا کے اور پھر تیرے کوئی میرا وسیلہ نہیں ہے۔ میں اس کے نام پر جس نے دوبارہ تجھ کو نگاہ بخشی تجھ سے ایک بکری مانگتا ہوں کہ اس سے اپنی کارروائی کر کے سفر پورا کروں۔ اس نے کہا

بیشک میں اندھا تھا۔ خداوند تعالیٰ نے محض اپنی رحمت سے مجھ کو نگاہ بخشی جتنا تیرا جی چاہے لے جا اور جتنا چاہے چھوڑ جا۔ خدا کی قسم کسی چیز سے میں تجھ کو منع نہیں کرتا۔ فرشتے نے کہا تو اپنا مال اپنے پاس رکھ، مجھ کو کچھ نہیں چاہیے، فقط تم تینوں کی آزمائش منظور تھی وہ ہو چکی۔ خدا تجھ سے راضی ہوا اور ان دونوں سے ناراض۔

دوستو! اس واقعہ سے یہ سبق ملتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں دینے سے کبھی بخل نہیں کرنا چاہیئے۔

دعا فرمائیں اللہ جل شانہ ہم سب کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ

زکوٰۃ کی حقیقت

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِىَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ. اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِى الْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِيْدِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَلِىُّ الْعَظِيْمُ o

معزز حاضرین کرام! زکوٰۃ اسلام کا اہم ترین رکن ہے۔ اللہ جل شانہ نے قرآن کریم میں جہاں نماز کا ذکر فرمایا ہے اسی کے ساتھ ساتھ زکوٰۃ کا بھی ذکر فرمایا ہے۔ زکوٰۃ مذہب اسلام کا ایک بڑا اور تیسرا رکن ہے اس کی فرضیت قطعی ہے اور اس کا منکر کافر ہے۔ قرآن مجید میں اس کا تذکرہ بتیس جگہوں پر نماز کے ساتھ آیا ہے اور علیحدہ طور پر بھی بہت ساری جگہوں پر آیا ہے جس سے اس کی خاص اہمیت کا پتہ چلتا

ہے۔ زکوٰۃ کے ادا کرنے والے کو خوشخبری دی گئی اور نہ دینے والے یا سستی برتنے والے کو دردناک عذاب کی دھمکی دی گئی ہے۔ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والوں کی مثال اس بوئے گئے دانے کی سی ہے جس میں سات بالیاں نکل آئیں اور ہر بالی میں سو دانے ہوں۔ پھر فرمایا گیا کہ نماز اور زکوٰۃ آخرت میں غم وافسوس اور خوف واندیشہ سے حفاظت کرے گی اور صاحب مال کو برے خاتمہ سے محفوظ رکھے گی۔ زکوٰۃ عمر کو بڑھاتی ہے۔ ستر مصیبتوں کے دروازے بند کرتی ہے۔ بلائیں اس کی وجہ سے دور ہو جاتی ہیں۔ جو لوگ زکوٰۃ نہیں دیتے ان کے لئے فرمایا گیا کہ قیامت کے دن سونے اور چاندی کو گرم کر کے ان کی پشت کو داغا جائے گا اور مال خود کہے گا کہ آج ہم کو اپنے سے الگ کیوں کرتے ہو دنیا میں تو تم نے ہمیں گلے لگایا تھا آج اس کا مزہ چکھو۔ ایک جگہ فرمایا گیا ہے کہ مال کو طوق بنا کر زکوٰۃ نہ نکالنے والوں کے گلے میں زہریلا سانپ بنا کر ڈال دیا جائے گا۔

حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ جب کھلے عام بدکاری ہونے لگے تو قوم میں طاعون پھیلے گا۔ ناپ تول میں کمی کرنے سے قحط سالی اور حکمرانوں کا ظلم ہونے لگتا ہے زکوٰۃ ادا نہیں کی جاتی تو لوگوں پر بارش روک لی جاتی ہے۔ غور کیجئے آج کیا نہیں ہو رہا ہے، خاص طور سے نماز اور زکوٰۃ سے تزکیہ اور عقیدہ باطن کی صفائی مطلوب ہے۔ خود نبی کو حکم ہے کہ اے نبی! آپ ان کے مالوں میں سے صدقہ لے کر انھیں پاک وصاف کریں۔ یاد رہے کہ زکوٰۃ کو روحانی پہلو کے علاوہ مادی پہلو کے لئے بھی مفید بتایا گیا ہے چنانچہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ زکوٰۃ ادا کرنے والے لوگ غذا، لباس وغیرہ سے محروم نہیں ہوتے۔ اس سے خود دینے والے کو بھی فائدہ ہوتا ہے اور غریبوں، مسکینوں، یتامیٰ کی بھی امداد ہوتی ہے۔ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے خدا نے نصاب زکوٰۃ اور اس کے شرائط کو متعین کیا ہے۔

مسائل زکوٰۃ

(۱) عاقل، بالغ ہونا۔ نابالغ، مجنون، پاگل پر زکوٰۃ واجب نہیں۔

(۲) مال کا مالک ہونا اور اس مال پر سال کا گزرنا۔ پس جس مال پر قبضہ مکمل نہیں ہوا اور اس پر سال نہیں گذرا تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں۔

(۳) گروی رکھی ہوئی چیز پر زکوٰۃ واجب نہیں البتہ امانت رکھی چیز میں زکوٰۃ ہے اور اصل مالک اس مال کی زکوٰۃ نکالے گا۔

(۴) بینک میں رکھی ہوئی رقم پر بھی زکوٰۃ واجب ہے۔

(۵) قرض پر رکھی ہوئی رقم یا تجارتی سامان کی قیمت باقی ہو اور جس کے ذمہ باقی ہو وہ اقرار بھی کرتا ہو اور بظاہر اس قرض کی وصولی کی امید بھی ہو تو اس مال پر بھی زکوٰۃ واجب ہے خواہ فی الحال ادا کرے یا بعد ملنے کے ادا کرے۔

(۶) یہی حکم کرایہ کے مکان، اجرت مزدوری، رہائشی مکان کی قیمت، بھاڑے کی ہے اور کرایہ کے مکان پر جو ایڈوانس دیا جاتا ہے وہ بھی قرض کی ہی رقم شمار کی جاتی ہے اور اس پر زکوٰۃ مالک مکان پر ہی واجب ہے کرایہ دار پر نہیں۔ کیونکہ کرایہ دار مکان پر ملک تامہ نہیں رکھتا ہے اصل مالک مالک مکان ہی ہوتا ہے۔ لیکن یہ بات بھی یاد رکھنا چاہئے کہ قرض کسی مال کے بدلہ میں نہ ہو جیسے مہر، خلع کا عوض۔ اسی طرح مقروض سے مال کی وصولی کی امید نہ ہو ان تمام صورتوں میں بقایا جات کی وصولیابی کے بعد زکوٰۃ واجب ہے۔

(۷) گھریلو اور نجی زندگی میں استعمال ہونے والی اشیاء میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ اس لئے صنعتی آلات، قیمتی استعمال کے برتن، گاڑیاں، موبائل، رہائشی مکانات وغیرہ پر زکوٰۃ واجب نہیں۔

(۸) ٹی وی پر زکوٰۃ واجب ہے اس لئے کہ یہ حاجت اصلیہ میں داخل نہیں ہے اور کمپیوٹر کمائی کا ایک ذریعہ ہے تو اس پر بھی زکوٰۃ واجب ہے۔ ہاں اگر اپنے ذاتی استعمال میں ہو تو پھر زکوٰۃ واجب نہیں۔

(۹) اگر کسی کا قرض باقی ہو تو اس کو منہا کر کے بقایہ مال پر زکوٰۃ واجب ہے۔

کن مالوں پر زکوٰۃ واجب ہے

یہ بات بھی دھیان میں رکھنے کی ہے کہ شریعت نے ہر مال میں زکوٰۃ کو واجب نہیں کیا بلکہ خاص خاص مالوں ہی میں زکوٰۃ ہے اور وہ یہ ہیں۔

(۱) سونا، چاندی، کاغذی نوٹ، رائج الوقت سکے۔ ان میں سونے کا نصاب ۸۷ گرام اور چاندی کا نصاب ۶۱۲ گرام ہے۔

(۲) سامان تجارت۔ کوئی بھی سامان جس کی خرید وفروخت کی جائے اور اس سے نفع حاصل کیا جائے تو وہ اگر نصاب کو پہنچ جائے تو اس پر بھی زکوٰۃ ہے۔

اگر کچھ سونا اور کچھ چاندی یا سامان تجارت ہے تو ایسی صورت میں جملہ مال کو ملا کر دیکھیں گے کہ وہ چاندی یا سونے کے نصاب کے برابر ہے یا نہیں۔ اگر دونوں میں سے کسی ایک کی مقدار نصاب کے برابر ہو گیا تو اس پر زکوٰۃ واجب ہے ورنہ نہیں۔

اسی طرح نصاب زکوٰۃ سے زائد ہو جائے تو ان زائد حصوں پر بھی زکوٰۃ ڈھائی فیصد کے حساب سے ہے۔

سونا چاندی جس صورت میں ہو خواہ گوٹے، لچھے، روزمرہ کے استعمال کی ہو یا نہ ہو سب پر زکوٰۃ واجب ہے۔

سامان تجارت ان مالوں کو سمجھا جائے گا جن کو خریدنے کے وقت تجارت کی نیت ہو اور اگر موجودہ مال جس میں تجارت کی نیت نہیں کی تھی تو اس میں زکوٰۃ نہیں ہے۔

باؤنڈز، شیرز جن میں تجارتی سرمایہ استعمال ہوتا ہے تجارت کے سامان کے حکم میں ہے۔ ایک شخص کا سرمایہ اور دوسرے کی محنت اور نفع میں دونوں شریک ہوں تو سرمایہ دار اصل اور نفع دونوں میں زکوٰۃ نکالے گا لیکن تاجر صرف نفع میں سے زکوٰۃ نکالے گا اور زکوٰۃ کی مقدار مال کا چالیسواں حصہ ہے۔

(۳) مویشی اونٹ، گائے، بھینس، بیل، بکریاں، گھوڑے، مرغیاں وغیرہ جانور جن کی تجارت کی جاتی ہو ان کی بھی قیمت لگا کر زکوٰۃ نکالیں گے۔

زکوٰۃ کی ادائیگی

زکوٰۃ واجب ہونے کے بعد اس کی ادائیگی میں بلا عذر تاخیر کرنا گناہ ہے۔ اور زکوٰۃ ادا کرنے کے لئے نیت کرنا بھی ضروری ہے۔ اگر مال ضائع ہو جائے تو زکوٰۃ معاف ہو جاتی ہے اور جان بوجھ کر زکوٰۃ نکالنے کے ڈر سے حیلہ کر کے بروقت گم کر دے اور کہے کہ گم ہو گیا اب کیا کروں تو مزید گناہ ہوگا اس لئے مجبوری اور حیلہ کی کیفیت دل کی حقیقت سے معلوم ہوگی اور خدا اسی اعتبار سے معاملہ کرے گا۔ اگر مالک اپنے مال میں زکوٰۃ نکالنے کے لئے وصیت کر کے انتقال کر گیا اور اس کے مال میں زکوٰۃ واجب تھی تو اس کے مال سے زکوٰۃ نکالی جائے گی۔ اگر متروکہ مال ایک تہائی اتنا نہ ہو کہ اس سے زکوٰۃ دی جا سکے تو ورثاء کی مرضی پر ہوگا۔ اسی طرح کسی کے یہاں قرضہ ہو اور اس نے اسی قرضہ کے بارے میں زکوٰۃ کی نیت کر لی تو زکوٰۃ ادا نہ ہوگی اور نہ اس نیت کا کوئی اعتبار ہوگا۔

زکوٰۃ دیتے وقت یہ ضروری نہیں ہے کہ یہ زکوٰۃ کا مال ہے بلکہ عیدی تحفہ یا ہدیہ کے طور پر دینے سے بھی زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے بس نیت کافی ہے۔ منہ سے بولنا کہ یہ

زکوٰۃ دے رہا ہوں ضروری نہیں ہے۔ اگر مال کی قیمت سے زکوٰۃ دے رہے ہیں تو موجودہ نرخ کا اعتبار ہوگا اور جس جگہ مال ہو اس جگہ کا اعتبار ہوگا۔

زکوٰۃ کن لوگوں کو دی جائے؟

قرآن کریم نے آٹھ قسم کے لوگوں کا تذکرہ زکوٰۃ کے تعلق سے کیا ہے۔ (۱) فقیر یعنی وہ شخص جو بالکل نادار ہو۔ (۲) مسکین یعنی وہ شخص جس کے پاس کفایت کا سامان کا کچھ حصہ ہو لیکن ابھی ضرورت مند ہو۔ (۳) عامل یعنی جن لوگوں کو زکوٰۃ کی وصولی کے لئے حکومت اسلامیہ نے مقرر کیا ہوا گرچہ یہ صاحب نصاب ہوں تب بھی اجرت میں ان کو زکوٰۃ دی جائے گی۔

(۴) مقروض اور انھیں کو قرآن کریم نے غارمین کہا ہے یعنی ایسا شخص جو قرض میں ڈوبا ہوا ہو ان کو زکوٰۃ دی جا سکتی ہے بلکہ عام فقراء جو یونہی ہمیشہ مانگتے پھرتے ہیں ان کا مانگنا مستقل پیشہ ہے ان کے مقابلے میں ایسے مقروض عیالدار پریشان حال کو زکوٰۃ دینے میں زیادہ اجر ہے۔

(۵) فی سبیل اللہ یعنی وہ اہل حاجت جو جہادی یا دینی تعلیم کے حصول میں لگے ہوں ان کو زکوٰۃ دی جائے گی۔

والدین اور دادا، دادی، نانا، نانی اوپر تک اسی طرح اولاد اور اس نسل کے نیچے تک اسی طرح شوہر بیوی ایک دوسرے کو آپس میں زکوٰۃ نہیں دے سکتے۔ اسی طرح مالدار شخص کے نابالغ بچوں کو زکوٰۃ نہیں دی جائے گی اور جو بالغ بچے ہیں خود ان کی حالت وحیثیت کا اعتبار ہوگا، جو مالدار کے بچے مدارس میں پڑھتے ہیں اور ان کے والدین ان کے اخراجات بھیجتے ہیں ان کو بھی زکوٰۃ کی رقم نہیں دی جائے گی اور دیگر محتاج، علوم دینیہ کے طلبائے مدارس کے لئے زکوٰۃ دینے میں دوگنا ثواب ہے ایک تو ادائیگی زکوٰۃ کا اور دوسرے دینی تعلیم اور کلچر کی اشاعت کا۔

اقرباء میں سے بھائی ، بہن ، پھوپھی ، خالہ، ممانی ، چچا زاد بہن ان سب کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں۔

موجودہ زمانے کے پیش نظر ہر مقام کے غریب لوگوں کو اور اہل ضرورت خصوصاً اہل مدارس کو زکوٰۃ ضرور دی جائے اس میں تعصب کی نگاہ درست نہیں۔

آج کل کچھ لوگ کافی زور دے کر بالکل باہر کے لوگوں کو چندہ دینا، ان کی مدد کرنا منع کرتے ہیں وہ سخت غلطی پر ہیں شریعت پوری دنیا کے لئے ہے ایک خاص ترتیب سے پوری دنیا میں دین اسلام پھیلایا جائے گا اور ہر مقام کے محتاجوں کی ضرورت کا حصہ ہر مقام کے مالداروں کے مال میں ہے۔

زکوٰۃ ایک آدمی کو اتنی دی جائے کہ ان کی کوئی خاص ضرورت پوری ہو جائے۔ مردوں کی تجہیز و تکفین میں، مسجد میں، پلوں کی تعمیر میں غیر دینی علوم میں جن کو حاصل کر کے بچے آوارہ اور بے دین بن جائیں اور معاشرت کے لئے ناسور ہوں۔ اسی طرح قرض کے لین دین میں محفوظ کرنا جائز نہیں ہے۔

مذہب اسلام میں زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے اجتماعی نظام محبوب مانا گیا ہے عہد صحابہ میں اسی اجتماعی نظام پر عمل رہا ہے لہٰذا جہاں کے مسلمان اس نظام کو قائم کر کے غریبوں اور مستحقین تک زکوٰۃ کی رقم پہنچا سکتے ہوں اور کوئی تعصب نہ برتتے ہوں تو یہ ایک مستحسن اقدام ہے ان کو ضرور کرنا چاہئے اور ہندوستان میں بھی اس نظام کو قائم کیا جانا چاہئے۔

زکوٰۃ دینے کے آداب وطریقے

زکوٰۃ دینے کے بعد اس پر اپنا حکم نہ چلائے اور احسان نہ جتلائے۔ آجکل لوگ فقراء حضرات سے ترش روئی سے پیش آتے ہیں بعض حضرات تو بہت ہی برا بھلا کہہ کر اور سو پچاس روپیہ زکوٰۃ دے کر اپنے آپ کو مغروریت میں رہتے ہیں۔

بعض حضرات سفراء کے ساتھ بدکلامی کرتے ہیں ان پر غصہ کرتے ہیں، جھڑکتے ہیں۔ یاد رکھئے حضرت علی رضی اللہ عنہ اللہ کے راستے میں تین انار تین دن تک دیتے رہے حالانکہ مانگنے والا کوئی بظاہر فقیر معلوم نہیں ہو رہا تھا محض قرآنی آیت وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ کہ سائل کو مت جھڑکا کرو، مبادا یہ تیری آزمائش کے لئے بھیجا گیا ہو اور خدا ایک کے دس عطا کرتے ہیں اس لئے حضرت علیؓ سائل کو تین دن تک دیتے رہے خدا نے آزمائش کی تو نبی کی خدمت سے تین انار کے تیس انار دستیاب ہوئے۔ اس لئے لوگوں کو سائلوں، سفراء حضرات اور غرباء سے دعا لینے کی ضرورت ہے انھیں کی دعاؤں سے آپ کی مالداری ہے ورنہ اس قدرت کے لئے بعید نہیں کہ کوئی ایک مہلک مرض میں مبتلا کر کے یا اچانک کے حوادثات میں دولتمندی کو مٹی میں ملا دے۔ خدارا اپنے مزاج کو کنٹرول کر کے سبھوں کی عزت کریں اور خوش کلامی سے زکوٰۃ ادا کریں۔

یہ بھی یاد رکھیں کہ زکوٰۃ کی ادائیگی میں زیادہ نمائش نہ ہو بلکہ چھپا کر دینا زیادہ محبوب ہے۔ زکوٰۃ دینے میں جو مال اپنے لئے پسند کرتا ہے اسی کو ترجیح دے۔

زکوٰۃ میں حلال مال دے حرام مال سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی، البتہ حلال وحرام مالوں کا اختلاط ہو گیا تو دونوں کے مجموعی نصاب پر زکوٰۃ واجب ہے۔ یاد رہے کہ زکوٰۃ ادا کرنا ایک عبادت ہے کوئی ٹیکس نہیں اس لئے اسے دینے والوں کو بہ نیت ثواب اور فرض کی ادائیگی کے عزت واحترام سے ادا کرنا چاہئے اور بخوشی دینا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ

زکوٰۃ ادا نہ کرنے پر وعید

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِیَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ. اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِيْدِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّکٰوةَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَلِیُّ الْعَظِيْمُ o

معزز حاضرین کرام! زکوٰۃ اسلام کا اہم ترین رکن ہے۔ اللہ جل شانہ نے قرآن مجید میں مختلف جگہوں پر اس کا تذکرہ فرمایا ہے اور حدیث میں زکوٰۃ ادا نہ کرنے والوں پر بڑی سخت وعید فرمائی ہے۔

ایک مشہور واقعہ

دور نبوی میں ثعلبہ کا زکوٰۃ نہ دینے کا واقعہ بڑا مشہور ہے جس کا انجام بہت برا ہوا۔ اس کے بارے میں ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ثعلبہ انصاری نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا یارسول اللہ! میرے لئے دعا فرمائیں کہ میں مالدار ہوجاؤں۔ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے ثعلبہ! تیرے لئے بربادی ہو، تھوڑا مال جس کا تم شکر ادا کرتے ہو ایسے بہت سے مال سے بہتر ہے جس کے شکر کرنے کی تم طاقت نہ رکھو۔ ثعلبہ نے دوبارہ عرض کیا حضور دعا فرمایئے ۔حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تو اس بات سے راضی ہے کہ اللہ تعالیٰ رسول کے مانند اپنا مال رکھے، قسم ہے اس پاک ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر میں یہ چاہوں کہ یہ پہاڑ میرے لئے سونے چاندی کے ہوجائیں تو اللہ کے فضل سے سونا چاندی ہوکر میرے ساتھ چلیں۔ ثعلبہ نے پھر عرض کیا قسم ہے اس پاک ذات کی کہ جس کے قبضہ میں میری جان ہے اور اس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے اگر آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں اور اللہ تعالیٰ مجھے مال عطا کرے تو میں ہر حقدار کو اس کا حق پہنچاؤں پھر حضور اقدس ﷺ نے دعا فرمائی کہ اے اللہ! ثعلبہ کو مال عطا فرما۔ حضرت ابوامامہ کہتے ہیں کہ پھر ثعلبہ نے کچھ بکریاں لیں، اللہ تعالیٰ کی شان وہ روز بروز بڑھنے لگیں یہاں تک کہ آبادی میں ان کا رہنا دشوار ہوگیا پھر انہوں نے باہر وادی میں جا کر رہنا شروع کردیا۔ ظہر اور عصر کی نماز جماعت سے آکر پڑھتے باقی نماز میں جماعت ترک ہونے لگی، ان کا مال اور بڑھ گیا اور اتنی کثرت ہوگئی کہ وہ دور جنگل میں چلے گئے اب تو جماعت سے بالکل نماز چھوٹ گئی البتہ جمعہ کے دن

جماعت میں حاضر ہوتے بکریوں کی تعداد اور بڑھنے لگی یہاں تک کہ مال کی کثرت کی وجہ سے جمعہ کی نماز بھی چھوٹ گئی۔

ایک روز تاجدار مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ثعلبہ کو کیا ہوا؟ لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ! اس نے بکریاں پالیں اور اس کی کثرت کی وجہ سے اس کو مدینہ میں رہنا دشوار ہوگیا۔ نبی کریم ﷺ نے افسوس کا اظہار فرمایا اور فرمایا کہ ثعلبہ تیرے لئے خرابی ہے۔ اسی اثنا میں اللہ عزوجل نے مال کے صدقات وزکوٰۃ لینے کا حکم فرمادیا تو رسول اللہ ﷺ نے دو مسلمانوں کو اس کام کے لئے مقرر فرمایا اور ساتھ ساتھ یہ بھی حکم فرمایا کہ ثعلبہ سے بھی زکوٰۃ وصول کر کے لانا۔ یہ دونوں عامل روانہ ہوکر ثعلبہ کے پاس آئے اور اس کو زکوٰۃ کے لئے کہا اور حضور اقدس ﷺ کا فرمان پڑھ کر سنایا، اس نے کہا کہ زکوٰۃ کا مطلب اور کچھ نہیں یہ تو جزیہ ہی کی ایک قسم ہے میری تو سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ زکوٰۃ کیا ہے۔ اچھا تم جاؤ اور فارغ ہوکر میرے پاس ہوتے جانا۔

دونوں مرد اسلمیٰ کی طرف روانہ ہوئے جب انہوں نے صدقہ کا حکم نازل ہونے کا حال سنا تو اپنے اونٹوں میں اچھے اچھے صدقہ کے لئے الگ کر لئے اور دونوں کا استقبال کیا۔ ان عاملوں نے اونٹوں کو دیکھا تو کہا بھائی ایسے عمدہ اور اچھے اونٹ چھانٹ کر دینا تم پر واجب نہیں اور ہم تم سے یہ نہیں لینا چاہتے۔ انہوں نے کہا کہ واجب نہ سہی لیکن میرے دل کی خوشی اسی میں ہے کہ لے لو یہ سب زکوٰۃ ہی کے لئے ہیں، دونوں نے وہ اونٹ لے لئے اور اسی طرح حکم کے مطابق لوگوں سے صدقات لیتے ہوئے پھر ثعلبہ کی طرف لوٹ آئے تو ثعلبہ نے کہا کہ وہ فرمان تو دکھاؤ۔ جب دکھایا تو اس کو پڑھ کر کہنے لگا کہ یہ اور کچھ نہیں جزیہ ہے یہ جزیہ کی ہی ایک قسم ہے اچھا اس وقت تو تم چلے جاؤ میں بعد میں اس بارے میں غور کروں گا۔ وہ دونوں عامل

واپس چلے گئے اور نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے ابھی دونوں نے کچھ عرض بھی نہیں کیا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے دونوں کو دیکھتے ہی فرمایا کہ ثعلبہ کی بربادی آئی اور اسلمی کو جس نے اچھے اچھے اونٹ چھانٹ کر خوشی خوشی دیئے تھے دعا دی پھر ان دونوں نے سلام عرض کر کے حال بیان کیا کہ ثعلبہ نے ایسا ایسا کہا اور اسلمی نے اس طرح صدقہ بخوشی دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ثعلبہ کے بارے میں ایک آیت نازل فرمائی جس میں اس کے بخل کو بیان کیا گیا ہے۔ جب ثعلبہ کی ہلاکت کی آیت اتری تو اس وقت بارگاہ رسالت میں اس کا کوئی قریبی موجود تھا، وہ روانہ ہوکر ثعلبہ کے پاس پہنچا اور کہا کہ اے ثعلبہ تیرے حق میں قرآن کریم کے اندر یوں حکم نازل ہوا ہے کہ تیری خرابی ہے تو نے کیا کیا۔ یہ سن کر ثعلبہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوکر عرض کرنے لگا کہ میرا صدقہ قبول کر لیجئے۔ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے تیرا صدقہ قبول کرنے سے منع فرمایا ہے پھر ثعلبہ نے اپنے سر پر خاک ڈالنی شروع کر دی حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ اے ثعلبہ! یہ سب تیرا ہی کیا ہوا ہے۔

حضور اقدس ﷺ کے وصال کے بعد اس صدقہ کو خلافت صدیقی میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس لایا انہوں نے بھی اسے قبول نہ فرمایا پھر خلافت فاروقی میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لایا انھوں نے بھی قبول نہ فرمایا اور خلافت عثمانی میں یہ شخص ہلاک ہوگیا۔

حضرات گرامی! ثعلبہ کا واقعہ ہمارے لئے باعث عبرت ہے کہ ثعلبہ پانچوں وقت نمازوں کی پابندی کرتا تھا، اس نے مال کی کثرت چاہی اور حضور اقدس ﷺ سے دعا کی درخواست کی، اسے بے حساب مال مل گیا۔ جس رب کائنات نے اس کو اتنا مال دیا اس رب نے زکوٰۃ خیرات کا حکم نازل فرمایا، جب ثعلبہ کے پاس نبی نے

زکوٰۃ کے لئے بھیجا تو اس نے انکار کر دیا۔ اگر انکار نہ کیا ہوتا تو اس کا باقی مال پاک اور بابرکت رہتا اور ساتھ ہی ساتھ دینے والے رب کا شکر بھی ادا ہوتا لیکن زکوٰۃ نہ دینے کی وجہ سے ثعلبہ ہلاک وبرباد ہو گیا اور یہ ظاہر ہے کہ اس نے نہ تو قرآن کو الہامی ہونے کا اور نہ نبی کریم ﷺ کی رسالت کا انکار کیا اور نہ ہی اسلام کو ترک کیا تھا تمام باتیں اس میں موجود تھیں، اس نے صرف زکوٰۃ دینے سے انکار کیا اس پر آیت بھی اس کی مذمت میں آگئی اور اس کا انجام بھی برا ہوا۔ آج بھی بہت سے مالدار مسلمان ہیں، قرآن کریم اور نبی کریم ﷺ کی نبوت کو مانتے ہیں لیکن زکوٰۃ ادا کرنے میں کوتاہی برتتے ہیں وہ سوچیں کہ کیسے مسلمان ہیں۔ رسول کائنات کی صحبت میں بیٹھنے والا آپ کی زیارت کرنے والا صرف زکوٰۃ نہ ادا کرنے کی وجہ سے تباہ وبرباد ہو گیا۔

زکوٰۃ نہ دینے پر قارون کا انجام

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ارشاد فرماتے ہیں کہ قارون حضرت موسیٰ علیہ السلام کی برادری سے تھا ان کا چچا زاد بھائی تھا، دنیاوی علوم میں کافی ترقی کی تھی حضرت موسیٰ علیہ السلام پر حسد کرتا تھا، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس سے فرمایا کہ اللہ عزوجل نے مجھ کو تم سے زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے حکم فرمایا ہے۔ اس نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا اور لوگوں سے کہنے لگا کہ موسیٰ علیہ السلام زکوٰۃ کے نام سے تمہارے مال کو کھانا چاہتا ہے، اس نے پہلے نماز کا حکم کیا تھا تم نے برداشت کیا، اس نے اور احکام جاری کئے جس کو تم نے برداشت کیا، اب وہ تم کو زکوٰۃ کا حکم دیتا ہے اس کو بھی برداشت کرو گے۔ لوگوں نے کہا کہ ہم سے برداشت نہیں ہوتا تم ہی کچھ تدبیر کرو۔ اس نے کہا کہ میں نے یہ سوچا ہے کہ کسی فاحشہ عورت کو اس بات پر راضی کیا جائے کہ وہ موسیٰ علیہ السلام پر تہمت لگائے کہ وہ مجھ سے زنا کرنا چاہتے ہیں

(نعوذ باللہ) چنانچہ لوگوں نے ایک فاحشہ عورت کو بہت انعام واکرام دے کر راضی کیا۔ قارون حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس گیا اور ان سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے جو احکام آپ کو دیئے ہیں وہ احکام بنی اسرائیل کو جمع کر کے سنا دیجئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کو پسند فرمایا اور سارے بنی اسرائیل کو جمع کیا۔ جب سب لوگ جمع ہو گئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے احکام بتانے شروع کئے کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے یہ احکام دیئے ہیں کہ اس کی عبادت کرو، کسی کو اس کا شریک نہ کرو، صلہ رحمی کرو، دوسرے احکام بھی بیان کئے جس میں یہ بھی بیان فرمایا کہ اگر کوئی بیوی والا زنا کرے تو اس کو سنگسار کیا جائے تو لوگوں نے کہا کہ اگر آپ خود زنا کریں تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر میں زنا کروں تو مجھے بھی سنگسار کیا جائے۔ تو لوگوں نے کہا کہ آپ نے بھی زنا کیا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے تعجب سے پوچھا میں نے زنا کیا ہے؟ لوگوں نے کہا ہاں آپ نے زنا کیا ہے۔ پھر لوگوں نے اس فاحشہ عورت کو بلا کر پوچھا کہ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متعلق کیا کہتی ہے؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی اس کو قسم دے کر کہا کہ تو کیا کہتی ہے؟ اس فاحشہ عورت نے کہا کہ جب آپ قسم دیتے ہیں تو بات یہ ہے کہ ان لوگوں نے مجھ سے انعام کا وعدہ کیا ہے کہ میں آپ پر تہمت لگاؤں، آپ اس الزام سے پاک ہیں۔ یہ سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام روتے ہوئے سجدے میں گر گئے اور اللہ عزوجل کی طرف سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو سجدے میں ہی وحی آئی کہ رونے کی کیا بات ہے؟ تمہیں ان لوگوں کو سزا دینے کے لئے ہم نے زمین پر تسلط دیا تم جو چاہو زمین کو ان کی سزا کے متعلق حکم دو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سجدے سے سر اٹھایا اور زمین کو حکم فرمایا کہ ان لوگوں کو نگل جا، زمین ایڑیوں تک نگل گئی، وہ سب عاجزی سے موسیٰ علیہ السلام کو پکارنے لگے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پھر حکم دیا کہ ان کو دھنسا دے حتیٰ کہ وہ لوگ گردن

تک دھنس گئے، پھر وہ بہت زور سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پکارنے لگے، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پھر زمین کو یہی حکم فرمایا کہ ان کو نگل جا، زمین سب کو نگل گئی۔ اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی آئی کہ موسیٰ وہ تمہیں پکارتے رہے اور تم سے عاجزی کرتے رہے میری عزت کی قسم اگر وہ مجھے پکارتے اور مجھ سے دعا کرتے تو میں ان کی دعا ضرور قبول کرتا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ

اعتکاف

عشرۂ آخرہ کی اہم عبادت

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِىَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ. اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِى الْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِيْدِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَاَنْتُمْ عَاكِفُوْنَ فِى الْمَسَاجِدِ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَلِىُّ الْعَظِيْمُ○

معزز حاضرین کرام!

آخری عشرہ شروع ہونے والا ہے۔ اس عشرے کی ایک خاص عبادت اعتکاف ہے۔ مسجد میں اعتکاف کی نیت کر کے ٹھہرنے کو اعتکاف کہا جاتا ہے۔

اعتکاف کی قسمیں

حنفیہ کے نزدیک اعتکاف کی تین قسمیں ہیں۔ایک واجب جو منت اور نذر کی وجہ سے ہو جیسے کوئی شخص یہ کہے کہ اگر میرا فلاں کام ہوگیا تو اتنے دنوں کا اعتکاف کروں گا یا یوں ہی کہہ لے کہ میں نے اتنے دنوں کا اعتکاف اپنے اوپر لازم کرلیا، اتنا کہنے سے اعتکاف واجب ہوجاتا ہے اور جتنے دنوں کی نیت کی ہے اس کا پورا کرنا ضروری ہے۔ دوسری قسم سنت ہے جو رمضان المبارک کے اخیر عشرہ کا ہے نبی کریم ﷺ کی عادت شریفہ ان ایام کے اعتکاف فرمانے کی تھی۔ تیسرا اعتکاف نفل ہے جس کے لئے نہ کوئی وقت مقرر ہے نہ ایام کی مقدار، جتنے دن کا جی چاہے کرلے حتیٰ کہ اگر کوئی شخص تمام عمر کے اعتکاف کی نیت کرلے تب بھی جائز ہے البتہ کمی میں اختلاف ہے۔امام صاحب کے نزدیک ایک دن سے کم کا جائز نہیں لیکن امام محمدؒ کے نزدیک تھوڑی دیر کے لئے بھی جائز ہے۔ ہر شخص کے لئے بہتر ہے کہ جب مسجد میں داخل ہو اعتکاف کی نیت کرلیا کرے کہ جب تک نماز وغیرہ میں مشغول رہے اعتکاف کا ثواب بھی ملتا رہے گا۔

اعتکاف کا مقصد

اعتکاف کا مقصود اور اس کی روح، دل کو اللہ کی پاک ذات کے ساتھ وابستہ کرلینا ہے کہ سب کی طرف سے ہٹ کر اسی کے ساتھ مل جائے اور ساری مشغولیوں کے بدلہ میں اسی پاک ذات کی طرف مشغول ہوجائے اور اس کے غیر کی طرف سے ہٹ کر معتکف کے خیالات وتفکرات کی جگہ اس کا پاک ذکر اور اس کی محبت سماجائے حتیٰ کہ مخلوق کے ساتھ انس کے بدلہ اللہ کے ساتھ انس پیدا ہوجائے تا کہ یہ انس قبر کی وحشت میں کام دے گا اس دن اللہ کی پاک ذات کے سوا کوئی نہ مونس ہوگا اور نہ کوئی دل بہلانے والا۔

اعتکاف اگر اخلاص کے ساتھ ہو تو افضل ترین اعمال میں سے ہے اس کی خصوصیتیں شمار سے باہر ہیں کہ اس میں قلب کو دنیا ومافیہا سے یکسو کرلینا ہے اور نفس کو اپنے مولیٰ کے سپرد کردینا ہے نیز اس میں ہر وقت عبادت میں مشغولی ہے کہ آدمی سوتے جاگتے ہر وقت عبادت میں شمار ہوتا ہے اور اللہ کے ساتھ تقرب ہے۔

حدیث قدسی

حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے جو شخص میری طرف ایک ہاتھ قریب ہوتا ہے میں اس سے دو ہاتھ قریب ہوتا ہوں اور جو میری طرف (آہستہ بھی) چلتا ہے میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں۔

یہ مسئلہ بھی ذہن نشین رکھیں کہ اعتکاف میں مرد کے لئے سب سے افضل جگہ مسجد حرام ہے پھر مسجد نبوی ﷺ، پھر مسجد بیت المقدس ہے۔ان کے بعد مسجد جامع، پھر اپنی مسجد۔امام اعظمؒ کے نزدیک یہ بھی شرط ہے کہ جس مسجد میں اعتکاف کرے اس میں پانچوں وقت کی جماعت ہوتی ہو۔ صاحبین کے نزدیک شرعی مسجد ہونا کافی ہے اگر چہ جماعت نہ ہوتی ہو۔اور عورت کو اپنے گھر کی مسجد میں اعتکاف کرنا چاہئے اگر گھر میں کوئی جگہ مسجد کے نام سے متعین نہ ہو تو گھر کے کسی گوشہ کو اس کے لئے مخصوص کرلے۔

اعتکاف کے فضائل

ابو سعید خدریؓ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے رمضان المبارک کے پہلے عشرہ کا اعتکاف فرمایا پھر دوسرے عشرہ میں، پھر تیسرے عشرے میں اپنا سر باہر نکال کر ارشاد فرمایا کہ میں نے پہلے عشرہ کا اعتکاف شب قدر کی تلاش اور اہتمام کی وجہ سے کیا تھا پھر مجھے کسی بتلانے والے فرشتہ نے بتلایا کہ وہ رات اخیر عشرہ میں ہے لہٰذا جو لوگ میرے ساتھ اعتکاف کررہے ہیں وہ اخیر عشرہ کا بھی اعتکاف کریں مجھے یہ رات

دکھلا دی گئی تھی پھر بھلا دی گئی اور اس کی علامت یہ ہے کہ میں نے اپنے آپ کو اس رات کے بعد کی صبح کیچڑ میں سجدہ کرتے دیکھا لہٰذا اب اس کو اخیر عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔ راوی کہتے ہیں کہ اس رات میں بارش ہوئی اور مسجد چھپر کی تھی وہ ٹپکی اور میں نے اپنی آنکھوں سے نبی کریم ﷺ کی پیشانی مبارک پر کیچڑ کا اثر اکیس (۲۱) کی صبح کو دیکھا۔

نبی کریم ﷺ کی عادت شریفہ اعتکاف کی ہمیشہ رہی اس مہینہ میں تمام مہینہ کا اعتکاف فرمایا اور جس سال وصال ہوا اس سال بیس روز کا اعتکاف فرمایا تھا، لیکن اکثر عادت شریفہ چونکہ اخیر عشرہ ہی کے اعتکاف کی رہی ہے اس لئے علماء کرام کے نزدیک سنت موکدہ وہی ہے۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہو گیا ہے کہ اعتکاف کی بڑی غرض شب قدر کی تلاش ہے اور حقیقت میں اعتکاف اس کے لئے بہت ہی مناسب ہے کہ اعتکاف کی حالت میں اگر آدمی سوتا بھی ہو تب بھی عبادت میں شمار ہوتا ہے۔

اعتکاف میں چونکہ آنا جانا اور اِدھر اُدھر کے کام بھی کچھ نہیں رہتے اس لئے عبادت اور اللہ تعالیٰ کی یاد کے علاوہ اور کوئی مشغلہ بھی نہیں رہے گا۔ لہٰذا شب قدر کے قدردانوں کے لئے اعتکاف سے بہتر کوئی صورت نہیں۔ نبی کریم ﷺ اول تو سارے ہی رمضان میں عبادت کا بہت زیادہ اہتمام اور کثرت فرماتے لیکن اخیر عشرہ میں کچھ حد ہی نہیں رہتی تھی، رات کو خود بھی جاگتے اور گھر کے لوگوں کو بھی جگانے کا اہتمام فرماتے تھے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اخیر عشرہ میں حضورؐ لنگی کو مضبوط باندھ لیتے اور راتوں کا احیاء فرماتے اور اپنے گھر کے لوگوں کو بھی جگاتے۔ لنگی مضبوط باندھنے سے کوشش میں اہتمام کی زیادتی بھی مراد ہو سکتی ہے اور بیویوں سے بالکلیہ احتراز بھی مراد ہو سکتا ہے۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ معتکف گناہوں سے محفوظ رہتا ہے اور اس کے لئے نیکیاں اتنی ہی لکھی جاتی ہیں جتنی نیکی کرنے والے کے لئے۔

معتکف کا گناہوں سے پاک ہونا

دو مخصوص فائدے اعتکاف کے اس حدیث میں ارشاد فرمائے گئے ہیں۔

ایک یہ کہ اعتکاف کی وجہ سے گناہوں سے حفاظت ہو جاتی ہے ورنہ بسا اوقات کوتاہی اور لغزش سے کچھ اسباب ایسے پیدا ہو جاتے ہیں کہ اس میں آدمی گناہ میں مبتلا ہو ہی جاتا ہے اور ایسے مبارک وقت میں معصیت کا ہو جانا کس قدر ظلم ہے۔ اعتکاف کی وجہ سے ان سے امن اور حفاظت رہتی ہے۔ دوسرے یہ کہ بہت سے نیک اعمال جیسا کہ جنازہ کی شرکت، مریض کی عیادت وغیرہ ایسے امور ہیں کہ اعتکاف میں بیٹھ جانے کی وجہ سے معتکف ان کو نہیں کرسکتا۔ اس لئے اعتکاف کی وجہ سے جن عبادتوں سے رکا رہا ان کا اجر بغیر کئے بھی ملتا رہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا واقعہ

حضرت ابن عباسؓ ایک مرتبہ مسجد نبوی ﷺ میں معتکف تھے آپ کے پاس ایک شخص آیا اور سلام کر کے خاموش بیٹھ گیا۔ حضرت ابن عباسؓ نے اس سے فرمایا کہ میں تمہیں پریشان دیکھ رہا ہوں کیا بات ہے؟ اس نے کہا کہ اے رسول اللہ ﷺ کے چچا کے بیٹے! میں بے شک پریشان ہوں کہ فلاں کا مجھ پر حق ہے پھر انہوں نے نبی کریم ﷺ کی قبر اطہر کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ اس قبر والے کی عزت کی قسم میں اس حق کے ادا کرنے پر قادر نہیں۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ اچھا میں اس سے تیری سفارش کروں؟ اس نے عرض کیا اگر آپ مناسب سمجھیں۔ ابن عباسؓ یہ سن کر

جوتا پہن کر مسجد سے باہر تشریف لائے اس شخص نے عرض کیا کہ آپ اپنا اعتکاف بھول گئے؟ فرمایا بھولا نہیں ہوں بلکہ میں نے بھی اس قبر والے یعنی حضور اقدس ﷺ سے سنا ہے اور ابھی زمانہ کچھ زیادہ نہیں گذرا کہ حضورؐ فرما رہے تھے کہ جو شخص اپنے بھائی کے کسی کام میں چلے پھرے اور کوشش کرے اس کے لئے دس برس کے اعتکاف سے افضل ہے اور جو شخص ایک دن کا اعتکاف بھی اللہ کی رضا کے واسطے کرتا ہے، حق تعالیٰ شانہٗ اس کے اور جہنم کے درمیان تین خندقیں حائل فرما دیتے ہیں جن کی مسافت آسمان اور زمین کی درمیانی مسافت سے زیادہ چوڑی ہے (اور جب ایک دن کے اعتکاف کی یہ فضیلت ہے تو دس دن یا دس برس کے اعتکاف کی کیا کچھ مقدار ہوگی)۔

اس حدیث سے دو مضمون معلوم ہوئے ہیں۔ اول یہ کہ ایک دن کے اعتکاف کا ثواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے اور جہنم کے درمیان تین خندقیں حائل فرما دیتے ہیں اور ہر خندق اتنی بڑی ہے جتنی ساری دنیا اور ایک دن سے زیادہ جس قدر زیادہ دنوں کا اعتکاف ہوگا اتنا ہی اجر زیادہ ہوگا۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص عشرۂ رمضان کا اعتکاف کرے اس کو دو حج اور دو عمروں کا اجر ہے اور جو شخص مسجد میں مغرب سے عشاء تک کا اعتکاف کرے کہ نماز، قرآن، کے علاوہ کسی سے بات نہ کرے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایک محل بناتے ہیں۔ دوسری چیز جو اس سے بھی زیادہ اہم ہے وہ مسلمانوں کی حاجت روائی ہے کہ دس برس کے اعتکاف سے افضل ارشاد فرمایا ہے اسی وجہ سے ابن عباسؓ نے اپنے اعتکاف کی پرواہ نہیں فرمائی کہ اس کی تلافی پھر بھی ہو سکتی ہے اور اس کی قضا ممکن ہے۔ اسی وجہ سے صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ اللہ جل شانہٗ کے یہاں ٹوٹے ہوئے دل کی جتنی قدر ہے اتنی کسی چیز کی نہیں۔

جنت کا آراستہ کیا جانا

ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ انہوں نے حضور ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جنت کو رمضان شریف کے لئے خوشبوؤں کی دھونی دی جاتی ہے اور شروع سال سے آخر سال تک رمضان کی خاطر آراستہ کیا جاتا ہے پس جب رمضان المبارک کی پہلی رات ہوتی ہے تو عرش کے نیچے سے ایک ہوا چلتی ہے (جس کے جھونکوں کی وجہ سے) جنت کے درختوں کے پتے اور کواڑوں کے حلقے بجنے لگتے ہیں جس سے ایسی دل آویز سریلی آواز نکلتی ہے کہ سننے والوں نے اس سے اچھی آواز کبھی نہیں سنی پس خوشنما آنکھوں والی حوریں اپنے مکانوں سے نکل کر جنت کے بالاخانوں کے درمیان کھڑی ہو کر آواز دیتی ہیں، کوئی ہے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہم سے منگنی کرنے والا تاکہ حق تعالیٰ اس کو ہم سے جوڑ دیں، پھر وہی حوریں جنت کے داروغہ رضوان سے پوچھتی ہیں کہ یہ کیسی رات ہے وہ جواب دیتے ہیں کہ محمد ﷺ کی امت کے روزہ داروں پر جہنم کے دروازے بند کر دیئے گئے، پھر جبرئیلؑ کو حکم ہوتا ہے کہ زمین پر جاؤ اور سرکش شیاطین کو قید کرو اور ان کے گلے میں طوق ڈال کر دریا میں پھینک دو تاکہ میرے محبوب محمد ﷺ کی امت کے روزوں کو خراب نہ کر سکیں۔

بزرگو دوستو! اعتکاف کے مختصر فضائل آپ کے سامنے عرض کئے گئے ہیں۔ یہ بات بھی یاد رکھیں کہ اعتکاف صرف اس مسجد میں کیا جا سکتا ہے کہ جس میں پانچوں وقت نماز با جماعت ہوتی ہو۔ لہٰذا جس مسجد میں پانچوں وقت نماز نہ ہوتی ہو تو وہاں پر اعتکاف نہ کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

شب قدر

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِیْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ یُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِیَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ. اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ o وَمَآ اَدْرٰیکَ مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ o لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ o تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِکَةُ وَالرُّوْحُ فِیْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِّنْ کُلِّ اَمْرٍ o سَلٰمٌ هِیَ حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْرِ o صَدَقَ اللّٰهُ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ o

معزز حاضرین کرام بزرگو اور دوستو! اللہ جل شانہ کا بے پایاں کرم واحسان ہے کہ اس نے ہمیں اور آپ کو زندگی میں ایک اور رمضان المبارک عطا فرمایا، اللہ تعالیٰ

کے فضل وکرم سے اس رمضان کے اٹھارہ ایام بخیر وخوبی گذر چکے ہیں اور اب رمضان المبارک کا آخری عشرہ شروع ہونے والا ہے۔ یہ عشرہ پورے رمضان کا نچوڑ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس عشرے کو ایسی خصوصیات اور فضائل سے نوازا ہے کہ ایسے ایام دوبارہ نہیں آتے۔ جو شخص ان ایام کی قدر نہ کرسکا تو وہ پورے سال پچھتا تا رہے گا۔

آخری عشرے میں حضورا کی عادت

یوں تو رمضان المبارک کا پورا مہینہ ہی مقدس اور مبارک ہے۔ اس کی ایک ایک گھڑی اور اس کا ایک ایک لمحہ قابل قدر ہے لیکن خاص طور پر یہ آخری عشرہ حضور اقدس ﷺ کے ارشادات کے مطابق اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے خاص کیفیات رکھتا ہے۔

حدیث میں ہے کہ جب یہ آخری عشرہ آتا تو حضور اقدس ﷺ کی یہ حالت ہوتی کہ آپ اپنی کمر کس لیتے یعنی رات بھر عبادت میں محنت کرنے کے لئے تیار ہوجاتے اور پوری رات جاگ کر گزارتے اور اپنے گھر والوں کو بھی جگاتے۔

شب قدر کی فضیلت

اسی آخری عشرے میں ایک رات آتی ہے جس کو شب قدر کہا جاتا ہے۔ یہ رات بڑی ہی برکت اور خیر کی رات ہے۔ قرآن کریم میں اس کو ہزار مہینوں سے افضل بتلایا ہے۔ ہزار مہینے کے تراسی سال چار ماہ ہوتے ہیں، خوش نصیب ہے وہ شخص جس کو اس رات کی عبادت نصیب ہوجائے۔ جو شخص اس ایک رات کو عبادت میں گذار دے اس نے گویا تراسی سال چار ماہ سے زیادہ زمانہ عبادت میں گذار دیا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ شب قدر اللہ تعالیٰ نے خاص میری امت کو مرحمت فرمائی ہے اور یہ رات پہلی امتوں کو نہیں ملی۔

شب قدر کے نزول کا سبب

شب قدر کیوں نازل ہوئی؟ اس بارے میں مختلف روایات ہیں۔بعض احادیث میں ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے پہلی امتوں کی عمروں کو دیکھا کہ بڑی لمبی اور بہت زیادہ ہوئی ہیں اور آپ ﷺ کی امت کی عمریں بہت تھوڑی ہیں۔ اگر وہ نیک اعمال میں ان کی برابری بھی کرنا چاہیں تو ناممکن ہے۔ اس لئے نبی اکرم ﷺ کو رنج ہوا، اس کی تلافی میں یہ رات مرحمت ہوئی کہ اگر کسی خوش نصیب کو دس راتیں بھی نصیب ہوجائیں اور ان کو عبادت میں گذار دے تو گویا آٹھ سو تینتیس سال چار ماہ سے بھی زیادہ زمانہ کامل عبادت میں گذار دیا۔

بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے بنی اسرائیل کے ایک شخص کا ذکر فرمایا جو ایک ہزار مہینے تک اللہ کے راستے میں جہاد کرتا رہا، صحابہ کو اس پر رشک آیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی تلافی کے لئے اس رات کا نزول فرمایا۔سبب نزول جو کچھ بھی ہو لیکن امت محمدیہ کے لئے یہ اللہ جل شانہٗ کا بہت بڑا انعام ہے، یہ رات بھی اللہ ہی کا عطیہ ہے اور اس میں عمل کرنا بھی اسی کی توفیق سے میسر ہوتا ہے۔

شب قدر کے تعین میں اختلاف

شب قدر کون سی رات ہے؟ اس میں اختلاف ہے تقریباً پچاس کے قریب اقوال ہیں سب کا احاطہ دشوار ہے البتہ مشہور اقوال آپ سے عرض کر رہا ہوں۔

حدیث کی کتابوں میں اس رات کے بہت سے فضائل وارد ہوئے ہیں چوں کہ اس رات کی فضیلت خود قرآن پاک میں بھی مذکور ہے اور مستقل ایک سورت اس بارے میں نازل ہوئی اس لئے مناسب ہے کہ اول اس سورۃ شریفہ کی تفسیر بیان

کردی جائے۔ اللہ تعالیٰ نے تیسویں پارے میں ایک سورۃ نازل فرمائی جس کا نام سورۂ قدر ہے۔اس کی سب سے پہلی آیت: اِنَّآ اَنۡزَلۡنٰهُ فِیۡ لَیۡلَةِ الۡقَدۡرِ ہے کہ بے شک ہم نے قرآن پاک کو شب قدر میں اتارا ہے۔ یہی ایک بات اس رات کی فضیلت کے لئے کافی تھی کہ قرآن کریم جیسی مقدس کتاب اس میں نازل ہوئی۔ آگے ارشاد فرمایا گیا وَمَاۤ اَدۡرٰىکَ مَا لَیۡلَةُ الۡقَدۡرِ. آپ کو کچھ معلوم بھی ہے کہ شب قدر کیا ہے؟ یعنی اس رات کی بڑائی اور فضیلت کا آپ کو علم بھی ہے کہ کتنی خوبیاں اور کس قدر فضائل لئے ہوئے ہے؟ اس کے بعد چند فضائل کا ذکر ہے۔ لَیۡلَةُ الۡقَدۡرِ خَیۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَهۡرٍ شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔یعنی ہزار مہینہ تک عبادت کرنے کا جس قدر ثواب ہے اس سے زیادہ شب قدر میں عبادت کرنے کا ثواب ہے اور اس زیادتی کا بھی علم نہیں کہ کتنی زیادہ ہے۔تَنَزَّلُ الۡمَلٰٓئِکَةُ اس رات میں فرشتے اترتے ہیں۔وَالرُّوۡحُ فِیۡهَا. اور اس میں روح یعنی روح القدس بھی اترتے ہیں۔ یہاں روح القدس سے مراد حضرت جبرئیل علیہ السلام ہیں۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام چونکہ تمام فرشتوں میں سب سے زیادہ فضیلت رکھتے ہیں اس وجہ سے ملائکہ کے ذکر کے بعد خاص طور سے ان کا ذکر فرمایا۔بعض علماء کا قول ہے روح سے مراد ایک بہت بڑا فرشتہ ہے کہ تمام آسمان و زمین اس کے سامنے ایک لقمہ کے بقدر ہیں۔ بعضوں کا قول ہے کہ اس سے مراد فرشتوں کی ایک مخصوص جماعت ہے جو دوسرے فرشتوں کو بھی لَیۡلَةُ الۡقَدۡرِ ہی میں نظر آتے ہیں۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ اللہ کی کوئی مخصوص مخلوق ہے جو نہ فرشتے ہیں نہ انسان۔ایک قول یہ ہے کہ اس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام مراد ہیں جو امتِ محمدیہ کے کارنامے دیکھنے کے لئے ملائکہ کے ساتھ اترتے ہیں۔ایک قول یہ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی خاص

رحمت ہے یعنی اس رات میں ملائکہ نازل ہوتے ہیں اور ان کے بعد اللہ کی رحمت خاص نازل ہوتی ہے وغیرہ وغیرہ۔ان کے علاوہ اور بھی چند اقوال ہیں مگر مشہور قول پہلا ہی ہے۔

شب قدر میں فرشتوں کی دعائے رحمت

نبی کریم ﷺ کا ارشاد منقول ہے کہ شب قدر میں حضرت جبرئیل علیہ السلام فرشتوں کی ایک جماعت کے ساتھ اترتے ہیں اور جس شخص کو ذکر وغیرہ میں مشغول دیکھتے ہیں اس کے لئے رحمت کی دعا کرتے ہیں۔ بِاِذۡنِ رَبِّهِمۡ مِنۡ كُلِّ اَمۡرٍ اپنے پروردگار کے حکم سے ہر امر خیر کو لے کر اترتے ہیں۔

شب قدر ایسی رات ہے کہ اس میں ملائکہ کی پیدائش ہوئی اور اسی رات میں جنت میں درخت لگائے گئے۔اسی رات میں حضرت عیسیٰ آسمان پر اٹھائے گئے اور اسی رات میں بنی اسرائیل کی توبہ قبول ہوئی۔ سَلٰمٌ وہ رات سراپا سلام ہے یعنی تمام رات ملائکہ کی طرف سے مسلمانوں پر سلام ہوتا رہتا ہے کہ ایک گروہ آتا ہے دوسرا جاتا ہے۔ هِيَ حَتّٰى مَطۡلَعِ الۡفَجۡرِ وہ رات (ان ہی برکات کے ساتھ) تمام رات طلوع فجر تک رہتی ہے۔ یہ نہیں کہ رات کے کسی خاص حصہ میں یہ برکت ہو اور کسی میں نہ ہو بلکہ صبح ہونے تک ان برکات کا ظہور رہتا ہے۔

شب قدر کی فضیلت احادیث سے

اس سورۂ شریفہ کی تفسیر کے بعد مختصراً حدیث میں اس کے فضائل کیا ہیں؟ آپ کے سامنے عرض کرتا ہوں۔

مسلم شریف کی ایک حدیث میں نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: مَنۡ قَامَ لَيۡلَةَ الۡقَدۡرِ اِيۡمَانًا وَّاِحۡتِسَابًا غُفِرَلَهٗ مَاتَقَدَّمَ مِنۡ ذَنۡبِهٖ کہ جو شخص لیلۃ القدر میں

ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے عبادت کے لئے کھڑا ہو اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

کھڑے ہونے سے مراد یہ ہے کہ نماز پڑھے یا کسی اور عبادت تلاوت، ذکر وغیرہ میں مشغول ہو۔اور ثواب کی امید رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ ریا وغیرہ کسی بدنیتی سے کھڑا نہ ہو بلکہ اخلاص کے ساتھ محض اللہ کی رضا اور ثواب کے حصول کی نیت سے کھڑا ہو۔اور یہ کھلی بات ہے کہ جس قدر ثواب کا یقین اور اعتماد زیادہ ہوگا اتنا ہی عبادت میں مشقت کا برداشت کرنا آسان ہوگا۔

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ رمضان المبارک کا مہینہ آیا تو حضورؐ نے فرمایا کہ تمہارے اوپر ایک مہینہ آ رہا ہے جس میں ایک رات ہے جو ہزار مہینوں سے افضل ہے جو شخص اس رات سے محروم رہ گیا وہ ساری ہی خیر سے محروم رہ گیا اور اس کی بھلائی سے وہی شخص محروم رہ سکتا ہے جو حقیقۃً محروم ہی ہے۔

نبی کریم ﷺ باوجود ساری بشارتوں اور وعدوں کے جن کا آپ ﷺ کو یقین تھا پھر اتنی لمبی نماز پڑھتے تھے کہ پاؤں مبارک ورم کر جاتے تھے۔حضرت عمرؓ عشاء کی نماز کے بعد گھر میں تشریف لے جاتے اور صبح تک نماز میں گذار دیتے تھے۔حضرت عثمانؓ دن بھر روزہ رکھتے اور رات بھر نماز میں گذار دیتے صرف رات کے اوّل حصہ میں تھوڑا سوتے تھے، رات کی ایک ایک رکعت میں پورا قرآن پڑھ لیتے تھے۔سعید بن المسیبؒ کے متعلق منقول ہے کہ پچاس برس تک عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی۔امام ابوحنیفہؒ کا تو چالیس سال تک عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھنا مشہور ومعروف ہے۔جب آپ سے پوچھا گیا کہ آپ کو یہ قوت کس طرح حاصل ہوئی تو فرمایا کہ میں نے اللہ کے ناموں کے طفیل ایک مخصوص طریق پر دعا کی تھی۔

شب قدر کی پہچان

علماء کرام اور بزرگان دین نے فرمایا ہے کہ شب قدر میں ہر چیز سجدہ کرتی ہے حتیٰ کہ درخت زمین پر گر کر پھر اپنی جگہ کھڑے ہو جاتے ہیں مگر یہ ایسی چیزیں ہیں جن کو ہر شخص محسوس نہیں کر سکتا۔

حضرت عائشہؓ نے حضور ﷺ سے پوچھا کہ یا رسول اللہؐ! اگر مجھے شب قدر کا پتہ چل جائے تو کیا دعا مانگوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا یہ دعا پڑھا کرو: اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفُوَ فَاعْفُ عَنِّیْ کہ اے اللہ تو بے شک معاف کرنے والا ہے اور پسند کرتا ہے معاف کرنے کو پس معاف فرما دے مجھے بھی۔

یہ دعا بہت بہترین دعا ہے مختصر بھی ہے اور جامع بھی۔ جو حضرات عربی یا اردو میں اس دعا کو نہ لکھ سکیں وہ کسی اور زبان میں بھی لکھ کر یاد کر لیں۔ اللہ تعالیٰ اس مبارک رات کی قدردانی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

اعتکاف اور شب قدر

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ. اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدِ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ٥ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ٥ اِنَّآ اَنْزَلْنَاہُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ ٥ وَمَآ اَدْرٰکَ مَالَیْلَةُ الْقَدْرِ ٥ لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَھْرٍ ٥ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِکَةُ وَالرُّوْحُ فِیْھَا بِاِذْنِ رَبِّھِمْ مِّنْ کُلِّ اَمْرٍ ٥ سَلٰمٌ ھِیَ حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْرِ ٥ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ٥

معزز حاضرین کرام بزرگو اور دوستو! عام طور پر ایک انسان کے دنیاوی مشاغل اتنے زیادہ ہوتے ہیں کہ اسے اکثر خالق کائنات، تخلیق کائنات، ماحول اور

اپنی ذات کے بارے میں سوچ وفکر اور تفکر وتدبر کرنے کے لئے بہت کم وقت ملتا ہے دنیاوی مسائل، الجھنیں اور زندگی کے سینکڑوں ایسے بکھیڑے ہیں کہ جس نے انسانی ذہن کو اس قدر الجھا دیا ہے کہ اسے کچھ غور وفکر کرنے کا موقع ہی نہیں ملتا۔ لیکن شان خداوندی ہے کہ اس نے ہر انسان کو خلقی طور پر ایسی فطرت عطا فرمائی کہ وہ اپنی اس فطرت سے مجبور ہو کر کبھی کبھار ان لوازمات پر ضرور غور کرتا ہے جو اس کی خلقت کے وقت سے اس کے ضمیر میں ڈال دی گئی ہیں۔ مثلاً کسی بڑی عظیم قوت کے قادر مطلق اور خالق ہونے کا احساس، اس کی الوہیت کا اقرار، نیکی اور بدی میں امتیاز، بصیرت نفس یعنی اپنے نفس کے اعمال کی خود احتسابی کہ وہ اچھا کر رہا ہے یا برا اور اس امانت کی ذمہ داری کا احساس کہ ایک نہ ایک دن اس کو اپنے اعمال کا جواب دینا ہوگا اس کے مقابلے میں انسان کی آزمائش اور امتحان کے لئے اس کے اندر فطرت بالفعل کے لوازمات بھی رکھے گئے ہیں، انسانی فطرت میں چار قسم کے خصائص رکھے گئے ہیں، شہوانی خواہشات، اولاد، رشتہ دار، مال اور حب جاہ ومنصب۔ انسان ان کی نفسانی داعیات اور خواہشات کی تکمیل میں ایسا ڈوب جاتا ہے کہ اسے اعلیٰ انسانی، اخلاقی اور روحانی احساسات کا غلبہ زیادہ ہونے لگتا ہے اور جب بھی اس کی نفسانی اور مادی خواہشات پر روحانی احساسات کا غلبہ زیادہ ہوتا ہے اور اس کی فطرت سلیمہ دنیاوی مفاد کی بجائے اسے روحانی اقدار کی طرف شدت سے متوجہ کرتی ہے تو انسانی شخصیت تضاد کا شکار ہو جاتی ہے کیونکہ اس کے لاشعوری تقاضے اور دوسری طرف اس کا شعور اور عقل جو اس کو زیادہ سے زیادہ دنیاوی تحریص کی طرف مائل کرتا ہے کے تقاضے یکسر جدا ہوتے ہیں، یہ وہ لمحہ ہوتا ہے کہ جہاں دونوں فطرتیں آپس میں متصادم ہو کر انسان کے ذہن کو مختل کرتی ہیں اور اگر اسے خدائی ہدایات میسر نہ ہو تو وہ افراط وتفریط کا شکار ہو جاتا ہے اس وقت یا تو لاشعور کے تقاضے شعور کے تقاضوں کو اس قدر

مغلوب کر دیتے ہیں کہ انسان تمام دنیاوی مشاغل کو ترک کر کے رہبانیت کی راہ اختیار کر لیتا ہے جیسے عیسائی یا بدھ راہبوں کی زندگی اور یا پھر عقل وشعور کا غلبہ اسے ایک ایسا مادہ پرست انسان بنا دیتا ہے کہ اسے دنیاوی منفعتوں کے سوا دوسری کوئی شے نظر ہی نہیں آتی جیسے مغربی دنیا کی دنیا پرستی کہ جس میں روحانی اقدار کے لئے کوئی گنجائش ہی نہیں ہے۔

بدقسمتی سے دنیا کے تمام ادیان وملل ان دو انتہاؤں میں اس قدر الجھ چکے ہیں کہ مجبور ہو کر انہوں نے دین اور دنیا کو ہی الگ الگ کر دیا ہے لیکن پھر بھی یہ خطرناک مسئلہ وہیں کا وہیں ہے اور وہ آئے دن اخلاقی گراوٹوں اور بے راہ روی کی عمیق کھائیوں میں گرتے چلے جا رہے ہیں، بحمد اللہ تعالیٰ اسلام وہ واحد دین ہے جو اپنی صحیح ہیئت وحالت پر قائم، الوہی ہدایات کے عین مطابق، انسانی فطرت کے دونوں تقاضوں یعنی فطرت بالقوۃ اور فطرت بالفعل کو باہم متوازن رکھ کر ایک مومن کی زندگی کو خوشگوار، پرامن اور پرسکون بناتا اور انسانیت کی تہذیب کو پروان چڑھاتا ہے رمضان المبارک کے آخری عشرے کا اعتکاف، اسلامی عبادات میں ایک ایسی اہم اور خصوصی عبادت ہے جو لاشعور فطرت بالقوہ اور بالفعل کے تقاضوں کو ہم آہنگ کر کے انسان کے مقصد تخلیق کے حصول کو آسان بنانا ہے۔

اعتکاف

شریعت اسلامیہ کی ایک ایسی خصوصی خلوت ہے کہ جو فطرت بالقوہ یا لاشعور کے اس تقاضے کو پورا کرتی ہے کہ ساری دنیا سے الگ تھلگ ہو کر انسان جب صرف اللہ کا ہونا چاہتا ہے، رمضان المبارک ایک مومن کی زندگی کو اللہ تعالیٰ کے رنگ میں رنگ دیتا ہے اور اس کے سر پر چہار ترکی کا تاج سجایا جاتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا اور

خوشنودی کے حصول کے لئے اپنی چار انسانی خواہشوں کو قربان کر دیتے ہیں۔ اس تاج کے چار کونے ہوتے ہیں ایک کونہ کم کھانے پینے یعنی قلت طعام کا ہوتا ہے، دوسرا کونہ کم سونے یعنی شب بیداریوں سے مزین، راتوں کا رونا ہے اس کو قلت منام کہا جاتا ہے، تیسرا کونہ فضول بات چیت سے احتراز یعنی کم گفتگو کا ہونا ہے اسے قلت کلام کہتے ہیں اور چوتھا کونہ لوگوں کے فضول ہجوم سے بچنے کا ہوتا ہے اس کو قلت صحبت بالعموم کہتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ کی محبت میں کوئی مومن اس حد تک مستغرق ہو جاتا ہے کہ وہ اس کی عبادت کے لئے رزق حلال کی صرف اتنی مقدار کھاتا ہے کہ وہ اس سے صرف زندہ رہ سکے اور ناتوانی کا شکار نہ ہو، وہ صرف اتنا سوتا ہے کہ بدن کو کچھ آرام ملے، وہ بات کرتا ہے تو صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب نبی کریم ﷺ کے ارشادات اور دین کی تبلیغ کی، اور وہ ملتا ہے تو صرف ان لوگوں سے جو دین کی بات کرتے ہیں یہ شخص فنا فی الرسول اور فنا فی اللہ ہو جاتا ہے، اس کا مقصد صرف رضائے الٰہی کا حصول ہوتا ہے، یہ خاص اور اخص الخواص افراد ہوتے ہیں اور ان کی زندگی کا ہر دن اسی طرح گزرتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ اپنے عام مومن بندوں پر بھی کرم فرماتا ہے اور سال میں ایک مہینہ رمضان المبارک ان کے لئے اپنی صفات میں ڈوب جانے، تفکر وتدبر کرنے اور بے لوث عبادت کا موقع عطا فرماتا ہے، وہ ان لوگوں پر رمضان المبارک کے پہلے عشرے میں رحمتوں کا نزول فرماتا ہے، دوسرے عشرے میں ان کی مغفرت فرماتا ہے اور تیسرے عشرے میں انہیں نجات عطا فرماتا ہے۔ تیسرے عشرے میں اللہ تعالیٰ کے ان مومن بندوں میں بعض خاص بندے ہر طرف سے کٹ کر صرف اللہ جل شانہ کے مہمان بنتے

ہیں، وہ اپنے ماحول، شہر، بستی، گاؤں، محلّہ، گھر بار اور اہل خانہ سے دس دنوں کے لئے بالکل جدا ہو جاتے ہیں اور ایک دائرے میں اپنے آپ کو قید کر لیتے ہیں، اس دائرے کے اندر بس صرف اللہ کی یاد کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہی کی صفات کے بارے میں تفکر وتدبر کرتے ہیں، ان ایام میں وہ تخلیق کائنات اور تخلیق انسان کے مقصد اور اس کے حصول پر غور کرتے ہیں، وہ عبادت، ارکان اسلام اور اللہ کا قرب حاصل کرنے کے لئے شریعت وطریقت کے اسباب ووسائل کو بروئے کار لاتے ہیں اور وظائف بندگی کی تکمیل کرتے ہیں۔

اعتکاف کے روحانی فوائد

اسلامی شریعت میں اس خاص کورس کو اعتکاف کہا جاتا ہے۔ یہ روحانی رموز واسرار کا ایک ایسا عجیب وغریب کورس ہوتا ہے کہ معتکف خواہ وہ اللہ تعالیٰ کا کوئی خاص بندہ ہو، عالم، خطیب، مفسر، مفکر یا کوئی عام ان پڑھ بندہ مومن لیکن ہر وہ شخص کہ جو اخلاص نیت سے گھر بار چھوڑ کر اللہ کو منانے کے لئے اس کے گھر کی دہلیز پر آن بیٹھا ہو، بارگاہ خداوندی سے اعتکاف کے روحانی فیوضات، برکات اور عنایات سب کو ملتے ہیں اور اللہ ہی جانے کہ کس کو کس قدر ملتا ہے لیکن بندہ کی عاجزی اپنے آپ کو سب سے کمتر جاتا، اس کا احساس، شرمندگی، اس کی ناتوانی، بے بسی، اس کی فریاد، التجائیں اور اللہ کی بارگاہ میں اس کی آہیں، سسکیاں، رقت اور اس کا پھوٹ پھوٹ کر رونا، اس کو اللہ کی بارگاہ میں توبہ کی توفیق ضرور عطا فرماتا ہے، چونکہ معتکف یہ سب کچھ دنیا کی نظروں سے چھپ کر صرف اللہ کے لئے کرتا ہے اور پھر مالک کی مرضی کہ وہ اپنے اس خاص مزدور کو کتنی اجرت دے، چہار ترکی اور توبہ کی یہ ٹوپی انسان کو روحانی

طور پر اتنا لطیف بنا دیتی ہے کہ وہ ان دیکھی دنیاؤں کو دیکھنے کا اہل ہو جاتا ہے۔ وہ مقامات مقدسہ زیارت حرمین شریفین اور منور اجسام کو خوابوں، مراقبوں اور مکاشفوں میں دیکھتا ہے اور پھر جتنا تزکیہ اور تصفیہ باطن کے مراحل سے گزرتا ہے ایک وقت ایسا بھی آجاتا ہے کہ وہ حضور سرکار کی زیارت کے لئے اللہ جل شانہ کی بارگاہ میں التجا کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اسے خواب میں اپنے محبوب کا جلوہ بھی عطا فرما دیتا ہے۔ یہ ایک امتی کی معراج ہوتا ہے، اعتکاف میں اللہ کے بندوں پر محویت کا ایک ایسا عالم طاری ہوتا ہے کہ بظاہر وہ عالم لوگوں کی طرح مسجد میں عبادات و وظائف حیات کی تکمیل کرتے نظر آتے ہیں لیکن حقیقت میں ان کا رابطہ نور سے قائم ہوتا ہے۔

اعتکاف کے ارکان و شرائط

حضرات گرامی! اعتکاف ایک اہم عبادت ہے اور اس کے چار ارکان ہیں۔

(۱) اعتکاف کی نیت اور ارادہ ہونا۔

(۲) مسلمان اور عاقل ہونا۔

(۳) مرد کے لئے جنابت اور عورت کے لئے حیض اور نفاس سے خالی اور پاک ہونا۔

(۴) معتکف کا مسجد میں ہونا۔

اعتکاف کی اقسام

اعتکاف کی تین قسمیں ہیں۔ واجب، سنت اور مستحب۔ رمضان المبارک کے آخری عشرے کا اعتکاف سنت مؤکدہ ہے، یہ اعتکاف بیسویں رمضان کی شام یعنی غروب آفتاب کے وقت سے شروع ہو جاتا ہے لہٰذا عصر کے وقت معتکف کا مسجد کے

اندر داخل ہونا ضروری ہے۔ اعتکاف عید کا چاند نظر آنے پر ختم ہو جاتا ہے، چاند خواہ انتیس کا ہو یا تیس کا، اعتکاف سنت علی الکفایہ ہے اور کسی شہر یا بستی میں اگر ایک آدمی بھی کر لے تو سب بری الذمہ ہو جاتے ہیں لیکن جتنی زیادہ تعداد میں مسلمان یہ عبادت کریں امت پر اتنا ہی برکتوں کا نزول ہوتا ہے۔

مستحب اعتکاف کے لئے کوئی بھی شخص کسی بھی مسجد میں نماز کے داخل ہوتے وقت نیت کر سکتا ہے، یہ اعتکاف دس پندرہ منٹ کا بھی ہو سکتا ہے اور باعث اجر وثواب ہوتا ہے۔ پنجگانہ نمازوں کے لئے مسجد میں داخل ہوتے وقت اگر کوئی شخص روزانہ اعتکاف کی نیت کر لیا کرے تو اسے روزانہ پانچ اعتکاف کا ثواب مل جاتا ہے عام مسلمان مستحب اعتکاف سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

اعتکاف کے دوران جائز امور

(۱) قضائے حاجت کے لئے مسجد سے نکلنا۔

(۲) غسل فرض کے لئے نکلنا۔

(۳) جس مسجد میں نماز جمعہ پڑھنے کا اہتمام نہ ہو اس سے جامع مسجد میں صرف اتنی دیر کے لئے جانا کہ نماز جمعہ سے پہلے صرف چار سنتیں پڑھ سکے۔

(۴) اذان دینے کی مقررہ جگہ جا کر اذان دینا۔

(۵) مسجد میں کھانا پینا۔

(۶) کوئی ضرورت کی چیز خریدنا۔

(۷) صرف نکاح کرنا۔

اعتکاف کے مکروہات

(۱) خاموش رہنے کو عبادت خیال کرتے ہوئے خاموش رہنا۔

(۲) مسجد میں کوئی چیز لا کر خرید وفروخت کرنا یعنی کاروبار کرنا یا بلاضرورت کوئی چیز خریدنا یا خرید وفروخت والی جگہ پر بیکار گھومنا پھرنا۔

(۳) فضول اور بیہودہ باتیں کرنا، بحث ومباحثہ یا لڑائی جھگڑا کرنا۔

اعتکاف کو توڑنے والے امور

(۱) مسجد سے تھوڑے وقت کے لئے بھی بلا عذر باہر نکلنا۔

(۲) لوازمات جماع یا جماع کر بیٹھنا۔

(۳) معتکف کا مجنون یا بیہوش ہو جانا۔

لَیۡلَةُ الۡقَدۡر یا شب قدر کا بیان

رمضان المبارک کا مہینہ تمام مہینوں کا سردار ہے، اس مہینے کو اللہ جل شانہ کی طرف سے بے پناہ عظمت اور بزرگی عطا ہوئی ہے۔ اس مہینہ میں نفل کا درجہ فرض کے برابر اور ایک فرض کا ستر فرضوں کے برابر کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ ہوں۔

مومن کا ہر عمل اس مہینہ میں عبادت شمار کیا جاتا ہے۔ اس کا سونا، جاگنا، بات چیت کرنا، چلنا پھرنا، معاملات، غرض ہر وہ عمل جو اللہ کی رضا کی خاطر اور اس کے حکم کے مطابق کیا جاتا ہے عبادت کا درجہ رکھتا ہے یعنی ہر عمل اجر وثواب کا ایک بہانہ بن جاتا ہے۔ نبی کریم ﷺ اپنے صحابہ کو اکثر اگلے وقتوں کے نیک بندوں اور مومنین کی عبادتوں اور نیک اعمال کے واقعات بیان فرمایا کرتے تھے۔ یہ بھی ایک بہانہ تھا کہ مومنین، مومنات اور فرشتوں کو صحبت نبی اس طرح نصیب ہو جاتی تھی۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام کی فضیلت اس وجہ سے بھی ہے کہ ان کو نبی کریم ﷺ کی صحبت میں

زیادہ وقت ملا، دیگر فرشتوں کو یہ فضیلت حاصل نہ ہوئی۔ صحابہ کرام میں ان کو زیادہ فضیلت ملی جن کو جتنا زیادہ صحبت کا فیض ملا، جنہیں حضور اکرم ﷺ سے جتنا زیادہ علم، حکمت، تعلیم، اسباق، تزکیہ نفس وتصفیہ باطن ملا۔ جنہوں نے حضور اکرم ﷺ کی اقتداء میں جتنی زیادہ نمازیں پڑھیں، جو جتنا زیادہ آپ کے ساتھ سفر، حضر اور جہاد وغزوات میں شامل ہوئے، جنہوں نے حضور اکرم ﷺ، امہات المومنین، اہل بیت کی جتنی زیادہ خدمت کی، ان سے پیار کیا، ان کی غلامی کی۔ ظاہر ہے کہ انہیں اتنی ہی فضیلت عطا ہوئی۔

میں یہ عرض کر رہا تھا کہ نبی ﷺ ایک ایسی ہی محفل فیض میں اگلے وقتوں کے صلحاء میں سے ایک عابد کا ذکر فرما رہے تھے کہ اس نے ایک ہزار مہینے تک اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور اسی طرح حضرت ایوب علیہ السلام، حضرت زکریا علیہ السلام، حضرت حزقیل علیہ السلام اور حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کا ذکر فرمایا کہ وہ اسی (۸۰) سال تک اللہ کی عبادت میں مصروف رہے اور پل بھر بھی ان کے ذہن میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا خیال نہیں آیا، اس پر محفل نبی میں بیٹھے صحابہ کرام کو رشک ہوا کہ ہماری عمریں تو ان کے مقابلہ نہ ہونے کے برابر ہیں اور ان کے دل رنجیدہ ہو گئے، رب ذوالجلال کو رحم آیا اور اس ذات کریمانہ نے امت محمدیہ کو شب قدر عطا فرمائی جو ایک ہزار مہینوں یعنی تراسی سال اور چار ماہ کی عبادت سے بھی بہت افضل اور مرتبہ میں زیادہ ہے قلب نبی ﷺ پر نزول وحی ہوئی اور مسلمانوں کو سورۃ القدر کا عظیم تحفہ عطا فرمایا گیا۔ گویا اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو مژدہ سنایا اور بشارت دی کہ اے میرے محبوب! ہمارے نزدیک جیسا تیرے لئے وقت وزمان، مکان لامکان کوئی معنی نہیں رکھتی اسی طرح تیری امت کے لئے عمر کی کمی بیشی بھی کسی اہمیت کی حامل نہیں، میں

اپنی قدرت سے ان کے لئے ایک رات کی عبادت کے وقت کو اتنا وسیع کرتا ہوں کہ اس کے مقابلے میں ہزار مہینے بھی کوئی حقیقت نہیں رکھتے۔ حضور نبی علیہ السلام بہت ذوق وشوق سے ماہ رمضان کی راتوں میں لَیْلَةُ الْقَدْر کی تلاش فرمایا کرتے تھے۔

ایک دفعہ آپ ﷺ نے پہلے عشرے میں اعتکاف فرمایا، پھر دوسرے عشرے میں اعتکاف فرمایا پھر ارشاد فرمایا کہ مجھے تیسرے عشرے میں لَیْلَةُ الْقَدْر عطا کی گئی ہے۔ اور فرمایا کہ جس شخص نے ایمان اور طلب ثواب کے لئے قیام کیا اس کے تمام گذشتہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ شب قدر کو رمضان المبارک کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔

شب قدر کی دعا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا یا رسول اللہ! اگر مجھ کو شب قدر کا پتہ چل جائے تو میں اس میں کیا دعا کروں؟ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا یہ دعا پڑھا کرو۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ یا اللہ! تو معاف کرنے والا ہے۔ معافی چاہنے والے کو پسند کرتا ہے مجھے بھی معاف فرما۔

شب قدر میں مومنین کے اعمال واشغال

حضور اکرم ﷺ کے ارشاد عالیہ کے مطابق ہر مسلمان کو عشرۂ اخیرہ کی طاق راتوں یعنی اکیسویں، تیئیسویں، پچیسویں، ستائیسویں اور انتیسویں میں شب قدر کو تلاش کرنا چاہیئے۔ درحقیقت ایک صادق امتی کے لئے آقائے نامدار کے نقوش

پاک سفر ہی اصل سلوک ہے کہ لَیْلَةُ الْقَدْر ہمیں جس کے وسیلہ سے نصیب ہوئی ہر طاق رات کو نوافل، تلاوت قرآن پاک، کثرت سے درود شریف کا ورد مناجات، اذکار اور دعائیں سب گھر والوں کے ساتھ مل کر کرنی چاہئیں۔ اللہ جانے ان پانچ طاق راتوں میں کب وہ گھڑی آئے جو طالب صادق کی دنیا ہی بدل دے یعنی رمضان المبارک کا اصل مقصد جس کے حصول کے لئے عمر بھر ایک مسلمان تک ورد میں مصروف رہتا ہے، وہ ایک پل میں نصیب ہو جائے یہ بڑے نصیب کی بات ہے لیکن ہر مسلمان کو بڑے یقین سے ایک بات ذہن نشین کر لینی چاہئے کہ چاہے ان راتوں کا بصری ظہور کسی پر ہو یا نہ ہو فرمان نبوی کے مطابق یہ مقدس رات ہر سال آتی ہے اور کوئی بندہ بھی اس سے محروم نہیں رہتا، جہاں تک شب بیداری کا تعلق ہے تو جس نے مغرب کے وقت اوابین پڑھ لیں، جس نے تراویح میں قیام اللیل کیا، جو تہجد کے لئے اٹھا ان سب کو درحقیقت شب بیداری کا اجر وثواب مل رہا ہے، وہ قلت منام کا فیض پا رہا ہے، ضرورت اس چیز کی ہے کہ جو بھی عبادت کی جائے چاہے وہ نوافل کی صورت میں ہو یا تلاوت قرآن، ذکر اذکار، مناجات، تسبیحات، استغفار اور درود شریف کی صورت میں اس کو پورے حضور قلب اور خشوع خضوع سے کی جائے، تعدیل ارکان کی پابندی لازم اور مناجات میں الفاظ کے معانی کی سمجھ ہونی چاہیئے، ہر عبادت اللہ تعالیٰ کے لئے ہوتی ہے۔ لہٰذا تمام حضرات اس رات کا اہتمام فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ

شب قدر کی فضیلت

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلاَ مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لاَ شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ. اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدِ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ o بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o اِنَّآ اَنْزَلْنَاہُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ o وَمَآ اَدْرٰکَ مَالَیْلَةُ الْقَدْرِ o لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَھْرٍ o تَنَزَّلُ الْمَلَآئِکَةُ وَالرُّوْحُ فِیْھَا بِاِذْنِ رَبِّھِمْ مِّنْ کُلِّ اَمْرٍ o سَلَامٌ ھِیَ حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْرِ o صَدَقَ اللّٰہُ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ o

معزز حاضرین کرام بزرگو اور دوستو! رمضان المبارک کے آخری عشرے میں ایک رات آتی ہے جسے سورۃ الدخان میں لیلۃ المبارک اور سورہ قدر میں لیلۃ القدر کہا

گیا ہے۔ قدر کے معنی بعض مفسرین کے نزدیک تقدیر کے ہیں اور شب قدر سے مراد ایسی رات ہے جس میں اللہ تعالیٰ انسانوں کی تقدیر کے فیصلے نافذ کرنے کے لئے فرشتوں کے سپرد کرتا ہے۔ اس کی تائید میں سورۃ الدخان کی آیت میں ارشاد فرمایا گیا: فِیْھَا یُفْرَقُ کُلُّ اَمْرٍ حَکِیْمٍ کہ اس رات میں ہر معاملہ کا حکیمانہ فیصلہ صادر کیا جاتا ہے۔ بعض مفسرین کے نزدیک قدر کے دوسرے معنی عظمت اور قدر و منزلت کے ہیں اور شب قدر سے مراد ایسی رات ہے جو بڑی عظمت اور قدر و منزلت والی ہے۔ اس کی تائید دوسرے آیات سے بھی ہوتی ہے۔

بہر کیف دونوں معانی مقصود ہیں جن کی تصدیق مختلف مقامات پر آیات قرآنی، احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور اقوال علماء اور محدثین سے ہوتی ہے۔ انسانی تاریخ کے ہزار مہینوں میں انسانی بھلائی کے لئے اتنا کام نہیں ہوا جتنا ایک رات میں کر دیا گیا ہے۔ اس رات کو فرشتے اور جبرئیل امین اپنے رب کے حکم سے ہر حکم لے کر نازل ہوتے ہیں اور یہ شب شام سے صبح تک سراسر سلامتی کی رات ہوتی ہے اور اس میں کسی شر کا دخل نہیں ہوتا۔

اللہ تعالیٰ نے سورۃ القدر میں فرمایا کہ ہم نے اس (قرآن) کو شب قدر میں نازل کیا ہے اور تمہیں کیا معلوم ہے کہ شب قدر کیا ہے؟ شب قدر ہزار مہینوں سے زیادہ فضیلت رکھتی ہے فرشتے اور روح القدس (جبرئیل) اس رات میں اپنے رب کے اذن سے ہر حکم کو لے کر اترتے ہیں وہ رات سراسر سلامتی ہے طلوع فجر تک۔

سورۂ قدر کی تفسیر

اللہ تعالیٰ نے تیسویں پارے میں ایک سورۃ نازل فرمائی جس کا نام سورۂ قدر ہے۔ اس کی سب سے پہلی آیت ہے۔ اِنَّآ اَنْزَلْنَاہُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ. کہ بے شک

ہم نے قرآن پاک کو شب قدر میں اتارا ہے۔ یہی ایک بات اس رات کی فضیلت کے لئے کافی تھی کہ قرآن کریم جیسی مقدس کتاب اس میں نازل ہوئی۔ آگے ارشاد فرمایا گیا: وَمَا اَدْرٰکَ مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ آپ کو کچھ معلوم بھی ہے کہ شب قدر کیسی بڑی چیز ہے یعنی اس رات کی بڑائی اور فضیلت کا آپ کو علم بھی ہے کہ کتنی خوبیاں اور کس قدر فضائل لئے ہوئے ہے۔ اس کے بعد چند فضائل کا ذکر ہے۔ لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ یعنی ہزار مہینہ تک عبادت کرنے کا جس قدر ثواب ہے اس سے زیادہ شب قدر میں عبادت کرنے کا ثواب ہے اور اس زیادتی کا بھی علم نہیں کہ کتنی زیادہ ہے۔ تَنَزَّلُ الْمَلٰئِکَةُ اس رات میں فرشتے اترتے ہیں۔ وَالرُّوْحُ فِیْهَا اور اس میں روح یعنی روح القدس بھی اترتے ہیں۔ روح القدس سے مراد حضرت جبرئیل علیہ السلام ہیں۔

حضرات گرامی! وہ مقدس رات جس میں غار حرا میں حضور اکرم ﷺ پر پہلی وحی نازل ہوئی وہ شب قدر تھی۔ ویسے تو ماہ رمضان المبارک کے تمام دن اور تمام راتیں رحمتوں اور برکتوں سے مزین ہوتے ہیں لیکن اس مبارک مہینہ کے آخری عشرے کی ایک طاق رات جسے شب قدر کہا گیا ہے اس کی بے حد قدر و منزلت قرآن مجید میں بیان کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے کہ تم کیا جانو کہ یہ رات کیا ہے اور ساتھ ہی اس کی فضیلت و اہمیت بھی بتادی گئی ہے کہ یہ رات ہزار مہینوں سے زیادہ بہتر رات ہے۔

سورۂ بقرہ میں بھی ارشاد فرمایا گیا: شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن مجید نازل کیا گیا۔ قرآن مجید کے نزول کا سلسلہ اسی شب قدر کو شروع ہوا تھا جو تیئیس (۲۳) سال تک حضرت جبرئیل وقتاً فوقتاً حالات کے مطابق اللہ کے حکم سے آیات اور سورتوں کی شکل میں حضور اکرم ﷺ

پر نازل کرتے رہے پورا رمضان المبارک رحمتوں اور برکتوں کا مہینہ ہوتا ہے تاہم اسی ماہ کی جس رات میں انسانیت کی رشد و ہدایت کے لئے قرآن مجید نازل ہوا وہ ہزار مہینوں سے بہتر ہے جس میں سلامتی ہی سلامتی ہے شر کا نام و نشان نہیں، قسمتوں کے بنانے اور بگاڑنے کے فیصلے ہوتے ہیں بلا شبہ وہ ایک معمولی رات نہیں بلکہ نہایت اہم اور مبارک رات ہے جس کو خوش نصیب لوگ رمضان کے آخری عشرے میں تلاش کرتے ہیں۔

شب قدر کون سی رات ہے؟

بعض علمائے کرام نے تصریح کی ہے کہ شب قدر ہمیشہ کے لئے کسی ایک رات میں متعین نہیں۔ ممکن ہے کہ کسی ایک رمضان المبارک میں کوئی رات ہو اور دوسرے رمضان میں دوسری رات ہو۔ خصوصاً ستائیسویں شب پر گمان غالب ہوا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رمضان ختم ہونے میں نو دن، سات دن، پانچ دن، تین، دن، ایک دن باقی ہو یا آخری رات میں لیلۃ القدر کو تلاش کرو۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت کے مطابق حضور اکرم ﷺ نے فرمایا شب قدر کو رمضان کے آخری دس راتوں میں سے طاق راتوں میں تلاش کرو۔

اکثر محدثین اور علمائے کرام اس رائے پر متفق ہیں کہ ماہ رمضان المبارک کے آخری عشرے میں سے کوئی ایک رات ہے۔ غالبًا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے ایک رات کا تعین اس لئے نہیں کیا گیا کہ شب قدر کی فضیلتوں سے فائدہ حاصل کرنے کے لئے اللہ کے بندے زیادہ سے زیادہ راتوں میں عبادت کریں اور صرف ایک رات پر ہی اکتفانہ کریں۔

حضرت عبادہؓ نے نبی کریم ﷺ سے شب قدر کے بارے میں دریافت کیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ رمضان کے اخیر عشرہ کی طاق راتوں میں ہے ۲۱، ۲۳، ۲۵، ۲۷، ۲۹ یا رمضان کی آخر رات میں جو شخص ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے عبادت کرے اس کے پچھلے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اس رات کی منجملہ اور علامتوں کے یہ ہے کہ وہ رات کھلی ہوئی چمکدار ہوتی ہے صاف شفاف نہ زیادہ گرم نہ زیادہ ٹھنڈی بلکہ معتدل گویا کہ اس میں (انوارات کی کثرت کی وجہ سے) چاند کھلا ہوا ہوتا ہے اور اس رات میں صبح تک آسمان کے ستارے شیاطین کو نہیں مارے جاتے نیز اس کی علامتوں میں سے یہ بھی ہے کہ اس کے بعد کی صبح کو آفتاب بغیر شعاع کے طلوع ہوتا ہے بالکل ہموار ٹکیہ کی طرح جیسا کہ چودہویں رات کا چاند۔ اللہ جل شانہٗ نے اس کے دن کے آفتاب کے طلوع کے وقت شیطان کو اس کے ساتھ نکلنے سے روک دیا (بخلاف اور دنوں کے کہ طلوع آفتاب کے وقت شیطان کا اس جگہ ظہور ہوتا ہے)۔

شب قدر کی علامات

شب قدر کی چند علامات میں نے آپ کے سامنے عرض کیں، ان کے علاوہ اور بھی بعض علامات روایات میں ذکر کی گئی ہیں بالخصوص اس رات کے بعد جب صبح کو آفتاب نکلتا ہے تو بغیر شعاع کے نکلتا ہے۔ یہ علامت بہت سی روایات میں وارد ہوئی ہے اور ہمیشہ پائی جاتی ہے اس کے علاوہ اور علامتیں لازمی نہیں ہیں۔ عبدۃ بن ابی لبابہؓ کہتے ہیں کہ میں نے رمضان المبارک کی ستائیسویں شب کو سمندر کا پانی چکھا تو بالکل میٹھا تھا۔ ایوب بن خالد کہتے ہیں کہ مجھے نہانے کی ضرورت ہوئی میں نے

سمندر کے پانی سے غسل کیا تو وہ بالکل میٹھا تھا اور یہ تیئیسویں شب کا قصہ ہے۔

بزرگان دین نے لکھا ہے کہ شب قدر میں ہر چیز سجدہ کرتی ہے حتیٰ کہ درخت زمین پر گر کر پھر اپنی جگہ کھڑے ہو جاتے ہیں مگر ایسی چیزوں کا تعلق کشف سے ہے جو ہر شخص کو محسوس نہیں ہوتے۔

حضرت عائشہؓ نے حضور ﷺ سے پوچھا کہ یا رسول اللہؐ! اگر مجھے شب قدر کا پتہ چل جائے تو کیا دعا مانگوں۔ حضور ﷺ نے اَللّٰھُمَّ سے اخیر تک دعا بتلائی جس کا ترجمہ یہ ہے کہ اے اللہ تو بے شک معاف کرنے والا ہے اور پسند کرتا ہے تو معافی کو۔

دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ

پیام عید

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلاَ مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِیَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لاَ شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ. اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِى الْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِيْدِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰيَةً مِّنْكَ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ o. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ o

معزز حاضرین کرام!

رمضان المبارک کا آخری عشرہ ختم ہونے کو ہے۔ عید کی تیاریاں زوروں پر ہیں اس لئے میں چاہتا ہوں کہ اس خطبے میں عید سے متعلق کچھ عرض کروں۔

حضرات گرامی! عید کے لغوی معنی خوشی، میلہ، جشن اور تہوار کے آتے ہیں اور اہل عرب کے نزدیک عید اس وقت کو کہتے ہیں جس میں خوشی و مسرت ہوتی ہے۔

عید کی وجہ تسمیہ

عید کو عید کیوں کہا جاتا ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ عید کے معنی لوٹنے کے ہیں اور یہ ہر سال نئی خوشی لے کر لوٹتی ہے اس لئے اس کو عید کہا جاتا ہے۔

ایک مسلمان تزکیہ نفس کی کسوٹی پر پورا اترتا ہے، وہ ایک ماہ روزے رکھتا ہے اور عید الفطر کو روزہ افطار کرتا ہے تو وہ کامیاب ہوجاتا ہے۔ تو گویا عید یا خوشی اس کی ہوئی جس نے عید الفطر کے تیس روزے رکھے اور جس نے محبوب حقیقی کے ذکر سے اپنی زبان کو تر رکھا اور نفس پر قابو پایا۔ یہ مہینہ ہدایت اور رہنمائی کا مہینہ ہے اس میں تیس روزوں کے ذریعے مسلمانوں کو ایک ٹریننگ دی جاتی ہے تاکہ وہ پرہیز گار بن جائیں اور نہ صرف اس ماہ میں بلکہ آئندہ زندگی میں بھی تیار رہیں۔ اگر اس ماہ کی نعمتوں سے پورے سال کو سنوارنے کا عہد اور تحمل نہیں کریں گے تو سمجھ لیں کہ اس ٹریننگ کے بعد بھی ہم ناکام ہوگئے، ہمیں اس ماہ میں معرفت الٰہی کی سند نہیں ملے گی۔ حضور اکرم ﷺ جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو اہل مدینہ نے کھیل کود کے لئے دو دن مقرر کئے۔ آپ نے فرمایا یہ دو دن کیسے ہیں؟ تو انہوں نے کہا کہ ان دو دنوں میں ہم زمانہ جاہلیت میں کھیل کود کیا کرتے تھے، آپ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے ان دو دنوں کی جگہ ان سے بہتر دن مرحمت فرمائے ہیں۔ اور عید الفطر اور عید الاضحیٰ ہیں۔

آج بطور مسلمان اپنے احوال پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ سوچنا ہے کہ کہیں ہم بھی زمانہ جاہلیت میں تو نہیں آ گئے، کیا ہم نے عید کے معنی و مفہوم کو سمجھنے کی

کوشش کی یا اس سے لطف اندوز ہونے اور اسے کھیل کود تک محدود کر دیا؟ عید الفطر امتحان کی کامیابی کا دن ہے، خوشیوں اور مسرتوں کا دن ہے، اس روز صدقہ کرنے کی فضیلت بیان ہوئی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عید کی نماز پڑھائی، پھر آپ نے خطبہ دیا اور عورتوں کو نصیحت فرمائی اور صدقہ کا حکم دیا۔

شریعت اسلامی کی رو سے نماز عید سے پہلے ہر صاحب حیثیت اور ہر صاحب نصاب مسلمان پر صدقہ فطر یا فطرانہ ادا کرنا لازم ہے۔ اس طرح رمضان کے روزے اور عبادت کے بعد اگر مسلمان صدقہ ادا کرتا ہے تو وہ اپنے رب کی رحمت کے دائرہ میں آنا شروع ہو جاتا ہے۔

عید کی رات عبادت کرنے کی فضیلت

ہر قوم کی خوشی منانے کے دن ہیں، ہر مذہب اپنے اپنے انداز سے خوشی مناتا ہے۔ اسلام جو سچا اور حق پر مبنی دین ہے اس دن خوشی منانے کی دعوت دیتا ہے۔ خوشی منانا اصل اطاعت گزاری ہے، جیسے ہی شوال کا چاند نظر آتا ہے اہل ایمان عبدیت کے فرائض پورا کرنے کی دھن میں لگ جاتے ہیں، ان کی آنکھوں میں خوشی کے آنسو ہوتے ہیں۔ دراصل یہ وہی خوشی کے آنسو ہیں جو رب العالمین اپنے پرہیزگار بندوں میں دیکھنا چاہتا ہے۔ مسلمان شوال کا چاند دیکھ کر سجدہ شکر ادا کرتے ہیں، اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں، اس رات اپنے امتحان میں کامیابی کے لئے گڑگڑا کر معافی مانگتے ہیں، آہ وزاری کرتے ہیں، اپنے پالن ہار کو مناتے ہیں، اپنے رب سے بخشش طلب کرتے ہیں اور وہ اعلیٰ رب اپنے منگتوں اور چاہنے والوں کو ان کی اوقات سے بڑھ کر نوازتا ہے اور بار بار کہتا ہے۔ ہے کوئی مانگنے والا!

اہل ایمان اپنی جھولیاں مرادوں سے بھر لیتے ہیں، یوں مرادوں کا ملنا ہی وہ خوشی ہے جسے عید، خوشی اور تہوار کہتے ہیں۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص پانچ راتیں عبادت کرلے اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے۔ آٹھ ذی الحجہ، نو ذی الحجہ، دس ذی الحجہ، عید الفطر اور پندرہ شعبان کی رات۔ ایک اور مقام پر حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص عیدین کی راتوں میں اخلاص کے ساتھ عبادت کرتا ہے اس کا دل اس دن فوت نہیں ہوگا جس دن تمام دل فوت ہو جائیں گے۔ مگر افسوس آج کے مسلمان ان مقدس راتوں کی فضیلت واہمیت سے بے خبر اور عمل سے غافل ہیں۔ ہمارے یہاں اس رات کا تصور کیا ہے؟ لوگ پورے سال خدا کی نافرمانی میں گزار کر اس رات اپنے گناہوں پر جشن مناتے ہیں، جو جانتے نہیں کہ نماز کیا ہے؟ تزکیہ کیا ہے؟ جنہیں معلوم نہیں کہ نفس کو کنٹرول میں کیسے کیا جاتا ہے؟ اور انہیں یہ بھی معلوم نہیں کہ روٹھے رب کو کیسے منایا جاتا ہے؟ جو اسلامی اصولوں اور اسلامی کلچر سے نا آشنا ہیں، جنہیں شعور نہیں کہ زندگی کا مقصد کیا ہے؟ ایسے لوگ اپنا وقت و دولت کو برباد کرتے ہیں، چاند رات جو عبادت کی رات ہے جس میں اپنے مولا کو منا کر عید کی خوشیوں کو حاصل کرنے کا سامان کیا جاتا ہے اس رات بازار سج جاتے ہیں اور مسلمان تفریح کی غرض سے باہر نکل جاتے ہیں بے حیائی سے عید کارڈ فروخت ہوتے ہیں، گھر میں ٹی وی پر ناچ گانے اور موسیقی کے پروگرام شروع ہو جاتے ہیں، فلمیں دیکھی جاتی ہیں، سڑکوں پر ٹریفک رک جاتی ہے اور لوگوں کا ایک جم غفیر اسی سہانی خوشی کو منانے باہر نکل جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو سمجھ عطا فرمائے۔ آمین!

عہد رسالت مآب ﷺ کی عید

عید ایک فطری جذبہ ہے کہ انسان سال بھر میں ایک دن وہ رنگا رنگ اور بلکہ تبدیلی حالات کا خوگر ہوتا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ ذرا معمولات سے ہٹ کر بھی کچھ وقت گزارے، چنانچہ دنیا کا کوئی بھی مذہب یا متمدن قوم وملک یا خطہ ایسا نہیں جہاں کسی خوشی، عید یا تہوار کا رواج نہ ہو، ابتدائے آفرینش سے انسان کسی نہ کسی بہانے تہوار مناتا چلا آیا ہے اور رہی بات اسلام کی تو یہ فطری مذہب ہے اور اس کی تمام تر بنیاد فطرت پر ہی ہے، پھر ہر پیدا ہونے والا بچہ دین فطرت پر ہی پیدا ہوتا ہے اور اس کا رخ بدلنے والے اس کے ماں باپ ہوتے ہیں اس لئے اسلام نے بھی اپنے یہاں دو تہوار رکھے ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ جب صحابہ کرام کے ساتھ مکہ سے مدینہ ہجرت کر کے تشریف لائے تو آپ کو بعض اصحاب نے بتایا کہ یا رسول اللہ! یہاں مدینہ میں یہود ونصاریٰ سال میں دو بار اپنے قومی جشن مناتے ہیں، ان جشنوں کے موقع پر ان کے مرد وخواتین اور بچے سب مل کر کھیل تماشے کرتے ہیں اور فضول گاتے ہیں۔ راوی کا بیان ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ لوگ جو کچھ ان تہواروں پر کرتے ہیں جہالت وضلالت کا طریقہ ہے جو ان کے آباء واجداد سے زمانہ جاہلیت سے چلا آ رہا ہے۔ اللہ جل شانہ نے ان دنوں (جشنوں) کو دوسرے اعلیٰ ترین وبابرکت دنوں میں تبدیل کر دیا ہے اور وہ ہیں عید الفطر اور عید الاضحیٰ۔ مسلمانوں کے لئے یہ متبرک تہوار قرار پائے کہ مومن اللہ جل شانہ کے حضور شکرانہ ادا کریں۔ رمضان المبارک کے مہینے میں روزے رکھ کر ایک بزرگ وبرتر عبادت گزاری کی توفیق ہو جاتی ہے چاہئے کہ عیدگاہ کے راستہ میں صدقہ فطر ادا

کر دے تاکہ یہ مسکین اور غریب بھائی بہن بھی اس خوشی میں ان کے ساتھ شرکت کریں۔ اسی طرح عید الاضحیٰ حج بیت اللہ کا فرض ادا کرنے کے بعد قربانی پیش کر کے سنت ابراہیمی کی ادائیگی سے بہرہ یاب ہو جاتے ہیں۔

عید الفطر کے تعلق سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ اس روز دوگانہ ادا کرنے کے لئے تشریف لے جانے سے پیشتر کوئی میٹھی چیز ضرور تناول فرماتے تھے۔ کھجوروں کی تعداد عموماً پانچ، سات یا نو ہوا کرتی تھی۔ حضور اکرم ﷺ عید کی نماز مسجد کے بجائے عام طور پر کھلے میدان میں ادا کرتے تھے۔ مدینہ منورہ کے تمام مرد مسلمان وہاں باجماعت دوگانہ آپ کے ساتھ ادا کرتے تھے۔ آپ ہمیشہ نماز عید کے لئے پیدل تشریف لے جایا کرتے تھے اور جس راستے سے تشریف لے جاتے تھے اسی راستے سے واپس تشریف نہیں لاتے تھے بلکہ دوسرے راستہ سے واپسی ہوتی تھی اور تمام صحابہ کرام کو یہی تاکید وتلقین فرماتے تھے، آمد ورفت میں راستہ کی تبدیلی کے بارے میں ایک روایت یہ بھی ہے کہ اس میں حکمت عملی ہے کہ مومنوں کے اس نیک عمل کی زیادہ سے زیادہ تشہیر ہو جائے۔

علاوہ ازیں ایک دوسری روایت ہے کہ اس کا سبب یہ تھا کہ ابتدائی ایام ہجرت میں چونکہ مدینہ کے یہود ونصاریٰ بالکلیہ مسلمانوں کے دوست نہ تھے بلکہ ان کی اکثریت دوستی اور امن کے معاہدہ کے باوجود انصار ومہاجرین کے خلاف نفرت اور دشمنی رکھتی تھی۔

اس لئے راہ بدلنے کا مقصد یہ تھا کہ عید کے اجتماع کے موقع پر مشرکین وکفار انہیں آزار پہنچانے کی غرض سے خفیہ طور پر کوئی نفرت رساں حرکت نہ کر سکیں اور مشرکین کو نمازیوں کے جانے اور واپس آنے کے بارے میں صحیح طور پر پتہ نہ چل سکے، اور اطمینان وسکون کے ساتھ عید کی خوشیاں منائی جا سکے۔

ایک روایت کے مطابق حضور اکرم ﷺ نے بعض دفعہ میدان کے بجائے مسجد میں نماز عید ادا کی ہے۔اس کی نسبت یہ کہا گیا ہے کہ اس روز بارش ہو رہی تھی اس لئے میدان میں نماز کے لئے اجتماع ممکن نہ تھا۔

حضور اکرم ﷺ کا خطبہ عید

روایت میں آتا ہے کہ دوگانہ عید کی ادائیگی کے بعد آقائے نامدار سرکار دوعالم ﷺ خطبہ عید زمین پر کھڑے ہو کر پڑھتے تھے اس خطبہ میں حمد وثنا کے بعد فرماتے تھے:

اللہ جل شانہ جسے راہ مستقیم دکھا دے اس کو کوئی گمراہ کرنے والا نہیں ہے بے شک سب سے اچھی چیز اور سب سے سچی کتاب کتاب اللہ یعنی قرآن مجید ہے اور انبیاء کے سب طریقوں سے بہتر طریقہ محمد ﷺ کا طریقہ ہے اور سب سے بری وہ نئی باتیں ہیں جو دین میں پیدا کی جائیں اور ایسی نئی بات بدعت ہے اور بدعت گمراہی ہے اور گمراہی دوزخ میں لے جانے والی ہے قیامت اس قدر قریب ہے جیسے یہ دو انگلیاں ایک دوسرے سے ملی ہوتی ہیں۔

حدیث میں ارشاد ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ قیامت کا ذکر فرماتے تو رخسار مبارک تمتمانے لگتے اور آپ کا ارشاد مبارک ہے کہ خطبہ نہایت خاموشی اور توجہ سے سننا چاہئے۔

نماز عید اور خطبہ کے بعد حضور اکرم ﷺ ضروری احکام صادر فرماتے اور پھر دولت کدہ پر تشریف لے جاتے۔ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ عید کے موقع پر انصار کی دو لڑکیاں بیٹھی ہوئی دف بجا کر اشعار گا رہی تھی یہ وہ اشعار تھے جو جنگ کے دن گائے گئے تھے۔حضور اکرم ﷺ اس وقت چادر اوڑھے بستر مبارک پر آرام کر رہے تھے اور آپ کے چہرہ مبارک پر چادر

تھی، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اندر آئے تو ان لڑکیوں کو ڈانٹا کہ رسول اللہ ﷺ آرام فرما رہے ہیں اور تم گانے بجانے میں لگی ہو تمہارے گانے بجانے سے آپ ﷺ کے آرام میں خلل واقع ہوگا۔حضور اکرم ﷺ نے چادر ہٹا کر فرمایا یہ عید کی خوشی کا دن ہے ان لڑکیوں کو ان کے حال پر رہنے دو، منع مت کرو ہر قوم عید مناتی ہے اور یہ ہماری عید ہے۔

ایک روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ ایک مرتبہ عید کے دن عید گاہ تشریف لے جا رہے تھے راستہ میں حضور اکرم ﷺ نے ایک کمسن بچے کو کھڑا روتے ہوئے دیکھا آپ ﷺ نے اس کے متعلق دریافت فرمایا تو معلوم ہوا کہ اس بچے کے والدین جنگ میں شہید ہو گئے تھے۔سب بچے عید کی خوشی منا رہے ہیں مگر یہ بچہ عید کی خوشیوں سے محروم ہے۔حضور اکرم ﷺ نے فرمایا پیارے! تم غم نہ کرو اور پریشان مت ہو میں موجود ہوں۔

اس کے بعد حضور اکرم ﷺ اس بچے کو اپنے کندھے مبارک پر سوار کر کے دولت کدہ لے گئے اور فرمایا آج سے تمہارا باپ میں ہوں۔حضرت علی کرم اللہ وجہہ تمہارے چچا ٹھیرے اور حسن حسین رضی اللہ عنہما بھائی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا والدہ۔اس کے بعد خود اس کا ہاتھ پکڑ کر عید گاہ تشریف لے آئے۔

یہ ایک نمونہ ہے تمام امتیوں کو کہ تمہارے آقا کے فرمان پر ہمیشہ نظر رکھنا چاہئے جو اس یتیم کے لئے کیا اور فرمایا یہ خدا کے پیارے ہیں۔خدا کے پیاروں کو تم حقارت کی نظر سے دیکھو گے تو اللہ تعالیٰ کی زبردست پکڑ ہوگی۔

اللہ جل شانہ ہم سب کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین ثم آمین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

نبی کریم ﷺ کی عید

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ. اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدِ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ o بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَیْنَا مَآئِدَۃً مِّنَ السَّمَآءِ تَکُوْنُ لَنَا عِیْدًا لِاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰیَۃً مِّنْکَ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ o. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ o

معزز حاضرین کرام!

رمضان المبارک کا آخری عشرہ ختم ہونے کو ہے۔ عید کی تیاریاں زوروں پر ہیں اس لئے میں چاہتا ہوں کہ اس خطبے میں عید سے متعلق کچھ عرض کروں تا کہ معلوم ہو کہ نبی کریم ﷺ اور اللہ والوں کی عید میں اور ہماری عید میں کیا فرق ہے۔

حضرات گرامی! عید کا دن اجتماعی عبادت وشادمانی اور خدا کی رضا وخوشنودی کا دن ہے، انسانی فطرت ہے کہ قوم کے سارے افراد بڑے اور چھوٹے جب کسی خاص مقصد کے لئے اپنے گھروں سے نکل کر بڑی جگہ جمع ہوتے ہیں تو فطری طور پر ان کے اندر مسرت وشادمانی کے جذبات پیدا ہوتے ہیں اور وہ ان کے لئے زندگی سے بھرپور دن بن جاتا ہے، اس دن ان کی افرادی شان اور شوکت کا اظہار ہوتا ہے۔

عید کا دن بھی امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایسا ہی ہے جس میں ان کی خوشی وشادمانی کا ظہور ہوتا ہے اور ایک خاص مقصد سے جمع ہونے پر ان کی روح میں بالیدگی اور عظمت وجلالت میں اضافہ ہوتا ہے مگر افسوس ہے کہ عہد رسالت پر جیسے جیسے زمانہ طویل ہوتا گیا اور نور نبوت لوگوں کی نگاہوں سے اوجھل ہونے لگا عید کی روح وحقیقت پر توجہ کی بجائے رسوم وبدعات اور ظاہری صورت وشکل کی نگہداشت پر قوت صرف ہونے لگی۔ اس لئے آج اس کی ضرورت ہے کہ عید کی اصل حقیقت وروح کو عام کیا جائے اور بتایا جائے کہ نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ کی عید کیسی ہوا کرتی تھی۔

ہلال عید

جو چیز انسان کی روحانی زندگی کے لئے سم قاتل اور روح کو اس کے اصل منبع وسرچشمہ یعنی ذات الٰہی سے پھیرنے والی ہے وہ ہے خواہشات نفس کی پیروی۔ جس کے تحت انسان اندھا ہو کر معدہ کی پرستش شروع کر دیتا ہے اور ہر جائز وناجائز حلال وحرام سے اس جہنم کو بھرنے میں لگ جاتا ہے۔ نتیجے کے طور پر انسان کی ساری زندگی معدہ کے نظام کے گرد گردش کرنے لگتی ہے۔

روزہ اسی لذت پسندی اور خواہشات نفس کی پیروی پر روک لگاتا ہے اور رمضان کے پورے مہینے جب کوئی شخص صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک معدہ کے نظام پر بھوکا پیاسا رہ کر قابو پالیتا ہے اور حقیقی روزہ اسے نصیب ہوتا ہے تو اس کو تقویٰ کا منصب عطا ہوتا ہے اور اللہ کے نزدیک متقین میں شمار ہوتا ہے۔ جب ہلال نظر آتا ہے تو اس کی روحانی زندگی کی پابندی کی تکمیل ہو جاتی ہے اور اس رات کو اللہ جل شانہ کی طرف سے انعام واکرام کی بارش ہوتی ہے۔ اسی لئے ایمان والوں کو ہلال عید کا انتظار ہوتا ہے۔

چاند دیکھنے کا اہتمام

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر افطار (عیدالفطر) کرو، اگر چاند نظر نہ آئے تو پھر تیس دن کی گنتی پوری کرو۔ رمضان المبارک کے آخری دنوں میں رسول اللہ ﷺ مسجد نبوی میں اعتکاف فرماتے تھے، آخری دن صحابہ کرام چاند دیکھنے کا اہتمام کرتے تھے اور چاند نظر آجاتا تو رسول اللہ ﷺ کو بتادیتے تھے، آپ خود بھی چاند دیکھنے کا اہتمام کرتے تھے اور جب چاند نظر آجاتا تو اپنے رب کا شکر ادا کرتے ہوئے یوں فرماتے تھے۔ ''اے اللہ! اس چاند کو ہمارے لئے امن وایمان اور سلامتی واسلام کا چاند بنا کر نکال۔ اے چاند! میرا اور تمہارا رب اللہ ہی ہے۔'' ایمان سے بھرپور ذکر الٰہی سے تر زبان کے اوپر جاری یہ دعائیہ الفاظ اس بات کو واضح کرتے ہیں کہ مومن کی توجہ ہر لمحہ اللہ جل شانہ کی طرف ہونی چاہئے۔ عید اگرچہ چاند دیکھنے پر معلق ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ چاند بے تاثیر ہے، وہ تو علامت ہے حکم رب کی اور رب ایک ہی ہے جو ہماری اور ساری کائنات اور نظام شمسی کی پرورش کرتا ہے اور وہ اللہ جل شانہ ہے۔

شب عید

ہلال عید کے طلوع کے ساتھ اعتکاف ختم ہو جاتا ہے اور شب عید شروع ہو جاتی ہے، یہ شب ایسی ہے جو انعام واکرام کے لئے خاص ہے اس لئے ایمان والے بندے اس شب کو گپ شپ کی محفلوں یا بازاروں اور دوکانوں میں نہیں گذارتے، بلکہ اللہ جل شانہ کے اکرام وانعام کے انتظار اور اس کی عبادت میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی عادت شریفہ اس رات میں خاص عبادت کی تھی، آپ نے اس شب کے بارے میں فرمایا کہ جب عید الفطر کی رات ہوتی ہے تو اس کا نام آسمانوں پر لیلۃ الجائزہ یعنی انعام کی رات ہے لیا جاتا ہے۔

ایک دوسری حدیث میں ارشاد ہے کہ جو شخص پانچوں راتوں میں عبادت کے لئے جاگے، اس کے واسطے جنت واجب ہو جائے گی، لیلۃ الترویہ یعنی آٹھ ذی الحجہ کی رات، لیلۃ العرفہ یعنی نو ذی الحجہ کی رات، لیلۃ النحر یعنی دس ذی الحجہ کی رات اور عید الفطر کی رات اور شب برات یعنی پندرہ شعبان کی رات۔ فقہائے کرام نے بھی عیدین کی رات میں جاگنا مستحب لکھا ہے۔

صبح عید

شب عید ختم ہو کر مشرق سے سورج کی پہلی شعاع فضاء بسیط پر پڑ رہی ہے صبح صادق طلوع ہو رہی ہے، فرشتے آسمان دنیا سے فرش ارض پر قطار در قطار اتر کر کھڑے ہو رہے ہیں تا کہ ایمان والوں کا عیدگاہ کے راستہ میں استقبال کریں۔

رسول اللہ ﷺ مدینہ میں ہیں اور عید کی شروعات بھی مدینہ کی آمد سے فرضیت صیام رمضان کے بعد ہوئی ہے۔ یہ دو ہجری کا سال ہے، گرمی کا موسم ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز ادا کرتے ہیں اس کے بعد صلوٰۃ العید کی تیاری فرماتے ہیں۔

غسل

آپ نے اس صبح کو خاص طور پر غسل فرمایا۔غسل کے بعد آپ کی عادت شریفہ تھی کہ اپنے بالوں میں کنگھا کرتے، آنکھوں میں سرمہ لگاتے، خوشبو بدن پر ملتے، چنانچہ صبح عید کو یہ تمام چیزیں مسنون ہیں۔اگر ناخن بڑھے ہوئے ہوں تو ان کو تراشا جائے اور بدن کے زائد بالوں کو اتارا جائے۔

عمدہ لباس پہننا

غسل کے بعد نبی اکرم ﷺ عید کے روز اپنے موجودہ کپڑوں میں جو عمدہ کپڑا ہوتا اسے زیب تن فرماتے۔آپ کے پاس یمنی حلہ تھا جس کی دھاریاں سرخ تھیں عام طور پر اس حلہ کو آپ جمعہ اور عیدین کے دن زیب تن کرتے اور اپنے اصحاب کو بھی جمعہ وعیدین کے لئے عمدہ کپڑا پہننے کے لئے فرماتے، اس لئے اس جیسے اجتماع کے موقع پر عمدہ کپڑا حسب استطاعت پہننا اللہ کو پسند ہے۔اس لئے اس میں کوئی مضائقہ نہیں کہ جمعہ وعیدین کے لئے خاص جوڑا بنا کر رکھا جائے، البتہ یہ قطعاً مناسب نہیں کہ عید کے لئے لازمی طور پر غیر ضروری اخراجات کر کے بیش قیمت کپڑے بنائے جائیں، اس زمانے میں نئے کپڑوں کی خریداری اور عید کے لئے اس جزو کو لازم کے طور پر اختیار کرنے کا جو مزاج بن گیا ہے اور جس میں اسراف وفضول خرچی عام ہے اس سے بچنا ضروری ہے۔

عیدگاہ جانے سے پہلے

نبی اکرم ﷺ عیدگاہ جانے سے پہلے صدقہ فطر کی ادائیگی کا حکم فرماتے تھے تا کہ ایمان والو کے جشن ومسرت کے اس دن میں صدقہ فطر کے ذریعہ محتاجوں

ومسکینوں کی بھی شکم سیری وآسودگی کا انتظام ہو جائے اور اللہ کے حضور عیدگاہ میں اس حال میں پہنچیں کہ اگر ان کی زبان کی بے احتیاطیوں اور بے باکیوں سے روزے پر جو برے اثرات پڑے ہوں یہ صدقہ فطر ان کا کفارہ بھی ہو جائے۔

رسول اللہ ﷺ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نقل فرماتے ہیں کہ آپ نے روزوں کو فضول ولایعنی اور فحش باتوں کے اثرات سے پاک وصاف کرنے اور مسکینوں اور محتاجوں کے کھانے کے بندوبست کے لئے صدقہ فطر کو واجب قرار دیا ہے۔

صدقہ فطر کی مزید تفصیل، اس کی ادائیگی وقت اور مقدار کے بارے میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں میں سے ہر غلام وآزاد پر اور ہر مرد وعورت اور ہر بڑے اور چھوٹے پر صدقہ فطر لازم کیا ہے اور یہ صدقہ فطر ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو ہے اور حکم دیا ہے کہ یہ صدقہ فطر نماز عید کے لئے جانے سے پہلے ادا کیا جائے۔

صدقہ فطر غریبوں، مسکینوں پر واجب نہیں ہے بلکہ ایسے مالدار وغنی شخص پر واجب ہے جو عید کے دن ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا یا اس کے بقدر روپے کا مالک ہو ایسا شخص خود اپنی طرف سے اور اپنی نابالغ اولاد کی طرف سے بھی ادا کرے گا، یہ تو واجب ہے مگر بہتر یہ ہے کہ جو شخص اتنی مالیت نہ رکھتا ہو وہ بھی صدقہ فطر نکالے تا کہ فقراء ومساکین کے لئے اس دن تنگی نہ ہو اور خود اس کے روزہ کے برے اثرات زائل ہو جائیں، اگر صدقہ فطر رمضان المبارک میں ادا کیا جائے تو بھی صحیح ہے۔

چونکہ مدینہ میں اس زمانے میں عام طور پر لوگوں کے پاس کھانے کے لئے کھجور یا جو ہوتا تھا، اس لئے اس حدیث میں ان ہی کا ذکر ہے۔ایک صاع کی

مقدار ایک کلو چھ سو بانوے گرام کے قریب ہے۔ اس زمانے میں ایک چھوٹے گھرانے کی غذا کے لئے یہ مقدار کافی ہوتی تھی اس لئے اس حساب سے صدقہ فطر ادا کرنا ضروری قرار دیا گیا۔

عیدگاہ جانے سے پہلے کچھ کھانا

رسول اللہ ﷺ عیدگاہ جانے سے پہلے چند کھجوریں تناول فرماتے تھے کیونکہ یہ دن جو اللہ کی طرف سے فطر یعنی روزہ نہ رکھنے اور کھانے کا دن ہے، رمضان کے مہینے میں نہ کھانا اور نہ پینا ہی عبادت تھا اور آج اللہ کی رضا و خوشنودی اس میں ہے کہ صبح صبح ہی کچھ کھایا جائے، آپ کے صحابی حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عید الفطر کے دن عیدگاہ کو تشریف لے جانے سے پہلے چند کھجوریں کھاتے تھے جو طاق عدد میں ہوتیں۔

عیدگاہ کے لئے روانگی

جب روشنی پھیل جاتی تو نبی کریم ﷺ عیدگاہ کے لئے روانہ ہوتے۔ عام طور پر آپ کا معمول تھا کہ ایک راستہ سے گذرتے ہوئے عیدگاہ جاتے اور دوسرے راستہ سے نماز کے بعد واپس آتے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ عید کے دن عیدگاہ جانے اور آنے میں راستہ بدل دیتے تھے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عیدگاہ میں

حضور اکرم ﷺ کے عہد مبارک میں مدینہ طیبہ کی آبادی سے باہر وہ صحرائی میدان عیدگاہ کے لئے مخصوص تھا جہاں حجاج آ کر ٹھہرتے اور محمل اتارتے ہیں، یہ

مسجد نبوی سے تقریباً ایک ہزار قدم کی دوری پر مشرقی جانب میں تھا، اس کے ارد گرد کوئی چہار دیواری نہ تھی بلکہ ایک چٹیل صحرائی میدان تھا جس میں آپ نماز عید ادا کرتے تھے۔

عورتوں اور بچوں کی عیدگاہ میں آمد

حضور اکرم ﷺ اور تمام بالغ مردوں کے علاوہ آپ کے عہد میں عورتیں اور بچے بھی عیدگاہ پہنچتے تھے اور مردوں سے الگ ایک جگہ عورتیں جمع ہوتی تھیں اور نماز پڑھتی تھیں، اگرچہ ان پر یہ نماز واجب نہ تھی لیکن زمانہ مابعد میں جب مسلم معاشرہ میں فساد آ گیا اور ان کے نکلنے اور عیدگاہ جانے میں فتنہ و شر کا اندیشہ پیدا ہو گیا تو جس طرح فقہائے امت نے جمعہ اور نماز پنجگانہ کے لئے خواتین کا مسجد میں آنا مناسب نہیں سمجھا اسی طرح نماز عید کے لئے ان کا عیدگاہ جانا بھی مناسب نہیں سمجھا۔

نماز عید الفطر کی ادائیگی

حضور اکرم ﷺ جب عیدگاہ پہنچتے تو آفتاب افق سے تقریباً دو نیزہ اوپر بلندی پر چمک رہا ہوتا۔ آپ کے پہنچنے کے بعد صفیں درست ہو جاتیں اور آپ نماز پڑھانے کے لئے آگے بڑھ جاتے، آپ کے آگے نیزہ گاڑھ دیا جاتا تھا، آپ نماز دو رکعت پڑھاتے تھے اور اس میں قرآن مجید کی تلاوت قیام کی حالت میں بلند آواز سے کرتے تھے، کبھی سورۂ ق اور سورۂ قمر اور کبھی سورۂ اعلیٰ اور سورۂ غاشیہ پڑھا کرتے تھے۔

حضور اکرم ﷺ کا خطبہ عید

حضور اکرم ﷺ نماز پڑھا کر فارغ ہوتے تو لوگوں کی طرف رخ کر کے خطبہ کے لئے کھڑے ہوتے اور لوگ بدستور صفوں میں بیٹھے رہتے، پھر آپ ان کو وعظ

ونصیحت فرماتے اوراحکام دیتے، اگرآپ کاارادہ کوئی لشکر یا دستہ تیارکرکے کسی طرف روانہ کرنے کا ہوتا تو آپ خطبہ کے بعد اس کو بھی روانہ فرماتے، اسی طرح کسی دیگر اجتماعی وانفرادی امور سے متعلق آپ کوکوئی حکم دینا ہوتا تو اسی موقع پر وہ بھی فرماتے تھے، کبھی ضرورت ہوتی تو جہاں عورتیں جمع ہوتیں وہاں جا کر ان کو وعظ ونصیحت کرتے بالخصوص صدقہ وخیرات ادا کرنے کی ترغیب دیتے۔

بارش کی وجہ سے عید کی نماز مسجد میں

عیدین کی نمازیں حضوراکرم ﷺ کے عہد میں عیدگاہ میں ہوا کرتی تھیں، البتہ ایک بار عید کے دن بارش ہوئی تھی اس کی وجہ سے آپ نے مسجد میں عید کی نماز پڑھی۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ عید کے دن بارش ہوئی تو حضوراکرم ﷺ نے ہم کو عید کی نماز مسجد نبوی میں پڑھائی۔

عید کی مبارکباد

حضوراکرم ﷺ کے عہد میں صحابہ کرام عید کی خوشیاں مناتے تھے اور ایک دوسرے کو ملاقات کے وقت عید کی مبارکباد دیتے اور اس کے لئے دعائیہ کلمات کہتے تھے کہ اللہ ہمارے اور تمہارے اعمال کو قبول فرمائے۔ بعض روایات میں عید کے دن فنون سپہ گری ونیزہ بازی وغیرہ کا مظاہرہ کرتے اور گھروں میں عید کی خوشی میں نظم، اشعار گانے اور پڑھنے کا واقعہ بھی منقول ہوا ہے۔

خطیب کے لئے ہدایت

عیدالفطر میں خطیب کو چاہئے کہ وہ صدقہ فطر اور اس کے احکام بیان کرے اور بتائے کہ صدقہ فطر کس پر واجب ہے اور کس کے لئے واجب ہوتا ہے اور کب واجب

ہوتا ہے؟ کس قدر واجب ہے؟ کس چیز پر واجب ہے؟ مناسب یہ ہے کہ عیدین سے پہلے جو جمعہ ہو اس میں لوگوں کے سامنے احکام فطر بیان کردے تا کہ لوگ صدقہ فطر ادا کریں۔ حضوراکرم ﷺ عید سے دو دن پہلے وعظ فرماتے اور اس میں صدقہ فطر ادا کرنے کا حکم فرماتے، عید کی نماز ختم کرنے کے بعد خطیب دو خطبے پڑھے اس کا پڑھنا سنت ہے۔

اگر کوئی عید کی نماز سے پہلے ہی خطبہ پڑھ دے تو یہ اگرچہ درست ہے مگر برا ہے اس لئے کہ اس نے سنت کی خلاف ورزی کی اور سنت کو چھوڑ دیا اور جو چیزیں نماز جمعہ میں مسنون ہیں وہی چیزیں نماز عیدین میں بھی مسنون ہیں اور جو چیزیں نماز جمعہ میں مکروہ ہیں وہی چیزیں نماز عیدین میں بھی مکروہ ہیں۔ صرف دو چیزوں میں جمعہ اور عیدین میں فرق ہے ایک یہ کہ عید میں خطبہ سے پہلے تکبیر کہنا مسنون ہے اور جمعہ میں یہ مسنون نہیں ہے دوسرے یہ کہ جمعہ میں خطبہ شروع کرنے سے پہلے منبر پر امام کا بیٹھنا مسنون ہے اور عیدین میں مسنون نہیں ہے۔

مسئلہ: حنفیہ کے نزدیک عیدین کا خطبہ شروع کرنے سے پہلے بیٹھنا مکروہ ہے بلکہ منبر پر جانے کے بعد ہی خطبہ شروع کردیا جائے اور بیٹھا نہ جائے۔

مسئلہ: حنفیہ کے نزدیک عیدین کے خطبے جمعہ کے خطبوں کی مانند ہیں، خطبوں میں صرف ایک رکن ہے یعنی ذکراللہ، کم ہو یا زیادہ اس میں شامل ہے لہٰذا خطبوں کے لئے صرف حمد یا تسبیح وتہلیل کافی ہے۔ ہاں ان میں سے کسی ایک امر پر انحصار کرلینا مکروہ تنزیہی ہے۔ حنفیہ کے نزدیک دوسرا خطبہ شرائط خطبہ میں داخل نہیں ہے بلکہ وہ سنت ہے۔

مسئلہ: حنفیہ کا مذہب یہ ہے کہ نماز عیدین عیدگاہ اور صحراء میں پڑھنا افضل اور مستحب ہے اور منبر کے وہاں لے جانے میں اختلاف نقل کیا گیا ہے۔ علامہ شامیؒ

نے کہا ہے کہ منبر وہاں لے جانا مکروہ ہے البتہ اگر وہاں عیدگاہ میں منبر بنالیا جائے اور تعمیر کرلیا جائے تو کچھ حرج نہیں۔ یہ کہنا غلط ہے کہ خطبہ عیدین منبر پر کھڑے ہوکر پڑھنا ناجائز ہے۔

مسئلہ: زیادہ دراز کرنا خطبہ کا مکروہ ہے لیکن خطبہ جس قدر بھی ہو سننا ضروری ہے، کراہت خطبہ کے دراز کرنے والے کے حق میں ہے سننے والوں پر تمام خطبہ کا سننا واجب ہے۔

مسئلہ: عیدین میں اگر ضروری مسائل خطبہ کے درمیان بیان کرنا ہو تو قلیل ہونا چاہئے اور بعد میں ہو تو کوئی قید نہیں۔

مسئلہ: خطبہ عید کا پڑھنا اور سننا سنت مؤکدہ ہے لیکن جب خطبہ پڑھا جائے اور کوئی شخص وہاں موجود ہو تو خطبہ سننا واجب ہوجاتا ہے، اس وقت کلام وغیرہ کرنا جائز نہیں ہے اور شور مچانا سخت گناہ ہے۔

مسئلہ: عیدین کا خطبہ تو سنت ہے لیکن اس کا سننا اور خاموش رہنا واجب ہے خواہ خطبہ سنائی دے یا نہ دے۔

مسئلہ: نماز عید کے خطبہ کے وقت صفیں قائم رکھ کر اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے رہنا بہتر ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین صفیں قائم رکھ کر اپنی اپنی جگہ بیٹھے رہتے تھے۔

مسئلہ: خطبہ کھڑے ہوکر پڑھنا مسنون ہے۔ کسی وقت اگر عذر سے بیٹھ کر پڑھا جائے تو درست ہے مگر مداومت کی اجازت نہیں ہے۔

مسئلہ: خطیب عیدین کے خطبہ میں جب تکبیرات کہہ لے تو حاضرین آہستہ آہستہ تکبیر کہہ سکتے ہیں اور خطیب جب درود شریف کی آیت پڑھے جس میں درود پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے تو مقتدی دل ہی دل میں درود پڑھیں۔

مسئلہ: اگر نماز سے پہلے یا خطبہ کے بعد چندہ ہو تو مضائقہ نہیں۔ خطبہ کے دوران چندہ کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

اللہ کے نیک بندوں کی عید کیسی؟

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُه

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ. اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدِ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ o بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَیْنَا مَآئِدَۃً مِّنَ السَّمَآءِ تَکُوْنُ لَنَا عِیْدًا لِاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰیَۃً مِّنْکَ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ o. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ o

معزز حاضرین کرام! رمضان المبارک کا آخری عشرہ ختم ہونے کو ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس خطبے میں عید سے متعلق کچھ عرض کروں تا کہ معلوم ہو کہ اللہ والوں کی عید میں اور ہماری عید میں کیا فرق ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ عید کے دن اپنے شہزادے کو پرانی قمیص پہنے دیکھا تو رو پڑے۔ شہزادے نے عرض کیا ابا جان! آپ کس لئے رو رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا بیٹے! مجھے اندیشہ ہے کہ آج عید کے دن جب لڑکے تمہیں اس لباس میں دیکھیں گے تو تم کو احساس ہوگا۔ بیٹے نے جواب دیا احساس تو اسے ہو جو رضائے الٰہی کو نہ پا سکا، جس نے ماں باپ کی نافرمانی کی ہو اور مجھے امید ہے کہ آپ کی رضامندی کے طفیل اللہ تعالیٰ بھی مجھ سے راضی ہوگا۔

یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ رو پڑے، شہزادے کو گلے سے لگایا اور اس کے لئے دعا فرمائی۔

شہزادیوں کی عید

امیر المومنین حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عید سے ایک دن قبل آپ کی شہزادیاں حاضر ہوئیں اور بولیں بابا جان! کل عید کے دن ہم کون سے کپڑے پہنیں گے؟ فرمایا یہی کپڑے جو تم نے پہن رکھے ہیں انہیں آج دھلوا اور کل پہن لینا۔ شہزادیوں نے کہا نہیں آپ ہمیں نئے کپڑے بنوا دیں۔ آپ نے فرمایا میری پیاری بچیو! عید کا دن اللہ جل شانہ کی عبادت کرنے اور اس کا شکر بجالانے کا دن ہے، نئے کپڑے پہننا ضروری نہیں۔ شہزادیوں نے کہا ابا جان! آپ کا فرمانا بالکل درست ہے لیکن ہماری سہیلیاں اور دوسری لڑکیاں ہمیں طعنے دیں گی کہ تم امیر المومنین کی لڑکیاں ہو اور وہی پرانے کپڑے پہنے ہوئے ہو۔ یہ کہتے ہوئے شہزادیوں کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ ان کا رونا دیکھ کر امیر المومنین کی بھی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ آپ نے بیت المال کے خازن کو بلا کر فرمایا مجھے ایک ماہ کی تنخواہ

پیشگی دیدو تا کہ میں اس سے ان بچیوں کے کپڑے تیار کرادوں۔ خازن نے جواب دیا حضور! آپ کا حکم سر آنکھوں پر لیکن مجھے صرف اتنی بات بتا دیں کہ کیا آپ ایک ماہ تک زندہ رہیں گے؟ آپ نے اس خازن کی بڑی تعریف کی اور فرمایا کہ واقعی تم نے بڑی عمدہ بات کہی ہے۔ آپ نے اپنی بچیوں سے فرمایا پیاری بچیو! اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی رضا پر اپنی نیک خواہشات کو قربان کردو۔ کوئی شخص اس وقت تک جنت کا مستحق نہیں بن سکتا جب تک وہ کچھ قربانی نہ دے۔

عید صرف اُجلے لباس پہننے کا نام نہیں

حضرات گرامی! گزشتہ دونوں حکایتوں سے ہمیں یہی درس ملا کہ اُجلے کپڑے پہن لینے کا نام عید نہیں ہے۔ رنگ برنگے کپڑے پہنے بغیر بھی عید منائی جاسکتی ہے اللہ اکبر! حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کتنے بڑے خلیفہ تھے، اتنی بڑی سلطنت کے حاکم ہونے کے باوجود آپ نے کوئی رقم جمع نہ کی۔ اور آپ کے خازن بھی کس قدر دیانت دار تھے۔ انہوں نے کیسے خوبصورت انداز میں پیشگی تنخواہ دینے سے انکار کیا۔ اس حکایت سے ہم سب کو عبرت حاصل کرنی چاہیئے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ پیشگی لی ہوئی تنخواہ یا اجرت کا حق ادا کرنے سے پہلے ہی موت آجائے اور ہمارے سر پر دنیوی مال کا وبال رہ جائے اور خدانخواستہ آخرت میں ہم پھنس جائیں۔

حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی عید

اللہ عزوجل کے مقبول بندوں کی ایک ایک ادا ہمارے لئے موجب عبرت ہے۔ دیکھئے حضرت غوث الاعظم کی شان کس قدر ارفع واعلیٰ ہے لیکن باوجود اتنی بڑی

شان ہونے کے ہمارے لئے آپ کیا چیز پیش فرماتے ہیں؟ پڑھئے اور عبرت حاصل کیجئے۔ آپ نے اس کے متعلق دو اشعار میں فرمایا ہے ان اشعار کا ترجمہ یہ ہے کہ لوگ کہہ رہے ہیں کل عید ہے کل عید ہے اور سب خوش ہیں لیکن میں تو جس دن اس دنیا سے اپنا ایمان محفوظ لے کر گیا میرے لئے تو وہی دن عید کا دن ہوگا۔

سبحان اللہ کیا شان تقویٰ ہے۔ اتنی بڑی شان کہ اولیائے کرام کے سردار! اور اس قدر تواضع وانکسار! یہ سب کچھ دراصل ہمارے درس کے لئے ہے اور ہمیں بتانا مقصود ہے کہ خبردار! ایمان کے معاملے میں غفلت نہ کرنا۔ ہر وقت ایمان کی حفاظت کی فکر میں لگے رہنا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہاری غفلت اور معصیت کے سبب ایمان کی دولت تمہارے ہاتھ سے نکل جائے۔

عید کس کے لئے ہے

سرکار دوعالم ﷺ کی محبت سے سرشار دیوانو! سچی بات تو یہی ہے کہ عید تو دراصل اُن خوش بخت مسلمانوں کے لئے ہے جنہوں نے ماہ محترم رمضان المبارک کو روزوں، نمازوں اور دیگر عبادتوں میں گزارا۔ یہ تو عید ان کے لئے اللہ عزوجل کی طرف سے مزدوری ملنے کا دن ہے۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا چاہیئے کہ ہم ماہ محترم کا حق ہی ادا نہ کرسکے۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی عید

عید کے دن لوگ کاشانہ خلافت پر حاضر ہوئے تو کیا دیکھا کہ آپ رضی اللہ عنہ دروازہ بند کرکے زار وقطار رو رہے ہیں۔ لوگوں نے حیران ہوکر پوچھا یا امیر المومنین! آج تو عید کا دن ہے، آج تو شادمانی ومسرت کا دن ہے، آج تو خوشی کا

دن ہے، یہ خوشی کی جگہ رونا کیسا؟ آپ نے آنسو صاف کرتے ہوئے فرمایا کہ آج عید کا بھی دن ہے اور وعید کا بھی ہے۔ آج جس کے نماز وروزے مقبول ہو گئے بلا شبہ اس کے لئے عید کا دن ہے لیکن آج جس کی نماز اور روزے مقبول نہیں ہوئے اس کے لئے تو آج وعید کا دن ہے۔ اور میں تو اس خوف سے رو رہا ہوں کہ مجھے معلوم نہیں کہ میں مقبول ہوں یا مردود۔

ہماری خوش فہمی

اللہ اکبر! ذرا سوچو وہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جن کو مالک جنت تاجدار رسالت ﷺ نے اپنی حیات ظاہری ہی میں جنت کی بشارت عنایت فرما دی تھی ان کا روزہ اور مقبول نہ ہو؟ یہ کیسے ہوسکتا ہے۔ یقیناً آپ کے روزے مقبول تھے مگر آپ پر خوف خداوندی کا اس قدر غلبہ تھا کہ صرف یہ سوچ سوچ کر تھرا رہے تھے کہ نہ معلوم میری رمضان المبارک کی عبادتیں قبول ہوئیں یا نہیں۔ سبحان اللہ عید الفطر کی خوشی منانا جن کا حقیقی حق تھا ان کے خوف کا تو یہ عالم ہو کہ عید کے دن پھوٹ پھوٹ کر روئیں اور ہم جیسے نکمے اور باتونی لوگوں کا حال یہ ہے کہ نیکی کے نون کے نقطہ کو بھی نہ جانیں مگر خوش فہمی کا حال یہ ہے کہ ہم جیسا نیک اور پارسا تو شاید دنیا میں اب باقی نہ رہا ہو۔

اس رقت انگیز حکایت سے ان نادانوں کو خصوصاً درس عبرت حاصل کرنا چاہئے جو اپنی عبادت پر ناز کرتے پھولے نہیں سماتے اور اپنے نیک اعمال مثلاً نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، مساجد کی خدمت، خلق خدا کی مدد اور سماجی فلاح و بہبود کے کاموں وغیرہ کو اپنے خیال میں کارنامہ تصور کرتے ہوئے، ہر جگہ جھکتے اعلان کرتے پھرتے، ڈھنڈورا پیٹتے نہیں تھکتے بلکہ اپنے نیک کاموں کی اخبارات و رسائل میں

تصاویر تک چھپوانے سے گریز نہیں کرتے۔ آہ ان کا ذہن کس طرح بنایا جائے؟ ان کو تعمیری اور اخلاقی سوچ کس طرح فراہم کی جائے؟ انہیں کس طرح باور کرایا جائے کہ میرے نادان بھائیو! اس طرح بلاضرورت شرعی اپنی نیکیوں کا اعلان ریاکاری ہے اور ریاکاری سراسر تباہ کاری ہے۔ ایسا کرنے سے نہ صرف اعمال برباد ہوتے ہیں بلکہ ریاکاری کا گناہ اعمال نامہ میں درج کر دیا جاتا ہے اور فوٹو چھپوانا توبہ توبہ! ریاکاری پر سینہ زوری! اپنے اعمال کی نمائش کا اتنا شوق کہ فوٹو جیسے حرام ذریعے کو بھی نہ چھوڑا۔ ریاکاری کی تباہ کاری ''میں میں'' کی مصیبت اور انانیت کی آفت سے اللہ عزوجل ہم سب کو مسلمانوں کی حفاظت فرمائے۔ آمین

شیطان کا واویلا

حضرت وہب بن منبہ فرماتے ہیں کہ جب بھی عید آتی ہے شیطان چلا چلا کر روتا ہے۔ اس کی بدحواسی دیکھ کر تمام شیاطین اس کے گرد جمع ہو کر پوچھتے ہیں اے آقا! آپ کیوں غضب ناک اور اداس ہیں؟ وہ کہتا ہے ہائے افسوس! اللہ تعالیٰ نے آج کے دن امت محمد ﷺ کو بخش دیا ہے۔ اب یوں کرو کہ تم انہیں لذتوں اور خواہشات نفسانی میں مشغول کر دو۔

کیا شیطان کامیاب ہے

اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے۔ شیطان پر عید کا دن کس قدر گراں گزرتا ہے۔ لہٰذا وہ اپنے چیلوں کو حکم صادر کر دیتا ہے کہ تم مسلمانوں کو لذات نفسانی میں مشغول کر دو۔ فی زمانہ شیطان اپنے اس وار میں کامیاب ہوتا نظر آرہا ہے عید کی آمد پر ہونا تو

یہ چاہئے تھا کہ عبادت وحسنات کی کثرت کر کے اللہ عزوجل کا زیادہ سے زیادہ شکر ادا کیا جاتا مگر افسوس صد افسوس! اب مسلمان عید سعید کا حقیقی مقصد ہی بھلا بیٹھے ہیں۔ ہائے افسوس! اب تو عید منانے کا یہ انداز ہوگیا ہے کہ بیہودہ قسم کی الٹی سیدھی ڈیزائن والے بلکہ معاذ اللہ جانداروں تک کی تصاویر والے بھڑکیلے کپڑے پہنے جاتے ہیں، بے ڈھنگے میلے جھمیلوں، ناچ گانوں اور فلموں ڈراموں کا اہتمام کیا جاتا ہے اور دل کھول کر وقت ودولت دونوں کو خلاف سنت وشریعت افعال میں برباد کیا جاتا ہے۔

افسوس صد افسوس! ہم اب اس مبارک دن کو کس قدر غلط سمجھنے لگے ہیں۔ میرے بھائیو! ان خلاف شرع باتوں کے سبب ہوسکتا ہے کہ یہ عید سعید ہمارے لئے یوم وعید بن جائے۔ دیکھئے اللہ عزوجل نے فضول خرچوں کو قرآن پاک میں شیطان کا بھائی قرار دیا ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ○ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنَ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا. اور فضول نہ اُڑا اوبے شک فضول اُڑانے والے شیطان کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب عزوجل کا بڑا ناشکرا ہے۔

صدقہ فطر کی مقدار آسان لفظوں میں

ایک سو پچھتر روپے اٹھنی بھر یعنی دو سیر تین چھٹانک آدھا تولہ، یا دو کلو اور تقریباً پچاس گرام وزن گیہوں یا اس کا آٹا یا اتنے گیہوں کی قیمت ایک صدقہ فطر کی مقدار ہے۔

عید کا تحفہ

سرکار مدینہ ﷺ فرماتے ہیں کہ جو شخص عید کے دن تین مرتبہ سبحان اللہ وبحمدہ پڑھے اور فوت شدہ مسلمانوں کی ارواح کو اس کا ثواب ہدیہ کرے تو ہر مسلمان کی قبر

میں ایک ہزار انوار داخل ہوں گے اور جب وہ پڑھنے والا خود مرے گا اللہ تعالیٰ اس کی قبر میں بھی ایک ہزار انوار داخل فرمائے گا۔ دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ

بحمدہ تعالیٰ

خطبات رمضان المبارک کی جلد اوّل تمام ہوئی۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ
بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ .

☆ بندہ محمد عثمان حبان ولدآر قاسمی ☆